ذکرِ خیر ۲

اُمہاتُ المؤمنین رضی اللہ عنھن

اُمہاتُ المؤمنین رضی اللہ عنھن، اولادِ اطہار اور جملہ متعلقین رضی اللہ عنہم
کی دلنشین سیرت پر مشتمل حسین گلدستہ



انتخاب و ترتیب و تحریر و تحقیق

محمد عبدالخالق توکلی

ریٹائرڈ سینئر سبجیکٹ سپیشلسٹ گورنمنٹ کالج برائے اساتذہ۔ فیصل آباد

اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن

سیرتِ طیبہ اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن، اولادِ اطہار و جملہ متعلقین رضی اللہ عنہم
آئمہ طریقت رحمۃ اللہ علیہم، امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ اور علاماتِ قیامت،
سامانِ حرب، گھریلو اشیاء، و مویشی پر مشتمل کتاب کا حسین ترین تحفہ اور مینارۂ نور



انتخاب، ترتیب، تحریر و تحقیق

محمد عبد الخالق توکلی

ریٹائرڈ سینئر سبجیکٹ سپیشلسٹ گورنمنٹ کالج برائے اساتذہ۔ فیصل آباد



زاویہ پبلشرز

C-8 (محی الدین بلڈنگ) داتا دربار مارکیٹ۔ لاہور

Ph: 042-7248657-7112954

Mob: 0300-9467047 - 0321-9467047 - 0300-4505466

Email:zaviapublishers@yahoo.com



2006

بار اول ______ ۱۰۰۰

ہدیہ ______ 200 روپے

O

زیرِ اہتمام

نجابت علی تارڑ

ملنے کے پتے

مکتبہ قادریہ نزد چوک میلادِ مصطفیٰ سرکلر روڈ گوجرانوالہ	055-4237699
احمد بک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی	051-5558320
اسلامک بک کارپوریشن بالمقابل دی بنک آف پنجاب راولپنڈی	0300-5829668
مکتبہ المدینہ اصغر مال روڈ نزد عیدگاہ راولپنڈی	0300-9141712
مکتبہ الجاہد دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف	048-6691763
حنفیہ پاک پبلی کیشنز نزد بسم اللہ مسجد کھارادار کراچی	
مکتبہ فیضانِ مشتاق کھارادار کراچی	033-3121792
منہاج القرآن اسلامک سیل سنٹر ضیاء مارکیٹ سرگودھا	0483-721630
مکتبہ ضیاء العلوم مین صدر بازار راولپنڈی	051-5585695
عطار اسلامی کتب خانہ بازار کلاں نزد دو دروازہ سیالکوٹ	051-4588503

انتساب

الراقم ننگِ خلائق وسیاہ کار اپنا حقیر سا ہدیہ بحضور

امہات المومنینؓ واولادِ اطہارؓ پیش کرتا ہے

اورانہی نفوسِ قدسیہ سے منسوب کرتا ہے

بطفیل قبلہ ام خواجہ صدیق احمد شاہ سیدوی رحمۃ اللہ علیہ

شرفِ قبولیت بخشنے کی التجا بھی ہے

کمترین

محمد عبدالخالق توکلی

خوشخبری

۱۔ نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سلسلہ زریں رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنے والوں کے ساتھ نہایت فیاضانہ برتاؤ فرماتے ہیں بحوالہ فیوض الحرمین جلد دہم ص ۶۴ از مفتی ابوالبشیر خواجہ دل محمد علیہ رحمۃ اللہ ۵ شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ

۲۔ ذکر خیرا تا ۵ قرآنی آیات واحادیث مبارکہ واقوالِ ایمان افروز محدثین ومفسرین ومصنفین ومحققین ومورخین واخبار ورسائل اور مکتوبات مجددی ومکاشفۃ القلوب وکیمیائے سعادت وحجۃ اللہ البالغہ وکشف المحجوب وحدائق الاخیار وطبقات الکبریٰ وحدائق الاخیار ومدارج النبوۃ جیسی بے شمار کتب مبارکہ کے نورانی بیانات سے مزین واسلامی معلومات کا مخزن اور دینی انسائیکلوپیڈیا ہے۔

۳۔ کتاب ھذا مختصر مگر جامع اور دریا بکوزہ بند کے مصداق ہے۔



قرآن مجید

اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ۔

''سیدنا صاحب الجود والکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ مسلمانوں کی مائیں ہیں۔

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝

''یقیناً آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہوگا۔''

''امہات المومنینؓ کا ذکر جمیل ایمان میں شیرینی پیدا کرتا ہے۔''

(بحوالہ مناقب خلفائے راشدینؓ مصنف نواب محمد صدیق حسن خان بھوپالیؒ)

اہل اسلام کی مادرانِ شفیق
بانو آن طہارت پہ لاکھوں سلام
تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اعلیٰ حضرت بریلویؒ)

وہی ہے راہ تیرے عزم و شوق کی منزل
جہاں ہیں عائشہؓ و فاطمہؓ کے نقشِ قدم

پیاری مفید ترین دعا

(۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

(۲) اَللّٰهُمَّ اٰمِنَّا عَلٰى حُبِّهٖ وَحُبِّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ۔

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مَا مَضٰی وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ مَا بَقٰی اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْوَرٰی وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ۔

ناکارہ کاتب الحروف اپنی نااہلی اور بے علمی کا معترف ہے مگر غفور الرحیم جل شانہ کا ہزار ہا شکر ہے کہ بچپن ہی سے اسلامی کتب پڑھنے کا ذوق رہا، کیونکہ آباؤ اجداد اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما کر درجات بلند فرمائے۔ علیہم الرحمۃ اسلامی فہم و شغل رکھتے تھے اور اس پر آستانہ عالیہ تو کلیہ محبوبیہ صدیقیہ کی وابستگی نے بھی سونے پہ سہاگہ کا کام کیا!

رہا رات دن یہی مشغلہ مجھے کام اپنے ہی کام سے
تیرے ذکر سے تیرے فکر سے تیری یاد سے تیرے نام سے

آج سے کئی سال قبل حضرت جناب صاحبزادہ محمد احمد ایم ایس سی سجادہ نشین خانقاہ مذکور نے فرمایا "اپنی تقریر بابت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے نوٹس لکھ کر دو۔"

اس کمترین ذرہ بے مایہ کے ناقص ذہن میں آیا کہ ہر شخصیت کے حالاتِ طیبہ/سیرت طیبہ مکمل لکھے جائیں اور ابتدا حضرت جناب باعث تخلیق کائنات نبی الانبیاء نور علی نور سراجا منیرا صلی اللہ علیہ وسلم سے کرے اس لئے ذکر خیر(۱) بعنوان بے مثل ولادت و سیرتِ مقدسہ آنحضور سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام کی تکمیل کی جس میں ولادتِ بے مثل، خصوصیاتِ اسمائے گرامی، خلق عظیم، بے مثل شانِ اقدس، معجزات، زیارت بحالت بیداری، مدینہ منورہ، حلیہ مبارک، اپنی پسند کا

نعتیہ کلام سینکڑوں کتب (تفاسیر، حدیث، سیر) سے مدد لے کر قریباً پانچ سو صفحات بفضلہ تعالیٰ لکھ لئے۔

اور ساتھ ساتھ ذکر خیر ۲ المعروف سیرت طیبہ امہات المومنین، اولاد امجاد، اصحاب، خدام، عزیز و اقارب، نواسے نواسیاں رضی اللہ عنہم و رضی اللہ عنہن قریباً ۳۰۰ صفحات لکھے۔

ذکر خیر ۳ سیرت طیبہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے حالات ولادت تا وصال تمام پہلوؤں سے متعلقہ مواد نورانی و تحقیقی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متعلقہ خصوصی بیان لکھا۔

ذکر خیر ۴ میں سیرت طیبہ شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ تاحال شوق مدہم نہ ہوا حالانکہ گھریلو حالات نامساعد رہے اور صحت کی خرابی بھی۔ تاہم ذکر خیر ۵ متفرق قریباً سات سو صفحات مکمل کئے جن میں توحید، رسالت، صحابہ، انبیاء، واولیاء کا نورانی بیان ہے۔ اخلاق حسنہ سکھانے کا تفصیلی مواد ہے۔ اسلامی دینی مسائل و معلومات و علاجِ امراض از قرآن وحدیث کا علمی خزانہ ہے۔

یہ پانچ مسودے یکبارگی مکمل کئے اور بعض بزرگوار علماء وفضلاء صلحا کی خدمت میں برائے رہنمائی پیش کئے سبھی حضرات نے اپنے خیالات کا اظہار مشترکہ ہی فرمایا۔

بندۂ ناچیز نے ہر عنوان پر مختصر مگر جامع بیان لکھنے کی حقیرانہ جسارت کی ہے اور ہر مکتب فکر کے حضرات کی کتب مبارکہ سے ہر ممکن استفادہ کیا ہے یعنی بقول حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ "تمتع زہر گوشہ یافتم" ہر ایک موضوع پر جس قدر

کتب مل سکیں ان سے مدد لی اور وہی لکھا ہے جسے صحیح سمجھا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام بزرگ مصنفین کو جزائے خیر عطا فرما کر دنیا و دین و آخرت میں عافیت عنایت فرمائے آمین۔ ثم آمین

احقر العباد یہ بھی عرض کردے کہ بخدا کسی کی دلآزاری مقصود نہیں اور نہ بحث و مباحثہ۔ البتہ رضائے مولا کریم مطلوب ہے۔ یقین ہے ہر قسم کے قاری کیلئے کچھ نہ کچھ دلچسپی کا سامان ان کتب ذکر خیر ا تا ۵ میں لازماً ہوگا۔ ان شاء اللہ

اب صرف چند گزارشات ذکر خیر ۲ کے بارے میں جو آپ کے مبارک ہاتھوں میں ہے اور ان شاء اللہ ہوگی۔

۱)...... آیت نمبر ۲۴ سورۃ التوبہ کا ترجمہ: اے حبیب (ﷺ)! آپ فرمایئے اگر میں تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ کاروبار اندیشہ کرتے ہو جس کے مَندِے کا اور وہ مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو زیادہ پیارے ہیں تمہیں اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے تو انتظار کرو یہاں تک کہ لے آئے اللہ تعالیٰ اپنا حکم۔" (ترجمہ از ضیاء القرآن ج ۲ از محمد کرم شاہ الازہریؒ)

خلاصہ تفسیر: یعنی اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور راہِ حق میں جہاد کرنے سے زیادہ تمہیں کوئی چیز پیاری ہے تو پھر عذابِ الٰہی کا انتظار کرو۔

۲)...... حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "کوئی شخص تم میں سے مومن نہیں ہوسکتا جب تک آپ ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ اپنے

والدین، اولاد اور باقی اشخاص سے بڑھ کر محبت نہ ہو۔"

سوال: محبت کیسے ہوگی؟

جواب: (۱) سیدالاولین و آخرین ﷺ کا اتباع اور سنت مطہرہ پر عمل کرنے سے (۲) مونس غریباں رحمت عالمیان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر خیر سے زبان تر رکھنے سے (۳) امہات المومنینؓ، امامین شہیدینؓ، ان کے ابوین طیبین کی محبت عین محبت النبی ﷺ ہے ان کے فضائل یاد رکھنا، بیان کرنا اور ان کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنا عین محبت نبوی ہے۔ (۴) مہاجرینؓ و انصارؓ سے محبت رکھنا محبت النبی ﷺ ہے اتباع صحابہؓ اور متابعت سنت خلفائے راشدینؓ عین محبت النبی ﷺ ہے۔

الراقم ہیچمدان نے بھی مذکور جذبے کے تحت یہ ذکر خیر لکھا ہے۔ اس سے قبل اچھی کتب کی کمی نہیں ہے ان بزرگ ہستیوں کے سوانح کو متعدد اسلوب سے روشنی میں لانے کی ضرورت ہے۔

ہر گُلے را رنگ و بو دیگر است
ہر بیانے را جمالے دیگر است

ہر ایک مسلمان مرد اور عورت کیلئے ان نفوسِ مقدس کی سیرتِ پاک سے واقف ہونا از بس لازم ہے، تاکہ عمل کا جذبہ پیدا ہو۔

نامِ نیک رفتگان ضائع مکن
تا بماند نامِ نیکت برقرار

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام پر عمل کرنے سے سعادتِ دارین حاصل ہوگی۔ قارئین حضرات سے یہ بھی التجا ہے کہ اس بے مایہ گنہگار کی ہر قسم کی

لغزشوں سے درگزر اور رہنمائی فرما کر اجر عظیم پائیں۔

الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا
غواص کو مطلب ہے صدف سے کہ گہر سے

آخر پر بارگاہِ رب العزت میں دست بستہ استدعا ہے کہ اس حقیرانہ جدو جہد کو قبول فرمائے اور تمام مسلمانانِ عالم کی غیبی مدد فرمائے اور سبھی کے طفیل اس ننگِ خلائق کو مع اہل وعیال وآباؤ اجداد مغفرت سے نواز دے۔

قبولش کن ز راہِ دلنوازی
کہ من غیر از دے چیزے ندارم

کمترین
محمد عبدالخالق توکلی

تاثرات

چونکہ مسودات ذکرِ خیر ﴿۱﴾ تا ﴿۵﴾ یکبارگی اکٹھے مکمل کئے گئے، اس لئے درج ذیل حضرات میں سے ہر ایک بزرگ عالم نے ان پر مشترکہ ہی اپنے خیالات کا اظہار فرمایا:

۱)...... حضرت صاحبزادہ محمد احمد ایم ایس سی خانقاہ تو کلیہ محبوبیہ صدیقیہ سیدا شریف

۲)...... حضرت صاحبزادہ کرنل الطاف محمود ہاشمی انجینئر ایم بی اے گولڈ میڈلسٹ، خانقاہ تو کلیہ محبوبیہ صدیقیہ سیدا شریف

۳)...... حضرت صاحبزادہ رفیع الدین پرنسپل جی سی بھلوال، خانقاہ معظم آباد شریف (معظمی سیالوی)

۴)...... حضرت صاحبزادہ شیخ الحدیث علامہ معراج الاسلام منہاج القرآن سیکرٹریٹ ماڈل ٹاؤن لاہور

۵)...... حضرت صاحبزادہ سعید الحسن شاہ خطیب پاکستان علامہ دبانی ادارہ حزب الاسلام ۲۰۱ ر۔ب فیصل آباد

۶)...... حضرت جناب علامہ سید پیر غلام دستگیر زیدی، گلستان کالونی فیصل آباد

۷)...... حضرت جناب قاری ڈاکٹر پروفیسر محمد اقبال صدر شعبہ اسلامیات زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

۸)...... جناب میاں فقیر محمد ندیم باری، صدارتی ایوارڈز یافتہ ومصنف بے شمار کتب اسلامیہ وادیب ومقرر بے مثل

۹)...... جناب صاحبزادہ عابد حسن صدر شعبہ اسلامیات وعربی میونسپل ڈگری

کالج فیصل آباد

۱۰)...... ڈاکٹر پروفیسر محمد فاروق قریشی جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

۱۱)...... جناب محمد اسلم منہاس ریٹائرڈ مجسٹریٹ فیصل آباد

۱۲)...... جناب محمد اشرف عارف، عظیم ادیب وشاعر و ماہر تعلیم ریٹائرڈ اسسٹنٹ ڈائریکٹر تعلیمات ڈویژن فیصل آباد

۱۳)...... جناب مبارک حسین ڈار ، عظیم ادیب و شاعر و ماہر تعلیم ریٹائرڈ اسسٹنٹ ڈائریکٹر تعلیمات ڈویژن فیصل آباد

۱۴)...... جناب نذر محی الدین نذر جالندھری، عظیم ادیب و شاعر و ماہر تعلیم ریٹائرڈ اسسٹنٹ ڈائریکٹر تعلیمات ڈویژن فیصل آباد

۱۵)...... میاں عبدالمجید نقشبندی ایم اے ایم ایڈ پرنسپل جی سی یونیورسٹی برائے اساتذہ فیصل آباد

۱۶)...... جناب محمد صادق، پرنسپل الصادق ماڈل ہائی سکول سابق صدر اساتذہ پنجاب

۱۷)...... ڈاکٹر محمد یعقوب، ماہر تعلیم و عظیم مبلغ اسلام جی۔ایم۔آباد فیصل آباد

۱۸)...... رانا عبدالرؤف، ایم اے، ایم ایڈ، ایل ایل بی فیصل آباد

۱۹)...... صوفی محمد ظفر اقبال نقشبندی خلیفۂ مجاز چورہ شریف

۲۰)...... رانا محمد ابراہیم ساجد ریٹائرڈ ڈپٹی سیکرٹری تعلیمی بورڈ فیصل آباد

۲۱)...... قاری صاحبزادہ مزمل حسین شاہ گیلانی، خطیب پاکستان فیصل آباد

۲۲)...... قاری علامہ ریاض حسین سیالوی خطیب و ڈپٹی سیکرٹری مجلس دعوۃ الاسلامیہ سیال شریف

۲۳)......قاری وخطیب محمد رضا امین سیفی مجددی فیصل آباد

ان تمام بزرگوار حضرات کے تاثرات کا صرف مرکزی نقطۂ نظر پیش خدمت ہے:

(۱) مؤلف کتب مذکورہ نے اپنی زندگی بھر کی تحقیق کا نچوڑ کتابی صورت میں پیش کیا ہے، یہ کتب بھی ہیں اور انسائیکلو پیڈیا بھی۔

(۲) سیرت کا شاید ہی کوئی گوشہ ہو جو تشنۂ تکمیل رہ گیا ہو۔ خاندان پاکؑ، خلفائے راشدینؓ، اہل بیت کرامؓ، ائمہ مجتہدینؒ، اولیائے کرامؒ پر قلم اٹھایا گیا ہے۔

(۳) یہ کتب پڑھنے سے بیک وقت کئی کتب کا مطالعہ ہو جاتا ہے۔

(۴) علم کا ایک عظیم خزانہ، کئی سال کی محنت کا ثمر، ہر سطح کے قاری کو اس کے ذوق کی تسکین کا سامان فراہم کرنے والا حسین ترین گلدستہ، گل ہائے رنگارنگ سے آراستہ، کلماتِ طیبہ سے پُر، ذکر خیر ﴿۱﴾ تا ﴿۵﴾۔

(۵) سارے کام میں بلا امتیاز و تفریق ہر مسلک کے جید علماء کے ہاں سے گوہر ہائے نایاب جمع کئے ہیں۔

(۶) قطع نظر کسی تعصب کے جہاں جہاں قرآن و حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے دینِ ہدایت کی باتیں نظر آئیں اور ان کے بارے میں عامۃ الناس کے فوائد نظر آئے ان کو جمع کر دیا ہے۔ بلاشبہ یہ کتب علوم کا مخزن ہیں، ہر پاکباز ہستی پر ممکنہ معلومات اور مکمل حالاتِ طیبہ لکھے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، امہات المومنینؓ، اہل بیت اطہارؓ و دیگر تمام متعلقینؓ و خلفائے راشدینؓ اور صحابہ کرامؓ کا نورانی بیان پڑھنے سے عقیدہ کی درستگی ہوگی اور نجاتِ اُخروی کا ذریعہ بنے گا۔ خصوصاً ذکر خیر ﴿۵﴾ دینی مسائل و اسلامی

معلومات اور قریباً دوسو اولیاء، محدثین، محققین اسلام کے ذکر جمیل سے لبریز ہے۔

(۷) ان کتب کا مطالعہ کرنے والوں کا ایمان قوی ہوگا۔قوی تر ہوگا، یقین کامل کی دولت ہاتھ آئے گی۔موجبِ خیر دنیا وعقبیٰ، اعمال خیر کی رغبت اور رجوع الی اللہ اور فکرِ آخرت کی دستاویز ہے۔

(۸) دینِ اسلام کی خدمت بذریعہ تحریر دُور رس، دیرپا اور منفرد اثرات کی حامل ہوگی۔

(۹) مؤلف ایک دینی گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ان کا انتساب سلسلہ عالیہ، نقشبندیہ، توکلیہ، محبوبیہ، صدیقیہ سیداشریف سے ہے۔

(۱۰) دست بدعا ہیں کہ ربّ العزت ان کتب مستطاب ذکر خیر {۱} تا {۵} کو محترم عبدالخالق توکلی کیلئے دنیا و آخرت میں باعثِ عزت و عظمت فرمائے اور ان کے نامۂ اعمال میں مسلسل نیکیوں کا سبب بنائے۔سیرتِ طیبہ لکھنے والے ہاتھوں کو حبیب خدا ﷺ کا دامن تھامنا نصیب فرمائے۔

(۱۱) مؤلف کی محنت شاقہ کو سلام ہم سب پر واجب ہے۔ان کا یہ کام ان کو ہمیشہ زندہ رکھے گا۔ان شاءاللہ

(۱۲) کاش ملک بھر کے تعلیمی برزجمہروں اور بڑے بڑے اداروں کو جناب توکلی کے علمی مقام اور ان کی کاوش کی خبر ہوتی اور وہ اسے خود چھپوانے کا بندوبست کرتے تاکہ سرکاری سرپرستی میں یہ کتاب ذکر خیر ۱ تا ۵ ہر پیاسے تک پہنچ سکتی۔اور ہماری موجودہ اور آئندہ نسل کی زرخیز مٹی اس کے فیض سے سیراب ہوسکتی۔

اہم نوٹ

۱)...... حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ قرابت داروں خاندانِ بنو ہاشم خصوصاً اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کی محبت، ان کا ادب و احترام عین ایمان بلکہ جانِ ایمان ہے۔"

"(تفسیر ضیاء القرآن ج۴ ص۳۷۷ زیر آیت ۲۳ الشوریٰ۔ اشاعت رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ)

۲)...... ہم اہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت کی کشتی میں سوار ہیں اور ہماری نگاہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جگمگاتی ہوئی روشنی پر مرکوز ہیں۔ (ص۳۷۷ تفسیر مذکورہ)

ارشادِ گرامی امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ

۱)...... اہل بیت نبوتؓ سے محبت کا، خاتمہ کی سلامتی میں بڑا دخل ہے۔

۲)...... اصحابؓ سے بیزاری مزموم اور قابل ملامت ہے۔ (صحیفہ شریفہ ۳۶ دفتر دوم)

۳)...... الٰہی بحق بنی فاطمہؓ　　که بر قولِ ایماں کنی خاتمہ
گر دعوتم رد کنی ور قبول　　من و دست و دامانِ آل رسول

(مولانا عبدالرحمٰن نورالدین جامی رحمۃ اللہ علیہ)

۴)...... اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحابؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی



اجمالی فہرست

آئینہ مضامین

باب اول:

حمد باری تعالیٰ

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے وہ ایسی پاک ذات ہے کہ جس کے مقدس اسماء میں سے ایک حمد ہے۔ اس کی ذات لم یلد ولم یولد ہے۔ وہ ایسا قادر مطلق ہے کہ اپنے بے انتہا فضل وکرم سے اپنے برگزیدہ اور خاص بندوں کو صراط مستقیم پر چلاتا ہے۔ وہ ایسا حکیم حاذق ہے کہ روحانی بیماروں کو اپنے خاص قُرب ومحبت کے دوائی خانہ سے وصال کا خاص الخاص شربت پلاتا ہے۔ اور اپنی معرفت کے پراسرار خزانوں سے ان کے دلوں کو مالا مال کرتا ہے۔...... گنہ گاروں کیلئے بلاشبہ غفور الرحیم ہے۔ ستار العیوب ہے اور غفار الذنوب ہے۔

نعت شریف

ہر سُو بہارِ حسن و جمال محمد است
تکمیلِ دینِ حق ز کمالِ محمد است

صدیقؓ عکسِ صدقِ مقالِ محمد است
فاروقؓ تیغ جاہ وجلال محمد اسب

سرچشمۂ وفا تب و تابِ رُخِ حیا
عثمانؓ امینِ جود ونوالِ محمد است

قطبِ نجات عارفِ ذات افضل ہدایت
حیدرؓ بہارِ گلشنِ آلِ محمد است

نفسِ بسیط پیکر عصمت ردانِ صِرف
زہراؓ فروغِ بزمِ جمالِ محمد است

ابرِ کرم امامِ امم احسن اشیم
حُسنِ حسنؓ شبیہ ومثالِ محمد است

جاندادۂ رضائے خدا تشنہ لب حسینؓ
روز جزا قسیم زلالِ محمد است

لب تشنگی وبیکسی وشکر ایزدی
بنگر چہ استقامت آلِ محمد است

بوذرؓ ابوہریرہؓ انسؓ خالدؓ اویسؓ
سرمست ہر یکے بہ خیالِ محمد است

برریگِ گرم وسنگِ تپاں گفت یا اَحَد
عالَم گواہِ عشقِ بلالؓ محمد است

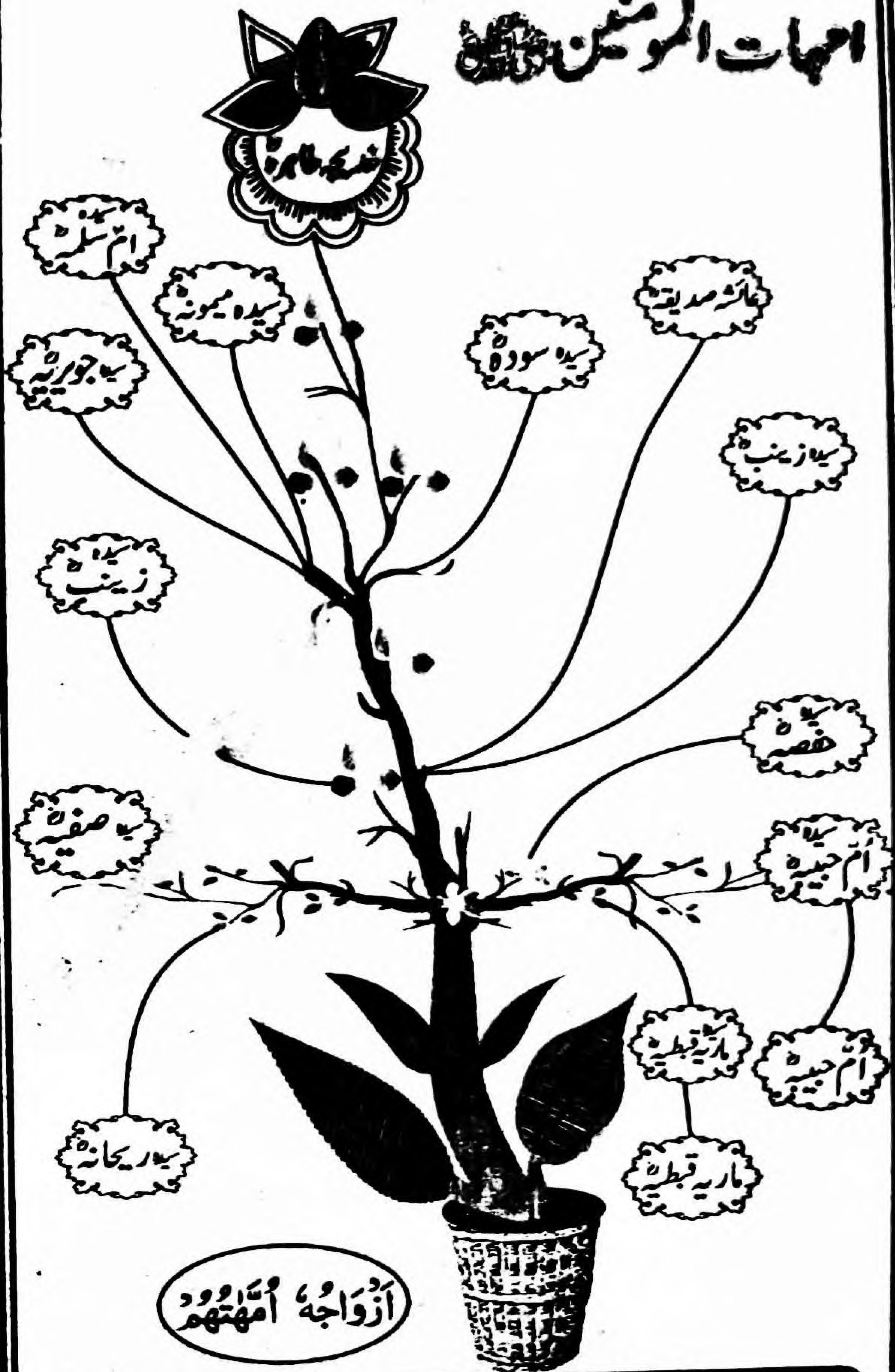
میزان عدل، بقا نقطہ وجود
غوث الوریٰ امینِ خصالِ محمد است

تطہیر شان زِآیہ تطہیر آشکار
قرآن گواہِ عصمتِ آلِ محمد است

سلطانِ ہند خواجہ ما شاہِ چشتیاں
آئینہ دار حُسن مقالِ محمد است

یا رب کرم بحالِ نصیر حزیں کہ اُو
ادنیٰ گدائے کوچۂ آلِ محمد است ﷺ

(حضرت صاحبزادہ غلام نصیر الدین گولڑہ شریف ماہنامہ نور اسلام شرقپور شریف جون ۲۰۰۰ء)



يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (قرآن حکیم)

امہات المومنین رضی اللہ عنہن

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط

یہ درود شریف امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ابن ماجہ رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَوْلَادِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَ اَصْھَارِہٖ وَ اَخْتَانِہٖ وَاَنْصَارِہٖ وَاَشْیَائِہٖ وَمُحِبَّتِہٖ وَاُمَّتِہٖ وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ اَجْمَعِیْنَ O یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ O

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے جملہ حالات قلمبند کرنے سے پہلے اس شبہ کا ازالہ ضروری ہے جو غیر مسلم خصوصاً عیسائی ایک سے زیادہ بیوی کے متعلق ظاہر کرتے ہیں۔

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری سیرۃ النبی الامی صلی اللہ علیہ واہل بیتہ وسلم جلد دوم میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مسئلہ مذکورہ کے جواز وعدم جواز کی بحث صرف دو ہی پہلو سے کی جاسکتی ہے۔ (الف) قانون (ب) مذہب

ا۔ قانون:

قانون اس مسئلہ کا فیصلہ دوطرح سے کرتا ہے۔ یورپ کیلئے اور طرح کرتا ہے اور ایشیاء کے لئے اور طرح۔ ہندوستان کی تمام ہائی کورٹس ایک سے زیادہ بیوی کی شخصیت کو قوانین دیوانی اور فوجداری میں صحیح تسلیم کرتی ہے۔ دیوانی اور فوجداری میں صحیح تسلیم کرتی ہیں مگر یہ فیصلہ انگلستان کے قانون کے خلاف ہے۔

......اس لئے محض قانونی پہلو سے اس مسئلہ پر کوئی مسلمہ اعتراض موجود نہیں ہے۔

ایشیاء کے مشہور مذہب:

مذہب کا سرچشمہ ایشیاء ہے حضرت مسیح علیہ السلام بھی شام میں پیدا ہوئے اور ایشیائی ہیں۔

تمام مذاہب ایک سے زیادہ بیوی کی تائید میں ہیں۔

سری رام چندر کے والد کی تین بیویاں تھیں۔

سری کرشن جی کی سینکڑوں بیویاں تھیں۔

راجہ پانڈو کی دو بیویاں تھیں۔

راجا شتنن کی دو بیویاں تھیں۔ بچترا میرج کی دو بیویاں ایک لونڈی تھی۔

منہاج نبوت اور تعددِ زوجات:

عیسائی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی عظمت کے قائل ہیں ان کو خلیل الرحمٰن مانتے ہیں سیدنا یعقوب علیٰ نبینا علیہ السلام کو نہایت برگزیدہ جانتے ہیں۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو بے مثل کہتے ہیں کیونکہ خدا آمنے سامنے ان سے آشنائی کرتا۔

حضرت داؤد علیہ السلام سے خدا نے کہا ''تو میرا بیٹا ہے'' بحوالہ زبور۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو بے مثل مانا ہے۔

اب ان انبیاء علیہم السلام کے متعلق ملاحظہ ہو:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین بیویاں تھیں۔ سیدہ ہاجرہؓ والدہ اسمٰعیل علیہ السلام سیدہ سارہؓ والدہ اسحٰق علیہ السلام قتورہ خاتونؓ والدہ زمران۔ بحوالہ کتاب پیدائش

حضرت یعقوب علیہ السلام کی چار بیویاں ۱۔ لیاہؓ، ۲۔ زلفہؓ، ۳۔ راخلؓ، ۴۔ بلہہؓ،

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چار بیویاں۔ ۱۔ سفورہ خاتونؓ، ۲۔ حشیرؓ، ۳۔ قینی کی

بیٹی، ۴۔حباب کی بیٹی

حضرت داؤد علیہ السلام کی نو بیویوں کے نام دس حرموں کا ذکر بائیبل میں صراحت کے ساتھ ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار عورتیں۔

عیسائیوں کی کتب سے ظاہر ہے کہ انبیاء کے گھروں میں ایک سے زیادہ بیویاں ہوتی تھیں۔ اور عیسائیوں نے کبھی اعتراض نہیں کیا۔ لہٰذا ہم ہر ایک عیسائی سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ حضرت جناب ختمیت مآب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں گستاخانہ لفظ کہنے سے اس طرح رک جائے جس طرح وہ حضرت ابراہیم، یعقوب و موسیٰ داؤد علیہم السلام کے سامنے مہر برلب ہے۔ (بحوالہ رحمۃ اللعالمین جلد دوم مصنف قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری۔)

نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور کثرتِ زوجات:

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کے ۶۳ سال میں سے ابتدائی ۲۵ سال کمال تجرد سے گزرتے ہیں جس بزرگ نے ۲۵ سال تک جوش جوانی کا زمانہ کمال تقویٰ اور نہایت ورع کے ساتھ گزارا ہو اور جس کے حسن مردانہ کے کمال نے اعلیٰ ترین خواتین کو اس سے تزویج کا آرزومند کر دیا ہو پھر بھی ربع صدی تک اس کے تجرد تفرد پر کوئی شے غالب نہ آئی ہو کیا ایسے شخص کی نسبت اعلیٰ رائے قائم نہیں ہوتی ؟؟؟؟

جس مقدس ہستی نے ۲۵ سے ۵۰ سال تک کا زمانہ ایک ایسی خاتون کے ساتھ بسر کیا ہو جو عمر میں اُن سے پندرہ سال بڑی اور ان سے پیشتر دو شوہروں کی بیوی رہ کر کئی بچوں کی ماں بن کر معمر ہو چکی ہو اور پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کمی نہ آئی ہو بلکہ اس کے مرنے کے بعد بھی اس کی یاد کو تازہ رکھا ہو کیا اُن کی نسبت

کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ اس تزویج کی وجہ وہی تھی جو عام طور پر پرستارانِ حسن کی شادیوں میں پائی جایا کرتی ہے۔ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ ۵۵ سے ۵۹ سال تک کی درمیانی مدت کا زمانہ ایسا ہے (پنج سالہ) جب ازواجِ مطہرات ؓ کے حجرے آباد ہوئے تھے اس لئے ہر شخص کو غور کرنا چاہئے کہ اس عرصہ میں نکاح کرنے کے کیا اسباب تھے جبکہ سید المرسلین ﷺ کی حدیث شریف بھی موجود ہے مَالِی فِی النِّسَاءِ مِنْ حَاجَۃٍ (مجھے عورتوں کی کوئی حاجت نہیں) بحوالہ دارمی شریف۔ غور کرنے سے معلوم ہوگا نبی معظم ﷺ نے جو نکاح کیے ان کی بنیاد فوائد کثیرہ دینی اور مصالح جمیلہ اور مقاصدِ حسنہ قوم پر قائم تھی اور ان فوائد و مصالح و مقاصد کا عرب جیسے جمود پسند ملک میں حاصل ہونا تزویج کے بغیر ممکن ہی نہ تھا۔ مثلاً

سماجی وسیاسی فوائد

ام المؤمنین سیدہ صفیہ ؓ:

ام المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح پور غور کرو اس سے پیشتر جسقدر لڑائیاں مسلمانوں کے ساتھ کفار نے کیں ان میں سے ہر ایک میں یہود کا تعلق سراً یا علانیۃً ضرور ہوتا تھا مگر تزویج صفیہ ؓ کے بعد یہود مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں شامل نہ ہوئے۔ یہ نکاح کسقدر ضروری تھا۔

ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ ؓ:

ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا باپ ابوسفیان عمائد قریش میں سے تھا اور قوم کا نشانِ جنگ اس کے گھر میں ہوتا تھا جب یہ باہر رکھا جاتا تمام قوم اس جھنڈے تلے جمع ہو جاتی۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کے بعد ابوسفیان کسی جنگ میں مسلمانوں کے خلاف فوج کشی کرتا نظر نہیں آتا بلکہ تھوڑے عرصے کے

بعد اسلام قبول کر لیتا ہے۔ کیا یہ نکاح ضروری نہ تھا؟

ام المؤمنین سیدہ جویریہؓ:

ام المؤمنین سیدہ جویریہؓ کا باپ مشہور رہزن ڈاکو تھا بنو مصطلق کا قبیلہ اس کے اشاروں پر کام کرتا تھا۔ اس نکاح کے بعد اس قبیلہ کی دشمنی مخاصمت ختم ہو جاتی ہے اور یہ قبیلہ مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں شامل نہیں ہوتا۔ یہ نکاح کس قدر اہم تھا۔

ام المؤمنین سیدہ میمونہؓ:

ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی ایک بہن سردار نجد کے گھر میں تھی اس نکاح نے ملک نجد میں صلح اور امن اور اسلام کے پھیلانے میں بہترین نتائج پیدا کیے حالانکہ اہل نجد وہ تھے جنہوں نے ستر جلیل القدر قراء (واعظینؓ) کو اپنے ملک میں لے جا کر قتل کیا تھا۔ تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ نکاح کسقدر بابرکت تھا۔

سیدہ زینب بنت جحشؓ سیدہ عائشہ صدیقہؓ سیدہ حفصہؓ:

سیدہ زینب بنت جحشؓ، سیدہ عائشہ صدیقہؓ، سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہن کے نکاح خالص اسلامی اغراض اور مصالح دینی پر مبنی تھے۔ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح نے تبنیت کے بت کو توڑا اور تثلیث کے درخت کو کھوکھلا کر دیا۔ اور یہ اتنی بڑی اصلاح ہے کہ مشرکین واہل کتاب کی درستی اس کے بغیر ممکن ہی نہ تھی۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح نے تعلیم قرآن و حدیث حفاظتِ کتاب اللہ و نشرِ احادیث و تعلیم نساء کے بارہ میں فوق العادت کام کیے اور پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافتوں کو زیادہ بابرکت اور زیادہ پر منفعت بنانے میں بہت کام کیا۔ ان اغراض و مقاصد کو جوہر

ایک نکاح کے مدنظر ہوتے تھے تحریر کرنا ناممکن ہے۔

(بحوالہ رحمۃ للعالمین جلد دوم)

حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ جلد دوم میں لکھتے ہیں:

حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ازواجِ مطہرات سے مساوات کی رعایت رکھتے ان کے دل خوش رکھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی سب سے زیادہ محبوب چیز ازواجِ پاک تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی معیت میں خوش ہوا کرتے۔ جملہ انبیاء علیہم السلام اولاد والے تھے سوائے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے سیدنا خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام ہر روز سیدہ ہاجرہ علیہا السلام کے پاس مکہ معظمہ تشریف لایا کرتے تھے۔ داؤد علیہ السلام ننانوے ازواج رکھتے تھے۔ سلیمان علیہ السلام کی منکوحہ بیویاں تین صد تھیں اور ایک ہزار باندیاں۔

خواجہ نور بخش رحمۃ اللہ علیہ سیرۃ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم میں فرماتے ہیں:

"یہود و نصاریٰ اور ان کے معتقدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرتِ ازواج پر لعن طعن کرتے ہیں بہت دیدہ دہنی کرتے ہیں۔"

قرآن مجید میں ان کے اعتراض کا جواب موجود ہے سورۂ رعد رکوع ۶

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ط

"اور البتہ بے شک ہم نے آپ سے پہلے پیغمبر بھیجے ان کو عورتیں اور اولاد دی۔"

حضرت جدعون علیہ السلام کی بہت سی بیویاں تھیں۔ جن سے ستر لڑکے پیدا ہوئے۔ (کتاب قضاۃ باب ۸ آیت ۳۰)

حدیث پاک "دنیا میں عورتیں اور خوشبو میرے نزدیک محبوب بنائی گئی اور میری آنکھ میں نماز کی ٹھنڈک بنائی گئی۔" (نسائی شریف باب حب النساء)

واضح رہے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے محبت پروردگار کے ساتھ معیت اور رجوع سے مانع نہیں تھی۔ حدیث مذکور سے یہ بھی ثابت ہے ازواجِ پاک کے ہوتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حبِ نساء حقوقِ عبودیت میں مُخِل نہ تھی۔ ہمارے ہاں ایک بیوی آئے رب یادنہیں رہتا (قبلہ صدیق احمد سیدویؒ) ازواج میں یہ حکمت بھی تھی کہ بواطنِ شریعت ظاہر شریعت امورِ شرم وحیاء وغیرہ بہ طریق نقل امت تک پہنچ جائیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ شرمیلے تھے۔ اسلئے اس کام کیلئے ازواج رب العزت نے دیں۔ انہی سے غسل، حیض وعدت وغیرہ کے مسائل معلوم ہوئے۔ یہ کام شہوت وغیرہ کی غرض سے نہ تھا ازواج نے وہ مسائل نقل کئے جن کی زبان پر لانے سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم شرماتے۔ امہات المومنین رضی اللہ عنہن نے آپ کے مقام (نیند) حالتِ خلوت میں جو آیاتِ نبوت دیکھیں عبادت دیکھی نقل فرمائیں۔

بحوالہ نقوش رسول نمبر:

حضور خیر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے عائلی زندگی کا بار اٹھا کر بڑی قربانی دی ہے۔ امت کیلئے عملی تحفہ پیش کرنا تھا۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی رنکاح کا معیار قرآن مجید نے مقرر فرمایا۔ مسلم معاشرہ میں عالم کی زیادہ ضرورت ہے۔

بحوالہ الرحیق المختوم (بمعنی مہر شدہ بہترین شراب:

مصنف صفی الرحمٰن مبارکپوری یوپی انڈیا۔ اعظم گڑھ ۱۹۸۴ء عرض ہے۔

قابل توجہ:

جب رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم بڑھاپے کی دہلیز پر پہنچے تو یکا یک پے در پے نو نکاح فرمائے۔ کیا جنسی خواہش تھی؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ عظیم القدر اور جلیل المرتبہ مقاصد پیش نظر تھے جن کا ذکر کر دیا گیا ہے اور آئندہ سطور میں بھی ہوگا۔

(اور یہ عظیم ترین مقاصد پورے ہوئے۔ (راقم)

حسن سلوک اور فضیلت:

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک بہترین تھا۔

حدیث شریف:

''تم میں سے وہ بہترین شخص ہے جس کی سیرت ومعاشرت اپنے اہل وعیال کے ساتھ بہتر ہے۔ اور تم سے بڑھ کر میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ بہتر ہوں۔''

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سفر پر تیار ہوتے ازواجِ پاکؓ میں قرعہ اندازی فرماتے جس سیدہ کا نام نکلتا تھا اُسے اپنے ہمراہ لے جاتے تھے۔

رب الناس نے ازواج مطہراتؓ کو مسلمانوں کی مائیں فرمایا ہے: اَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُہُمْ (قرآن کریم) سے ظاہر ہے مومن وہ ہے جو ازواجِ پاک کو اپنی مائیں جانتا ہو۔ جسم ری دینے والی ماں نہیں۔ روحانی ماں۔ ان کی تعظیم امت پر فرض ہے، حبِّ نبی اور ایمانِ کامل ہو تو فرزندی کا شرف حاصل ہوگا۔

''مومن وہ ہے جو اپنی جانِ شیریں سے حضور سرور عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب رکھے'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جان سے بڑھ کر اولیٰ سمجھتا ہو۔ ازواج کا لقب امہات المؤمنین ہے نہ کہ امہات الامت امت میں اشرار اغیار سب ہی شامل ہیں۔ اشرار کو یہ شرف نہیں مل سکتا۔

ازواجؓ کی دل آزاری حرام ہے

ماں کا درجہ:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا ارادہ جہاد کا

ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تیری ماں ہے؟ عرض کی ۔۔ فرمایا: جا اس کی خدمت میں لگا رہ اس کے پاؤں کے ساتھ جنت ہے۔

"فَإِنَّ الجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا" (حدیث مبارکہ)

حدیث شریف کا ترجمہ از میر انیس:

کہتے ہیں ماں کے پاؤں کے نیچے بہشت ہے

مرزا دبیر:

تحتِ قدم والدہ فردوس بریں ہے

جب جسمانی ماں کی خدمت کا اس قدر اجر ہے تو ایمانی ماں کی خدمت کا اجر اس سے عظیم ترین ہے۔

اہلِ اسلام کی مادرانِ شفیق ۔ رضی اللہ عنہن
بانوآنِ طہارت پہ لاکھوں سلام
(فاضل بریلویؒ)

حضورِ شاہ کونین ﷺ گھر میں داخل ہوتے تو السلام علیکم فرمایا کرتے تھے۔ (حدیث شریف)

حدیث شریف: "رات کے وقت ایسی آہستگی سے سلام فرماتے بیوی جاگتی ہو تو سن لے اور سوئی ہوئی ہو تو جاگ نہ پڑے۔"

بعد نماز مغرب تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے مختصر ملاقات فرماتے بعد از نماز عصر ہر ایک کے مکان پر جا کر ضروریات معلوم فرماتے۔ شب کو نوبت نوبت استراحت فرماتے۔ بیویوں کی سہیلیوں کی عزت فرمایا کرتے تھے۔

مکانات بیوت النبی ﷺ:

بیوتکن: باہم پیوستہ تھے۔ نہایت چھوٹے تھے مثلاً جب حضور ﷺ کے

جنازہ کیلئے حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اندر داخل ہونے لگے دس سے زائد آدمیوں کی گنجائش نہ تھی۔ سامان برائے نام تھا۔ مثلاً سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے صرف ٹاٹ کا ایک ٹکڑا تھا۔ سیدہ صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا کے گھر میں بستر چمڑے کا تھا جس کے اندر کھجور کے پتے پٹھے وغیرہ بھرے ہوئے تھے۔ جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو ام المساکین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا گھر ملا تھا تو اس میں چکی اور چند سیر جو تھے۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر پانی ایک مشک میں ہوتا تھا۔ ایک لکڑی کا پیالہ تھا۔ جسے مختلف اشربہ (اشربہ بمعنیٰ مشروب) برتا جاتا تھا۔ فتح خیبر کے بعد ہر ایک محترمہ معظمہ مکرمہ بیوی رضی اللہ عنہا کے لئے اسی وسق کھجور کے بیس وسق جو کے مقرر کر دیئے تھے سالانہ دودھ کیلئے ہر ایک کو شیر خوار ناقہ ملا کرتی تھی۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہر شے خیرات کر دیا کرتی تھیں۔

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو یہودن کہہ دیا ان کا نسب یہود ابن یعقوب تک ملتا تھا۔ اتنی بات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ عرصہ تک حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے گھر نہ گئے۔ جب توبہ کی تو خطا بخشی ہوئی۔ یہ بات بھی روایات میں نقل کر دی گئی حالانکہ یہ معمولی بات ہے۔

ازواجِ پاک رضی اللہ عنہن امت کی تمام عورتوں سے افضل ہیں:

ان کا ثواب وعتاب بھی دگنا ہے۔ بحوالہ سورہ احزاب آیت ۲۸ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! بیویوں سے کہہ دیجئے اگر تم دنیا کی زندگانی اور اسکی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ فائدہ دوں اور خوش اسلوبی سے رخصت کر دوں۔''

آیت ۲۹ سورۃ الاحزاب ''اگر تم خدا اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آخرت کی چاہتی ہو تو تم میں سے نیکوکاروں کیلئے خدا نے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے'' حضور نور علیٰ نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ پاک سب نیک ہیں۔

وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ۔

''تمام ازواج اطہر محسنات تھیں۔''

اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَ اَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا٥

''جو تم میں سے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے فرمانبرداری اور نیک عمل کرے گی ہم اس کو دہرا ثواب دیں گے۔ اور اس کے لئے ہم نے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔''

احزاب رکوع ۴:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ......

''اے نبی کی بیویو! تم اور عورتوں کی مثل نہیں ہو''۔

تشریح:

اس آیت کریمہ مین لفظ احد موجود ہے...... وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ...... (خدا کا کوئی بھی کُفُو (ہمسر) برابر نہیں ہے)۔ اسی طرح ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا مثل کہیں بھی نہیں جس طرح خدا تعالیٰ کا کوئی مثل نہیں۔ یہاں بھی احد استعمال ہوا ثابت ہوا کہ دنیا کی کوئی عورت ازواج پاک رضی اللہ عنہم کے برابر نہیں اور ان کی مثل نہیں۔

جناب نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کا ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہونا بمنظوری رب العلمین ہے۔

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ط (التحریم آیت ۱)

''اے نبی (مکرم! آپ کیوں حرام کرتے ہیں اس چیز کو جسے اللہ نے آپ کے لئے حلال کر دیا ہے (کیا یوں) آپ اپنی بیویوں کی خوشنودی

چاہتے ہیں"۔

نیز فرمایا......اِنَّا اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ...... ہم نے تیری ازواج کو تیرے لئے حلال رکھا...... پس آپ کا خوشنودی ازواج کے لئے جو یا رہنا بھی ازواج کی فضیلت پر ثبت ہے یہ تدبیر منزل اور حسنِ معاشرت کی بہترین مثال ہے۔

سورۃ الروم آیت ۲۱ میں مولا کریم فرماتے ہیں "اور اس کی (قدرت کی) ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے پیدا فرمائیں تمہارے لئے تمہاری جنس سے بیویاں تاکہ تم سکون حاصل کرو ان سے اور پیدا فرما دئے تمہارے درمیان محبت اور رحمت کے جذبات" اس آیت مبارکہ میں زوجین کی صفت عوام کے لئے ظاہر ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے تو بے مثل ہو گی بلاشبہ ازواج آپ کے لئے سکینہ قلب تھیں ازواج پاک رضی اللہ عنہن کے دلوں میں آپ کی محبت بھری ہوئی تھی اس لئے ان کی فضیلت آشکار ہے:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا o (سورۃ احزاب آیت ۳۳)

کا نزول امہات المومنین رضی اللہ عنہن ہی کے لئے ہے اسی سورت کی آیت ۳۴ میں فرمایا گیا۔ "اور یاد رکھو اللہ کی آیتوں اور حکمت کی باتوں کو جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں"...... یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھر فرمایا گیا یہ گھر حکمتِ ربانی کے گہوارے تھے۔

بحوالہ آیت ۲۸، ۲۹ سورۃ احزاب: ہجرت کے نویں سال ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے ایلا کیا گیا جب ۲۹ دن گزرنے پر آیت ۲۸ (آیت تخیر) لائے تو تمام ازواج پاک رضی اللہ عنہن نے زینتِ دنیا پر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار فرمایا کیونکہ یہ تمام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کی طلب گار تھیں۔

نوٹ: ایلاء کے یہ معنی ہیں کہ شوہر نے یہ قسم کھائی کہ عورت سے قربت نہ کرے گا ......(بہار شریعت) ...... پہلے واقعہ تحریم پیش آیا جس کی تفصیل سورۃ تحریم کی ابتدائی آیات میں ہے۔

تحریم ہی کے سلسلہ میں ایلاء کا واقعہ پیش آیا (۹ھ میں) تخیر کی آیات نازل ہوئیں یعنی جو زوجہ محترمہ چاہے فقر وفاقہ کو اختیار کر کے شرف صحبت سے ممتاز رہے اور دنیا کی بجائے آخرت کی نعمت پائے اور جو چاہے کنارہ کش ہو کر دنیا طلبی کی ہوس پوری کرے ازواج رضی اللہ عنہن نے خدا اور رسول کو اختیار فرمایا۔

(بحوالہ آیت ۲۸، ۲۹ احزاب)

ماخوذ از ''سیرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تالیف علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ، و دیگر کتب)

سلطانِ دنیا و دین صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی زندگی صرف آرام و آسائش کے اسباب ہی سے خالی نہ تھی بلکہ ضروریات زندگی بھی فراہم نہ ہوتی تھیں مسلسل کئی کئی دنوں تک چولھے میں آگ نہیں جلائی جاتی تھی، لباس کا معاملہ بھی خوراک سے مختلف نہ تھا امہات المومنین رضی اللہ عنہن بڑے صبر و شکر سے یہ برداشت کرتی رہیں کوئی مطالبہ نہیں کیا شکایت نہیں کی۔ اگرچہ وہ سب امیر والدین کی بیٹیاں تھیں۔

• لیکن جب مال غنیمت کثرت سے تقسیم ہونے لگا......اس وقت امہات المومنین رضی اللہ عنہن نے...... اقلیم فقر و غنا کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہٖ اولادِہٖ و احفادِہٖ و ازواجہٖ و زریاتہٖ وو اھل بیتہٖ و عشیرتہٖ و عترتہٖ و اطھارِہٖ و اصحارِہٖ و اختانِہٖ و احبابِہٖ وا تباعِہٖ وسلم تسلیماً کثیراً و انمًا ابداً وارضِ عَنْ کُلِّ الصَّحَابَۃِ رَضِیً سرمداً...... کے سامنے دامنِ طلب فرمایا۔

یہ مطالبہ کسی طرح بھی ناجائز نہ تھا، لیکن رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر

عاطر پر یہ بھی ناگوار گزرا۔ اسکے بعد حضور ﷺ نے انتیس یا تیس دن عزلت نشینی اختیار فرمائی۔ ایک ماہ بعد مذکورہ آیات ۲۸، ۲۹ احزاب نازل ہوئی حضور بالاخانہ سے اترے اور سب سے پہلے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف فرما ہوئے ارشاد فرمایا۔ (آپ نے یہ دو آیات پڑھ کر سنائیں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آیات سننے کے بعد گزارش کی جبکہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا والدین سے مشورہ کرلو۔

"کیا میں اس معاملہ میں اپنے والدین سے مشورہ کروں گی؟ میں نے اللہ تعالیٰ اسکے رسول ﷺ اور دارِ آخرت کو پسند کیا ہے۔ اسکے بعد آپ ﷺ نے دیگر ازواج سے بھی یہی بات کہی سب نے یہی جواب دیا۔ انسان قربان ہو جائے آپ ﷺ کی مبارک ازواج پر اور مسلمانوں کی ماؤں پر جنہوں نے زندگی کی ساری لذتوں کو ٹھکرا دیا۔ غربت اور درویشی کو قبول کیا اور مصطفےٰ علیہ الطیب التحیۃ والثناء کی کنیز بننے کی سعادت کو نہ چھوڑا۔ باتیں کرنا بہت آسان ہے لیکن کر کے دکھانا ہر کسی کے بس کا روگ نہیں۔"

تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے بصد مسرت اپنے مطالبات ترک فرما دیئے۔ حیف ان بدبختوں پر جو اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ (آیت نمبر ۲۹ احزاب) پڑھ کر بھی ان کی شان میں گستاخی اور ہرزہ سرائی سے باز نہیں آتے۔

(بحوالہ ضیاء القرآن جلد چہارم)

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن امتحان میں نہایت ~~شاندار~~ گریڈ میں سرخرو ہوئیں۔ دنیا وزینت دنیا پر لات ماری۔ یہ حکم تبلیغی تھا۔

رب تعالیٰ نے فرمایا آیت ۵۲ سورۃ احزاب کے مطابق:

"اور تمہیں یہ زیب نہیں دیتا نہیں (مسلمانوں سے خطاب) کہ تم

اذیت پہنچاؤ اللہ کے رسول ﷺ کو اور تمہیں اس کی بھی اجازت نہیں کہ تم نکاح کرو ان کی ازواج سے ان کے بعد کبھی بے شک ایسا کرنا گناہ عظیم ہے اللہ کے نزدیک''

ازواج رضی اللہ عنہن کا نبی ﷺ سے اتصال دوام ہے۔ امت میں حرمت دوام کا اعلان کیا گیا۔

ایذا کی یہ صورت سخت ہے کہ آپ ﷺ کی بیوی کے متعلق کوئی غلط بات کہی جائے۔ صاحب خانہ یا گھر والی ہمیشہ بیوی کو کہا جاتا ہے۔

(رحمۃ للعلمین جلد دوم)

اہلبیت گھر والی کا لفظی ترجمہ ہے سورۃ نمبر ۱۱ آیت ۷۲، ۷۳ میں حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو ابراہیم علیہ السلام کی اہل بیت فرمایا گیا۔

آل اور اہل:

دونوں لفظ ایک ہی ہیں۔ ازواجؓ کے لئے بھی۔ ابونعیم محمدؒ کی حدیث میں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

اور ابوسعید عدی رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کی تفسیر ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اَزْوَاجِہٖ۔

یہ لفظ جملہ بنو ہاشم بنو مطلب کے لئے بھی آیا ہے۔ یہ لفظ حضور علیہ السلام کی کی ذریت کے لئے بھی ہے بمطابق بیہقی واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی روایت آپ نے حسنین علیہما السلام، علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اَھْلِیْ فرمایا آلِ عباس بھی اس میں داخل ہیں۔ لیکن لفظ آلِ میں سبھی عقیدت مند ساتھی شامل ہیں۔

(بحوالہ تفہیم القرآن جلد چہارم صفحہ ۲۶ سورۃ احزاب)

آل کا لفظ تو محض حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان والوں کیلئے

مخصوص نہیں ہے، بلکہ اس میں وہ سب لوگ آجاتے ہیں جو آپ ﷺ کے پیرو ہیں اور آپ ﷺ کے طریقے پر چلیں۔ سب لوگ ساتھی مددگار متبع، خواہ رشتہ دار ہوں یا نہ ہوں۔ اہل میں وہ جو رشتہ دار ہوں قرآن مجید میں چودہ مقام پر آلِ فرعون کا لفظ استعمال ہوا ہے ہر جگہ مراد فرعون کے تمام ساتھی ہیں۔ مزید تفصیل اور کسی مقام پر بیان ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

نوٹ: چھ ازواج رضی اللہ عنہن قریش میں سے تھیں حضرات خدیجہ رضی اللہ عنہا حفصہ رضی اللہ عنہا ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا، سودہ رضی اللہ عنہا، چار غیر قریش سے مگر عربیات: زینب رضی اللہ عنہا، میمونہ رضی اللہ عنہا، زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا، جویریہ رضی اللہ عنہا، ایک صفیہ رضی اللہ عنہا بنی اسرائیل سے تھیں۔

اللہ تعالیٰ نے امہات المؤمنین کو ازواج النبی ﷺ کے خطاب سے نوازا یہ خطاب اتصال دوام تشاکلِ تام کا مظہر ہوگا۔ لفظ زوج عزت کا کلمہ ہے۔ قرآن میں کسی عورت کو کسی مرد کا یا کسی مرد کو کسی عورت کا زوج نہ فرمایا گیا۔ مراۃ کا لفظ استعمال ہوا۔ صرف حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی کو یوں ذکر ہوا۔

وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ (۲۱:۹۰) سورۃ الانبیاء

ازواج حضور علیہ السلام کو سورۃ مریم میں دو بار اور احزاب میں چار بار ازواج النبی فرمایا۔ اس سے ان کا شرف وفضیلت آشکار ہے۔

سورۃ تحریم میں بھی آپ ﷺ کی بیویوں کو ازواج کے کلمۂ خیر سے نوازا گیا۔

بمطابق سورۃ تحریم امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے اوصاف ملاحظہ فرمایئے:

مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ○

(آیت ۵ تحریم تحریم پارہ ۲۸)

"پکی مسلمان، ایمان والیاں، فرمانبردار، توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار، روزہ دار کچھ پہلے بیاہیاں اور کچھ کنواریاں۔" (ترجمہ ضیاء القرآن جلد پنجم)

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے کام:

(۱) زنانِ امت کو تعلیم دینا۔

(۲) اِن کے مسائل اور معروضات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانا۔

(۳) حبیب رب العزت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتصال اقوال عبادات کو حفظ واتقاق کے ساتھ امت تک پہنچانا۔

(۴) مشکلاتِ علمیہ میں فرزندانِ امت کی پیروی کرنا۔

مہور، مہر:

سوابارہ اوقیہ چاندنی سے زیادہ نہ تھے۔ تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نہایت حسین وجمیل تھیں۔ (سیر بحوالہ الصحابیات مصنف مولانا سعید انصاری عبدالسلام ندوی سید سلیمان ندوی)

اہل اسلام کی مادرانِ شفیق بانو آنِ طہارت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

ارشادِ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

حضور علیہ السلام کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنت میں ہوں گی اور آپ کے ساتھ ایک ہی میوہ کھائیں گی۔

(مکتوب شریف ۵۰ دفتر دوم)

ارشاد شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص میں سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

ازواج پاک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد دوسروں پر حرام کردی گئیں حرمت کے لحاظ سے وہ ماؤں کے حکم میں ہیں۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

''تمہارے لئے مناسب نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ایذا دو اور یہ بھی نہیں کہ آپ کی بیویوں سے آپ ﷺ کے بعد نکاح کرو کبھی بھی۔''

اصل میں ازواج پاک کے حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں......

(مدارج النبوۃ جلد اوّل ص ۱۹۹، ۲۰۰ مترجم مولانا محمد اشرف نقشبندی)

قابلِ توجہ:

اسمائے گرامی حضراتِ پاکیزہ خاندان کے معانی۔

بنی فصاحت و بلاغت والا علاقہ فصیح و بلیغ ملک عرب۔

ہاشم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دادا بمعنی شوربے میں روٹی ڈال کر پوری دنیا کو کھلانے والا یعنی مہمان نواز اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مہمان نوازوں کے سردار۔

دادا عبدالمطلب کعبہ شریف کے متولی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری دنیا کے متولی۔

عبداللہ باپ بمعنی اللہ کا بندہ۔ والدہ طاہرہ کے قبیلہ کا نام ''بنوزہرہ'' بمعنی تروتازگی والا قبیلہ۔ آمنہ امانت والی۔

سیدنا محمد ﷺ ساری کائنات جس کی تعریف کرے اور تعریف ختم نہ ہو محمد اور احمد میں نقطہ نہیں (بے عیب) کردار پر بھی نقطہ نہیں۔

دایہ کا قبیلہ بنو سعد بمعنی نیک بخت حلیمہ کا مطلب حلم والی۔

پہلی بیوی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔خدیجہ کے معنی حاجیوں کی خدمت کرنے والی ۔سودہ رضی اللہ عنہا بمعنی آرام کرنے والی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بمعنی راحت والی۔ زندہ کرنے والی۔ حفصہ رضی اللہ عنہا بمعنی راتوں کو قیام کرنے والی۔ میمونہ رضی اللہ عنہا بمعنی بختوں والی۔ صفیہ رضی اللہ عنہا کا مطلب منتخب ہونے والی۔زینب رضی اللہ عنہا بمعنی استغفار والی۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سلامتی والی۔امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا پیار والی۔

بیٹے:

ایک بیٹا قاسم رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام بھی قاسم (تقسیم کرنے والا)انما قاسم واللہ یعطی (حدیث)۔طاہر طیب رضی اللہ عنہ (دوسرا بیٹا) بمعنی پاک۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ بمعنی بزرگی والا۔

بیٹیاں:

زینب رضی اللہ عنہا بمعنی استغفار والی۔ رقیہ رضی اللہ عنہا بمعنی خاوند کی خدمت کرنے والی۔ نبی امّت کی خدمت کرنے والا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا بمعنی دوزخ سے آزاد۔

(بحوالہ سہ ماہی الضیاء سمندری فیصل آباد ۱۴۲۷ھ)



نقشہ بابت معلومات ازواج مطہراتؓ

نمبر شمار	نام امہات المومنین	سن نکاح	عمر بوقت نکاح	حضور ﷺ کی عمر شریف	مدت نکاح	سنِ وصال	کل عمر	کیفیت
1	سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ	۲۵ میلاد	۴۰ سال	۲۵ سال	۲۵ سال	۱۰ نبوت	۶۵ سال	پہلے بیوہ تھیں
2	سیدہ سودہؓ	۱۰ نبوت	۵۰ سال	۵۰ سال	۱۴ سال	۱۹ ہجری	۷۲ سال	پہلے بیوہ تھیں
3	سیدہ عائشہ صدیقہؓ	۱۱ نبوی ۱ ہجری رخصتی	۶ سال ۹ سال	۵۴ سال	۹ سال	۵۷ ہجری	۶۶ سال	کنواری
4	سیدہ حفصہؓ	۳ ہجری	۲۲ سال	۵۵ سال	۸ سال	۴۱ ہجری	۵۹ سال	بیوہ
5	سیدہ زینب بنت خذیمہؓ	۳ ہجری	۳۰ سال	۵۵ سال	تین ماہ	۳ ہجری	۳۰ سال تقریباً	بیوہ
6	سیدہ امّ سلمہؓ	۴ ہجری	۲۴ سال	۵۶ سال	۷ سال	۶۱ ہجری	۸۰ سال	بیوہ
7	سیدہ زینب بنت جحشؓ	۵ ہجری	۳۶ سال	۵۷ سال	۶ سال تقریباً	۲۰ ہجری	۵۱ سال	بیوہ
8	سیدہ جویریہؓ	۵ ہجری	۲۰ سال	۵۷ سال	۶ سال	۵۶ ہجری	۷۱ سال	بیوہ
9	سیدہ امّ حبیبہؓ	۶ ہجری	۳۶ سال	۵۸ سال	۶ سال تقریباً	۴۴ ہجری	۷۲ سال	بیوہ
10	سیدہ صفیہؓ	۷ ہجری	۱۷ سال	۵۹ سال	۳،۳/۴ سال	۵۰ ہجری	۵۰ سال	بیوہ
11	سیدہ میمونہؓ	۷ ہجری	۳۶ سال	۵۹ سال	سوا تین سال	۵۱ ہجری	۸۰ سال	بیوہ

(بحوالہ سیرت رحمۃ اللعلمین ﷺ جلد دوم)

جداگانہ حالاتِ طیبہ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) امّ المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

تعارف:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی خویلد عرب شریف کے مشہور تاجر تھے قریش میں معزز اور نامور تھے۔ والدہ ماجدہ فاطمہ بنت زاہدہ۔ ان دونوں کا سلسلہ نسب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح عتیق بن عائذ مخزومی سے ہوا دوسرا نکاح ابو ہالہ سے تھا تیسرا نکاح حضور علیہ الصلوٰۃ والصلوٰۃ سے ہوا۔

مال برائے تجارت شام لے جانا:

عقد مبارک سے قبل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے درخواست کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کا مال لے کر شام جائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے خدیجہ کا غلام میسرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ راستہ میں ایک راہب کے گرجا گھر کے قریب ایک درخت کے سائے میں اُترے۔ راہب حالات معلوم کرنے کے لیے آیا۔ میسرہ نے بتایا یہ اہل حرم وقریش سے ہے۔ راہب نے کہا آج تک اس درخت کے نیچے سوائے نبی کے کبھی کسی نے قیام نہیں کیا۔ جب دوپہر ہوئی اور گرمی کی شدت انتہا پر تھی تو میسرہ دیکھتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اونٹ پر ہوتے اور دو فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کیئے ہوتے۔ جب مکہ مکرمہ واپس لوٹے تو میسرہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی۔

جس درخت کے نیچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے تھے وہ بالکل خشک تھا

فوراً سرسبز ہو گیا اور پھلدار بھی۔

اس بار مال و دولت سے جو نفع ہوا وہ پہلے سے دُگنا تھا۔ میسرہ نے سارے سفر کے حالات خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیے۔ جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بذریعہ نکاح سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہونے کا شوق بڑھک اٹھا۔

(بحوالہ خصائص الکبریٰؒ و مدارج النبوّۃ)

شعراز ''سچیاں سرکاراں'' منظوم از صوفی احمد علی ایم اے۔ ص ۱۷۵

میسرہ نے بتایا:

آکھے اس جوانے والی دیکھی شان نرالی
دُھپے ٹردیاں سایہ کردی سِر تے بدلی کالی
پوارا تولے مٹھڑا بولے سوہنے کم بنیڑے
مال خرید فروخت اندر نہ جھگڑے جھیڑے
پنجی ورہیاں عمر مبارک بی بی چالی سالاں
پنجی سال نبھائی سوہنی قیامت تیک مثالاں

اشعاراز ''اکرامِ محمدی'' مصنف مولانا عبدالاستار رحمۃ اللہ علیہ ۳ و بیان از کتبِ تفسیر۔

نثر: وہ راہب تورات و انجیل کا عالم تھا۔ اُس نے نُورٌ علیٰ نور چہرہ، علاماتِ نبوّت، مُہر نبوّت دیکھ کر کلمہ طیبہ پڑھ لیا تھا۔

سفر کے دوران ایک مقام پر دو راستے شام کے لیے تھے۔ ایک مختصر مگر پُر خطر۔ دوسرا طویل دراز مگر محفوظ۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے پُر خطر راستہ انتخاب فرمایا تھا بے شمار ارہاصات ظاہر ہوئے۔ بوقت شدید ضرورتِ آب چشمہ نکلا۔

(۱) جا کر ویچیا مال تمامی نفع کمال اُٹھایا
میسرہ بولیا وچہ حیاتی اتنا نفع نہ پایا

(۲) مال خرید جو کرنا ہیسی ایسی برکت ہوئی
سَستی مل گئی جنس پیاری خوش ہویا ہر کوئی

ص ۳۰۱ قافلہ کے ساتھی جو محفوظ راستے سے گئے تھے وہ لٹ گئے۔ شعر کا مفہوم عرض ہے:

(۳) کرن روایت جس دن سفروں آیا نبی ﷺ پیارا
نظر پیا شہزادی تائیں اس دن عجب نظارا

(۴) کیا دیکھے سردار دو عالم ﷺ واگ اُٹھائی آوے
سر پر بدل رحمت سایہ جلوہ نُور دکھاوے
حُسن کی تیرے خیرات سب کو ملی
پھول کو رنگ و بو سرو کو بانکپن

(تفسیر ضیاء القرآن ج ۵۔ ص ۱۷۸۔ کلام فخر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

خواب:

اس خواب کا ذکر مدارج النبوۃ میں رئیس المحققین عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔

(۵) اس تھیں پچھے کُجھ دن گذرے حکم خدا رحمانوں
خوابے وچہ شہزادی ڈٹھا چند لتھا آسمانوں

اور یہ چاند حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی گودی میں آ گیا۔ جس کا نور مشارق و مغارب تک پھیلا۔ ورقہ بن نوفل نے تعبیر بتائی کہ آخرالزماں پیغمبر ﷺ کا نُور خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دکھایا گیا۔

(۶) ختم رسولاں شاہ رسولاں حاکم دوہیں سرائیں
اس دا حرم بناسی تینوں فضل کیتا رب سائیں

نکاح ہو چکا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس قدر خزانے تھے کہ ستر ملازم کنجیاں بردار صفائی رکھوالی پر مقرر تھے۔ عقد ہونے پر سارا مال غرباء میں بانٹ دیا۔ اینڈھن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود لائے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خود کھانا پکایا۔

قابلِ توجہ:

(۷) عجب جمال مُحباں کارن جسدم نظری آوے
شیشہ صاف ہووے جس ویلے پارہ چمک دکھاوے

(۸) پردہ ہے سب اپنی طرفوں اِسّے کارن دوری
دوری دور کرن جس ویلے تاں پاوے منظوری

نوٹ: مذکورہ شعر ۷، ۸ توجہ طلب ہے۔

بحوالہ ذکر خیر الوری صلی اللہ علیہ وسلم (خصائص الکبریٰ) مترجم قبلہ ام حضرت خواجہ صدیق احمد شاہ ۳۴۶ تا ۳۴۸ کا خلاصہ:۔

عجیب واقعہ:

مکہ معظّمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی صادق وامین مشہور ہو چکا تھا۔ سفر سے واپسی پر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بالاخانہ سے حضور علیہ السلام پر دو فرشتوں کو سایہ کئے دیکھا اپنی سہیلیوں کو یہ غیر معمولی منظر دکھایا۔ میسرہ بولا میں روزانہ یہ واقعہ دیکھتا رہا ہوں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے مکہ شریف کی عورتوں کے ایک میلے کی تاریخ میں اختلاف ہو گیا۔ وہ سب ایک بُت کے قریب متوجہ ہو کر بیٹھی تھیں وہ بت اچانک ایک آدمی کو تمثیل بن گیا عورتوں کے قریب آ گیا اور بلند آواز سے پکارا اے تیما کی عورتو! تمہارے شہر میں ایک نبی ظاہر ہونے والا ہے جن کو احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گرامی قدر نام سے پکارا جائے گا پس جو عورت اُن کی بیوی بن سکے بن جائے۔ عورتوں کو یہ بات بری معلوم ہوئی اور اس بت کو گالیاں

سنائیں لیکن حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اس کی بات کو پوشیدہ رکھا اور اس پر دھیان دیا۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ایک عورت کو معلوم کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح پر راغب ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے چچا کو بلایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابو طالب و دیگر چچاؤں اور احباب کے ساتھ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور نکاح مبارک ہوا۔ خطبہ نکاح حضرت ابو طالب نے پڑھا جس میں خدا کی حمد و ثنا بیان کی اور ان انعامات کا ذکر کیا جو حضور علیہ السلام پر اللہ نے عطا فرمائے۔ حق مہر بیس اونٹ مقرر کیا گیا۔ پھر حضرت ورقہ بن نوفل نے بھی خطبہ پڑھا ایک روایت ہے حق مہر چار سو مثقال سونا (بیس اونٹوں کے برابر) ایجاب و قبول ہوا۔ (بیس اونٹ پانچ سو درہم کے برابر دوسری روایت)

بحکم خدیجہ رضی اللہ عنہا دف بجائی گئی۔ کنیزوں نے رقص کیا۔ ایک اونٹ ذبح کر کے کھانا کھلایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سارا مال پیش کر دیا۔ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنٰى ۔ (سورۃ الضحیٰ)

نکاح کے بعد:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کے بعد ذکر الٰہی میں ہمہ تن مصروف ہو گئے تھے، پانی کی مشک اور ستو کی تھیلی لے کر غارِ حرا میں عبادت کیا کرتے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھ سے کھانا تیار کرتیں اور غار حرا خود لے کر جاتیں۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا لقب دورِ جاہلیت میں طاہرہ تھا اسلام میں سب سے پہلے داخل ہونے والی یہی تھیں۔

نزول وحی:

شاہِ ہر دو سرا صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کا ذکر ان سے کیا۔ بحوالہ بخاری شریف حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

"نہیں نہیں آپ کو ڈر کا ہے کا ہے بخدا اللہ آپ کو ہر ایک مشقت سے بچالے گا میں دیکھتی ہوں آپ اہل قرابت سے عمدہ سلوک کرتے ہیں درماندہ کی دستگیری فرماتے ہیں۔ تہی دستوں کی امداد کرتے ہیں۔ مہمانوں کی دعوت کرتے ہیں۔ مصیبت زدوں کی امداد کرتے ہیں۔"

بعینہٖ یہی الفاظ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صفات میں ایک مشرک نے فرمائے تھے جبکہ آپ رضی اللہ عنہ ہجرت حبشہ کے لئے نکلے تھے۔ (حدیث شریف کا مفہوم)

مزید اطمینان کے لئے جناب ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ چچیرے بھائی کے پاس لے گئیں ورقہ عیسائی تھا معرفتِ الٰہی رکھتا تھا حضرت جبرائیل علیہ السلام کے آنے اور نزول وحی کا واقعہ سنایا۔ ورقہ نے کہا یہ وہی ناموسِ اکبر ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا کرتا تھا۔ ورقہ نے کہا!

"کاش میں جوان ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا۔ کاش میں زندہ رہتا کہ فیضانِ نبوت پاتا۔ نیک مرد ورقہ رضی اللہ عنہ چند دنوں کے بعد ہی واصل حق ہوا۔"

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اسے اچھی حالت میں دیکھا۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ خصائص الکبریٰ میں لکھتے ہیں:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر ایک نصرانی غلام عداس کے پاس بھی گئیں تھیں۔ عداس! کیا تمہیں جبرائیل کے بارے میں علم ہے؟ عداس نے کہا وہ قدوس ہے یعنی پاک جبرائیل، خدا اور نبیاء کے درمیان امین کا مقام رکھتا ہے جناب موسیٰ علیہ السلام جناب عیسیٰ علیہ السلام کا ساتھی وہی تو ہے۔ بحوالہ صفحہ ۳۵۹۔ ذکر خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم (حدیث شریف) جہاں عورت ننگے سر ہو وہاں فرشتہ نہیں آتا۔ جبرائیل موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ رضی اللہ عنہا و ورقہ تشریف فرما تھے اوڑھنی گرنے

سے خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سر کھل گیا۔تو جبریل غائب ہو گئے۔(صفحہ ۳۵۴ مذکورہ کتاب)

حضرت ورقہ نے ان واقعات کے بارے میں کہا ہے جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ان سے ذکر کرتی تھی۔

(۱) ترجمہ اشعار جس چیز کا فیصلہ اللہ نے کر دیا ہے اس میں آدمیوں زمانے اور تقدیر کو کچھ دخل نہیں۔

(۲) احمد صلی اللہ علیہ وسلم آئیں گے جبریل علیہ السلام ان کو خبر دیں گے۔

ایک خاتون (خدیجہ رضی اللہ عنہا) کا پوری امت پر احسان ہے نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دے رہی ہیں۔(حکیم الاسلام قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند)

جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جبرائیل علیہ السلام کو اصلی صورت میں دیکھ کر گھبرا گئے تھے۔

ایک اہم وضاحت:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ورقہ رضی اللہ عنہ عداس نے جان لیا کہ وحی ہے جبریل علیہ السلام ہیں۔کیا باعثِ ایجادِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بے خبر تھے؟ بلا شبہ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم باخبر تھے۔ دوسروں کی ظاہری شہادت مطلوب مقصود تھی۔ورنہ کفار کہتے کہ اپنی طرف سے ہی کہہ رہے ہیں۔

فضائل:

(۱) حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دنیا و آخرت کی چار برگزیدہ عورتوں میں شمار فرمایا ہے۔

(۲) راوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، وہ مجھ پر ایمان لائی جب اوروں نے کفر اختیار کیا۔

(ب) اُس نے میری تصدیق کی جب دوسروں نے مجھے جھٹلا دیا۔

(ج) اُس نے اپنے مال میں مجھے شریک کیا جب اوروں نے مجھے کسبِ مال سے روکا۔

(د) اللہ تعالیٰ نے اس کے بطن سے مجھے اولاد دی جبکہ کسی اور بیوی سے نہیں ہوئی۔

(۳) راوی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: ایک بار حسانہ رضی اللہ عنہا حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئیں۔ حضور اقدس علیہ السلام نے مہربانی سے احوال پوچھے۔ وہ چلی گئیں تو میں نے پوچھا یہ بڑھیا کون تھیں؟ فرمایا: خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلی۔ اسے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بہت محبت تھی۔

خدا تعالیٰ کا سلام:

بخاری شریف، راوی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ غارِ حرا میں حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے۔ بتایا ابھی خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک برتن جس میں کچھ کھانے پینے کی چیز ہے لے کر حاضر ہوتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے رب تعالیٰ کا سلام اور میرا سلام فرما دیجئے۔ اور ان کو ایک ایوانِ جنت کی بشارت دیجئے۔ جو خالص مروارید سے ہوگا جس کے اندر کوئی رنج والم نہیں۔

(۵) مدارج النبوۃ جلد دوئم:۔ ابوالبشر آدم علیہ السلام نے فرمایا نبی الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھلائی میں ان کی معاون ہوگی۔ میری زوجہ خطا پر ترغیب دینے میں معاون بنی۔ راوی عبدالرحمٰن بن زید رضی اللہ عنہ بحوالہ طبری۔

(۶) حضور جناب امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ بسا اوقات امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بکری ذبح فرماتے۔ ٹکڑے فرماتے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیج دیا کرتے۔ یہ روایت مشکوٰۃ میں بھی موجود ہے۔

(۷) سورۃ الضحیٰ میں رب تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے بارے میں فرمایا
وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى۔
یہ انعام سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے طفیل ملا۔ کیونکہ عقد مبارک پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سارا مال (بہت زیادہ مال) آپ ﷺ کے حوالے کر دیا تھا اور آپ نے سارے کا سارا خدا کے راستے میں لٹا دیا تھا۔

کنجیاں ساریاں حاضر کرکے ادبوں ہوئی سلامی
سیں تساڈے مال تساڈا مالک تسیں تمامی

فرزندانِ خدیجہؓ:

ہالہ رضی اللہ عنہ، طاہر رضی اللہ عنہ، ہند رضی اللہ عنہ، ابوہالہ سے تین بیٹے ہوئے۔

(۱) حضرت ہالہ رضی اللہ عنہ کا ذکر بخاری شریف میں ہے۔

(۲) حضرت طاہر رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ربع یمن کا حاکم مقرر فرمایا تھا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم سے طاہر رضی اللہ عنہ نے مرتدین یمن سے جنگ کی تھی اور فتح پائی۔

(۳) حضرت ھند رضی اللہ عنہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ربیب (پروردہ) ہیں۔ جنگ جمل میں شہید ہوئے۔ حضور نور مجسم ﷺ کا حلیہ مبارک نہایت خوبی اور صحت سے بیان فرمایا کرتے تھے۔ فصاحت و بلاغت میں مسلمہ تھے۔ بصرہ میں وصال ہوا۔ یہ فرزندانؓ سابقہ خاوند سے تھے۔

اقارب:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ایک بہن ہالہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد تھیں۔ جو صحابیہ ہیں۔ ان کے فرزند ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے۔ اور حضور ﷺ کے اولین داماد تھے۔ دوسری بہن کا نام رقیہ ہے جن کی صاحبزادی

امیمہ بنت عبد رضی اللہ عنہ صحابیہ ہیں۔

عوام:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے برادر حقیقی ہیں۔ ان کے فرزند زبیر رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے گھر اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھیں۔ جن سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تھے اسماء رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر کتاب ذکر خیر ۱/۳ میں انشاءاللہ کیا جائے گا۔

اولاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

کا ذکر خیر آگے آرہا ہے۔ چار صاحبزادیاں رضی اللہ عنہن اور دو صاحبزادے رضی اللہ عنہما

بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں مدت قیام:

۲۴ سال ۶ ماہ یا ۲۵ سال ہے۔

وصال وتدفین:

گیارہ رمضان شریف ۱۰ نبوی میں وصال فرمایا۔ مکہ معظمہ کے مشہور قبرستان جنت المعلیٰ (جنت المالا) میں دفن کی گئیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود انہیں قبر میں اتارا۔ نماز جنازہ نہ پڑھی گئی کیونکہ اس وت تک فرض نہ ہوئی تھی۔ عمر شریف ۶۵ سال کمترین نے بندہ پر تقصیر نے مع فرزندم محمد احمد اور دخترم قمر النساء مزار اقدس پر حاضری دی ہے۔

خدا یا ایں کرم بارِ دگر کن

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر اطہر پر شاندار قبہ بنا ہوا تھا۔ جس کے نام ونشان تک سعودی حکومت نے گرا کر مٹا دیئے۔ جنت المعلیٰ میں حرم شریف کی طرف سے جائیں آخر پر مستطیل شکل کی چار دیواری میں حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز

واقارب وآباد اجداد رضی اللہ عنہم کے مزارات ہیں (قبور ہیں) سامنے والی دیوار میں مضبوط آہنی جالیاں ہیں، جن میں جھانک کر مزار اقدس ''سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کر لی جاتی ہے۔سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوطالب کی وفات کے ٹھیک ایک ماہ ۵ دن بعد وصال فرمایا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس سال کو عام الحزن قرار دیا تھا۔'' (از جناب عبدالقادر شیخ ۔ایکسپریس ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۵)

ہیں خدیجہؓ مرکز مہر وفا
مصطفٰے کے گھر کا ہیں نور و ضیاء
محسنہ اسلام کی افضل ہیں وہی
آپ ہی ہیں والدۂ فاطمہؓ

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے بعد قریباً پچیس سال حیات رہیں آپ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفاقت اور جاں نثاری کا حق ادا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔'' ہر مشکل گھڑی میں ساتھ دیا۔''

(مولانا محمد الیاس عطاری قادری ایکسپریس، دین و دانش جمعۃ المبارک ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۵)

''حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اسلام کا ممتاز کردار ہیں۔''

(عبدالقادر شیخ صاحب بحوالہ ایضاً)

منقبت

از حکیم محمد رمضان اطہر

اللہ کے محبوب کو محبوب ہے سب سے
لاریب تیری ذات تیرا نام خدیجہؓ
ہے خانۂ محبوب خدا تجھ سے معطر
تو باغ رسالت کی گلفام خدیجہؓ

لاریب معیت میں کڑے وقت کی ساتھی
لاریب تُو ہے محسنِ اسلام خدیجہؓ
آزردہ ہوا جب کبھی دل میرے نبی کا
باحسنِ ادب تو نے لیا تھام خدیجہؓ
تاحشر! خوشا! سرورِ کونینؐ کے ہمراہ
زندہ ہے ہر اک آن تیرا نام خدیجہ
اسلام کو طاقت تیرے ایثار نے بخشی ہے
خوب تیری خدمتِ اسلام خدیجہؓ

(شان خدیجۃ الکبریٰؓ از روبینہ کوثر)

حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا چند تعارفی و تعریفی کلمات:

(۱) غارِ حرا میں ایک نورانی ہستی روزانہ جاتی۔ عظیم المرتبت انسان کئی کئی دنوں تک شب و روز یہیں رہتا۔ اس دوران کبھی کبھی ایک معمر خاتون بلند و بالا پہاڑ پر چڑھتی اور کھانے پینے کا سامان غارِ حرا میں رکھتی اور واپس لوٹتی۔

ایک دن یہ غار عجیب و غریب نور سے چمکا۔ چہار اطراف روشنی پھیلی۔ فرشتہ ظاہر ہوا۔ اقراء (پڑھیے) ما انا بقاری (میں پڑھنے والا نہیں ہوں) فرشتہ سینے سے لگاتا ہے خوب بھینچتا ہے...... درخواست کرتا ہے اقراء...... دوبارہ سینہ سے لگاتا ہے تیسری بار بھی ایسا ہوتا ہے...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے ہیں ...... اور گھر تشریف لاتے ہیں...... زمّلونی زمّلونی ...... مجھے اڑا دو...... سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پورا واقعہ سن کر تسلی دیتی ہیں:

"خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا: آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں۔ دوسروں کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں۔ محتاجوں کا کام آتے ہیں۔ مہمانوں

کی ضیافت وخاطر مدارات کرتے ہیں۔ تکلیفوں اور مصیبتوں میں مدد کرتے ہیں۔''

یہ ہیں وفا شعار اور طیبہ طاہرہ زوجہ محترمہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

(۲) کون خدیجہ رضی اللہ عنہا وہی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لائیں وہی جنہوں نے سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔

- وہی جو پہلی زوجہ محترمہ ہیں۔
- وہی جنہیں عرش سے رب نے سلام بھیجا۔
- وہی جنہیں ازواج مطہرات میں سے سب سے پہلے جنت کی بشارت ملی
- وہی جن کا مکان مکہ معظمہ میں حرم معظم میں حرم کے بعد دوسرا محترم مقام ہے۔
- وہی جن کی قبر میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُترے
- وہی جن کی حیات ایمان افروز ہے۔

ان کی ولادت باسعادت ہجرت نبوی سے ۶۸ سال قبل مکہ مکرمہ کے مبارک شہر میں ہوئی۔ والدہ کا نام فاطمہ بنت زائد تھا۔ والد کا نام خویلد بن اسد۔ ان کے گھرانے کو امتیازی مقام حاصل تھا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سلیم الفطرت اور نیک خاتون تھیں۔ طاہرہ کے لقب سے مشہور ہو گئیں ابوہالہ سے نکاح ہوا۔ ابوہالہ کا بہت جلد انتقال ہو گیا۔ پھر عتیق بن عابد مخزومی کے نکاح میں آئیں یہ بھی جلد
۱۹ انتقال کر گیا۔ پھر سیدہ طاہرہ کا نکاح صفی بن امیہ سے ہوا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس دوران سیدہ طاہرہ کے والد بھی ایک جنگ میں مارے گئے۔ سیدہ نے تنہا رہتے ہوئے بھی انتہائی دانائی کے ساتھ تجارت کو سنبھالا۔

چند ہی دنوں کے بعد مالدار ترین خاتون بن گئیں۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ...ق اور امین ہونے کا چرچا سن رکھا تھا۔ قافلۂ تجارت شام پہنچا جو کہ آپ کی ...رپرستی میں تھا اور ساتھ ایک غلام میسرہ بھی تھا۔ ہمیشہ سے دوگنا نفع

ہوا۔ سیدہ نے بتایا۔

دورانِ سفر راہب نے کہا یہ نبی ہونگے جب راہب نے آپ ﷺ کو درخت کے نیچے بیٹھے دیکھا۔ دھوپ میں بادل سایہ کرتا۔ واپسی پر سیدہ طاہرہ نے بالا خانے سے دیکھا دو فرشتے آپ ﷺ کے سر پر سایہ کئے ہوئے ہیں۔ پس خدیجہ نے حتمی فیصلہ کرلیا کہ آپ ﷺ سے نکاح کرے تا کہ دنیا وآخرت کا فائدہ ہو۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلی نفیسہ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خواہش کا اظہار سید الانبیاء ﷺ سے کیا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے چچا عمر بن اسد کے ذریعے پیغام ابوطالب کے پاس بھیجا...... نکاح ہو گیا۔ ابوطالب نے خطبہ پڑھا۔

خطبہ کے چند الفاظ ملاحظہ ہوں: حمد وثنا اسی خدا کیلئے ہے جس نے عین ابراہیم علیہ السلام کی ذریات میں بنایا ہمیں معد ومضر کے پاک اصل سے باہر لایا...... حرم کا پیشوا بنایا...... مال ڈھلتی چھاؤں ہے...... محمد ﷺ کا مستقبل خدا کی قسم عظیم الشان اور جلیل القدر ہے"

ورقہ بن نوفل (خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد بھائی) نے بھی خطبہ پڑھا: حمد وثنا خدا کیلئے ہے...... کوئی جماعت آپ کے فضائل کا انکار نہیں کر سکتی۔"...... طرفین میں ایجاب قبول ہو گیا۔

نکاح مبارک ہونے کے بعد:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے غلام زید بن حارثہ کو آپ ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کر دیا۔ سیدہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے بغیر کسی جھجک کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پرورش کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک مہربان مشفق اور نیک ماں کے روپ میں پایا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رضاعی ساس حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا بھرپور احترام کرتیں۔ دوران قحط حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کو اکرام کے ساتھ ٹھہرایا۔ خوراک

سے لدا ہوا ایک اونٹ اور چالیس بکریاں بطور تحفہ انہیں دیں۔ دوسری رضاعی والدہ حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنہا کا بھی بہت احترام فرماتیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم قدسی صفات تھے۔ ذہنی ہم آہنگی تھی۔ قاسم رضی اللہ عنہ، اور عبداللہ رضی اللہ عنہ، کی پیدائش ہوئی۔ چار بچیوں نے جنم لیا............

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر کے گوشوں کے علاوہ عبادت کیلئے جبل نور میں جانے لگے۔ پتھریلے پہاڑ کے تنگ وتاریک غار میں کھانا خود لے کر جاتیں۔

......خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

''آپ کو مبارک اور بشارت ہو......آپ امت کے نبی برحق ہیں''

ورقہ بن نوفل فرماتے ہیں:

''آپ کو بشارت ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں آپ وہی نبی ہیں جن کی بشارت سید مسیح بن مریم نے دی تھی۔ ...... ورقہ نے کہا ''اے خدیجہ جان لے احمد رسول ہیں۔ جبرائیل ومیکائیل دونوں ان کے پاس ساتھ ساتھ آتے ہیں......ان کا سینہ کشادہ کر دیتے ہیں۔'' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو لے کر عداس کے پاس بھی گئیں ''عداس'' عتبہ بن ربیعہ کے غلام تھے۔ نینوا کے رہنے والے تھے۔ یہ جبرائیل کا نام سنتے ہی پکار اٹھے قدوس، قدوس یعنی سبحان اللہ سبحان اللہ......

دورانِ تبلیغ جب آپ غمگین ہو کر گھر تشریف لاتے تو خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حوصلہ دیتیں۔ کئی سیرت نگاروں نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو آپ کی مشیر اور وزیر بھی لکھا ہے ...... ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور خدیجہ رضی اللہ عنہا اکٹھے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی کے ایک چشمے پر لے گئے جہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے وضو کیا اور پھر چار سجدوں کے ساتھ دو رکعت نماز

پڑھ کر چلے گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ اپنی جگہ پر واپس لوٹ آئے اور پھر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ تھام کر اسی چشمے تک لائے۔ دونوں نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔

واقعہ:

عفیف الکندی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں عباس رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت سے میرے دوست تھے ایک دن میں اور وہ منیٰ کے مقام پر تھے۔ ایک آدمی آیا۔ خوب اچھی طرح وضو کیا۔ نماز پڑھنے لگا۔ ایک عورت آئی وہ بھی وضو کر کے نماز پڑھنے لگی۔ ایک کمسن نوجوان آیا وہ بھی ان کے قریب نماز پڑھنے لگا۔ میں نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا...... یہ کیسا دین ہے...... عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے یہ میرے بھتیجے محمد بن عبد اللہ کا دین ہے۔ دوسرا لڑکا بھی میرا بھتیجا علی بن ابو طالب ہے۔ اور یہ عورت محمد ﷺ کی بیوی ہے یہ دونوں اس کے دین کے تابع ہو چکے ہیں عفیف کہتے ہیں کاش! اس وقت ان تین کے ساتھ چوتھا میں ہوتا۔

شعب ابی طالب:

مکہ شریف کے ناعاقبت اندیش مشرکوں نے آپس میں معاہدہ کیا اور آپ ﷺ اور آپ ﷺ سے محبت رکھنے والوں کے ساتھ مکمل سوشل بائیکاٹ کر لیا۔ یہ معاہدہ لکھ کر کعبہ میں لٹکا دیا۔ ابو طالب اہل ایمان بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کو لے کر گھاٹی میں چلے گئے۔ ہماری ماں سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا بھی پامردی کے ساتھ ہر مشکل سہہ رہی تھیں۔ ایک مرتبہ سیدہ رضی اللہ عنہا کے حکیم بن حزام ایک غلام کے ساتھ خفیہ طور پر کھانے کا سامان شعب ابی طالب میں لے جا رہے تھے کہ اچانک ان کا سامان ابو جہل سے ہو گیا۔ ابو جہل نے روکنا چاہا اتنے میں ابوالبختری آ گیا۔ اور کہا اگر حکیم اپنا کھانا اپنی پھوپھی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لئے لے جا رہا ہے تو تُو کون

روکنے والا ہوتا ہے؟ ابوالبختری نے اونٹ کی ہڈی سے ابوجہل کی خوب پٹائی کی عبارت کو دیمک نے چاٹ لیا...... مسلمانوں کو رہائی ملی۔

اچانک حضرت طاہرہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں ...... رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دکھ میں دلاسا دینے والی وفا شعار پاکدامن غمگسار اہلیہ محترمہ کو الوداع فرمایا؟؟؟

بوقت وفات عمر ۶۵ برس۔ آپ خود قبر میں اترے۔ اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا ...... ارشاد فرمایا: عورتوں میں صرف تین خواتین کامل ہوئیں، مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا، آسیہ رضی اللہ عنہا زوجہ فرعون، خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا، ''مجھے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی محبت عطا ہوئی ہے۔''

بعد از وصال خدیجہ رضی اللہ عنہا جب کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اہلیہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی آواز سننے کو جی چاہتا تو ان کی بہن ''ہالہ بنت خویلد'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاتیں ......اور گفتگو فرماتیں۔

عجیب ؁غریب واقعہ:

غزوہ بدر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ابوالعاص بن الربیع گرفتار ہوئے۔ ان کی اہلیہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے جو مکہ شریف میں مقیم تھیں فدیہ کے طور پر اپنا ایک ہار بھیجا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہار کو پہچان گئے۔ یہ وہی ہار تھا جو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رخصتی کے دن اپنی بیٹی کو دیا تھا۔ یادیں تازہ ہوگئیں۔ رقت طاری ہو گئی۔ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

''اگر تم اس کے اسیر کو چھوڑنا چاہو اور ہار بھی واپس بھیج سکو تو ایسا کر لو۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش پر عمل کیا۔ علماء نے لکھا ہے یہ بھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے الفت ومحبت کی علامت تھی کہ ان کی حیاتِ مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اور عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔

بہر حال سیدہ رضی اللہ عنہا آپ کو محبوب تھیں اور رب کو بھی محبوب تھیں۔ چنانچہ کئی مرتبہ رب نے سلام بھیجا بوساطت جبرائیل علیہ السلام۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام حاضر تھے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آ گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا "یہ خدیجہ ہیں۔" حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا "انہیں رب تعالیٰ اور میری طرف سے سلام کہیئے"

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی خصوصیت یہ تھی کہ آپ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو خود جنت کی خوشخبری سنائی۔ (کئی بار) سیدہ خاتونِ جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: "ہماری والدہ خدیجہ کہاں ہیں؟"

فرمایا: یاقوت سے بنے گھر میں ...... حضرت مریم رضی اللہ عنہا اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے درمیان والے علاقے میں ....

علماء نے لکھا ہے "مسجد حرام کے بعد خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مکان مکہ شریف میں افضل ہے۔ اور اس گھر میں جمعہ کی رات کو دعائیں قبول ہوتی ہیں"

اللہ تعالیٰ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے درجات بلند فرمائے۔ آجکل کی مسلمان عورتوں کو اس عظیم ہستی کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(تلخیص ومفہوم عبارت: ماہنامہ بناتِ عائشہ رضی اللہ عنہا ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ کراچی مصنف مضمون جناب حضرت ابن احمد شیخ)

منقبت

(از ابوالاثر حفیظ جالندھری)

بیان کرتا کہ قاسم طیب وطاہر تھے بیٹے
کہ بچپن ہی میں جو آرام سے تربت میں جا بیٹھے

خدیجہؓ ہی سے حق نے آپ کو سب بیٹیاں بھی دیں
یہ زینبؓ اور رقیہؓ ام کلثومؓ اور زہراؓ تھیں

اعلان نبوت سے پہلے ہی ایک خاص ارھاص (کرامت معجزہ)

(۱)...... ''سیدہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے اپنا غلام میسرہ اور قریبی عزیز خزیمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مال دے کر بھیجا...... جب بصرہ پہنچے تو وہاں ایک دیر (گرجا) میں نسطورا نامی راہب تھا...... وہاں ایک درخت بے پھل اور خشک تھا۔ پتے جھڑ چکے تھے ٹہنیاں بوسیدہ ہو چکی تھیں۔ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے سے یہ درخت ہرا ابھرا پھلدار ہو گیا۔ نسطورا یہ زبردست نشان (معجزہ) دیکھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آیا...... اور کہا میں تمہیں لات وعزیٰ کی قسم دیتا ہوں۔ اپنا نام بتائیں۔ آپ نے فرمایا ''تیری ماں تجھ پر روئے'' آج تک عرب میں سے کسی نے مجھے ان دو بتوں کی قسم نہیں دلائی نسطورا کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی وہ اس میں دیکھتا تھا اور کہتا تھا کہ اس خداوند کی قسم جس نے عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اتاری یہ وہی نبی ہے۔''

(۲)...... ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوپہر کے وقت مکہ مکرمہ میں مراجعت فرمائی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے بالاخانے پر مستورات کے ساتھ بیٹھی تھیں اور دیکھتی تھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر دو فرشتے بصورت پرند سایہ افگن ہیں ...... میسرہ اور خزیمہ نے اس سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خوارق و کرامات مشاہدہ کئے''۔

(۳)...... خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا آسمان سے سورج اتر کر ان کی گود میں آ گیا۔ گھر روشن ہو گیا پھر روشنی مکہ شریف کے ہر گھر میں پھیلی پھر تمام

عالم میں پہنچی۔ چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل نے تعبیر فرمائی ''تم نبی آخر الزمان ﷺ کی بیوی بنو گی۔''

(فیوض العارفین حصہ دہم مصنف مفتی دل محمد محلّہ عالی کلاں جالندھر۔ثم خطیب جامع مسجد سمندری (لائلپور) اشاعت پانچ شعبان ۱۳۸۲ھ مضامین بحوالہ مدارج النبوۃ تفسیر حقانی تفسیر روح البیان)



(۲) ام المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا

تعارف:

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے ننھیال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ننھیال تھے یہ سکران رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ یہ پہلے ایمان لائیں ان کی ترغیب سے حضرت سکران رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ پھر انہوں نے اپنے خاوند رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہجرت حبشہ کی۔ سکران رضی اللہ عنہ کا وہیں وصال ہوا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

نکاح:

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے مصائب کو کم کرنے کے لئے بعد از وصال حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ۱۰ھ نبوت میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمالیا تھا۔ حق مہر چار سو درہم تھا۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے چند سال بعد اپنی باری (وقت) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا تھا یعنی اپنی ذات پر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو تقدیم دی۔ ایثار ان کی خاص خصوصیت ہے۔

ان کا ام المؤمنین کے درجہ پر فائز ہونے کا سبب ان کا ان کے خاندان کا اور اسلام کے لئے ہجرت حبشہ کرنا تھا۔

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا مکارم اخلاق حسن افعال میں ابتدا ہی سے مشہور تھیں۔ بہتر سال کی عمر میں ۵۵/۵۴ ہجری میں وصال فرمایا۔ بوقت عقد مبارک ان کی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر شریف پچاس پچاس سال تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا تیرہ سال نکاح میں رہیں امارتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں فوت ہوئیں۔

بخاری شریف میں ایک اور سُنن اربعہ میں چار احادیث ان سے مروی ہیں۔ حضرت سکرانؓ نے ایک لڑکا چھوڑا تھا جن کا اسم گرامی حضرت عبدالرحمٰنؓ انہوں نے جنگ جلولہ میں ۱۶ھ میں شہادت پائی۔

وصال خدیجہ الکبریٰؓ پر حضور اقدس ﷺ کو بڑی پریشانی ہوئی اسی سال حضرت ابوطالب انتقال فرما گئے۔ مونس غریباں شفیع مجرماں ﷺ کو اس قدر صدمہ تھا کہ اس سال کا نام عام الحزن (غم کا سال) رکھا گیا۔ حضرت سودہؓ کے بھائی حضرت عبداللہؓ بھی مسلمان ہو گئے تھے۔

سخاوت:

سیدہ سودہؓ بڑی فیاض تھیں ایک دن سیدنا فاروق اعظمؓ نے درہموں کی تھیلی سودہؓ کے پاس بطور نذرانہ بھیجی۔ سیدہؓ نے تمام درہم خیرات کر دئے حضرت امام احمد بن حنبل علیہ نے نقل کیا ہے بروایت سیدنا ابو ہریرہؓ حضور سید المرسلین ﷺ کے ارشاد کے مطابق حضرت سودہؓ اور حضرت زینب بنت جحشؓ دوبارہ حج کو نہ گئیں صرف حجتہ الوداع ہی میں شامل ہوئیں۔

پہلا خواب:

سیدہ سودہؓ نے خواب دیکھا کہ حضور رحمۃ للعٰلمین ﷺ نے ان کے پاس تشریف لا کر ان کی گردن پر اپنا پاؤں مبارک رکھا ہے یہ خواب انہوں نے اپنے شوہرؓ کو بتایا تو وہ کہنے لگے اگر تم سچ بیان کر رہی ہو تو میں جلدی فوت ہو جاؤں گا اور رسول اللہ ﷺ آپ کی خواہش فرمائیں گے۔

دوسرا خواب:

ازاں بعد دوبارہ خواب میں سیدہ سودہؓ نے دیکھا کہ ٹیک لگائے بیٹھی

ہوں آسمان سے چاند اُترا ہے اور ان کی جھولی میں آ گیا ہے جب یہ خواب انہوں نے اپنے شوہر رضی اللہ عنہ کو بتایا تو انہوں نے کہا اگر تم یہ خواب سچ بیان کرتی ہو تو میں جلدی ہی دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا اور نبی رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی خواہش فرمائیں گے سکران رضی اللہ عنہ اس دن ہی سے علیل ہو گئے اور چند دنوں کے بعد وصال فرما گئے۔

مدینہ منورہ میں حضور رحمۃ اللعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تھا۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی! میری خواہش ہے کل قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں میرا حشر ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ ترک فرمایا۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا قد لمبا تھا، فربہ اور جسیم، وصال پر اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے ان کے لئے مسہری بنائی، جنازہ رات کے وقت اٹھایا گیا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مسہری دیکھ کر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے حق میں دعا دی۔ فرمایا ”تم نے ان کا ستر قائم کیا اللہ تعالیٰ تمہارا ستر قائم فرمائے“ سیدہ فاطمہ الزہرا خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کے لئے بھی مسہری (پردہ دار ڈولی) پالکی بنائی گئی تھی۔

(سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم الرحیق المختوم، مدرارج النبوۃ جلد دوم)



(۳) ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

ابتدائی تعارفی خاکہ:

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ طیبہ زوجہ طیب صلی اللہ علیہ وسلم حبیبہ حبیب اللہ کنیت: اُمّ عبداللہ (نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی) لقب: حمیرا بمعنی گوری، خطاب: اُمّ المومنین، لقب: صدیقہ۔

ابن قیم نے لکھا ہے: ہر وہ حدیث جس میں لقب حمیرا ہے جھوٹی اور گھڑی ہوئی ہے حالانکہ مصنفین رجال نے بھی لقب حمیرا لکھا ہے۔

واللہ اعلم با لصواب

جناب حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنت الصدیق رضی اللہ عنہ سے بھی خطاب فرمایا ہے والد ماجد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دوشعروں کا ترجمہ

۱)...... ''جانتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے تھے خیر البریہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے برابر کسی کا درجہ نہ سمجھتے تھے''۔

۲)...... ''غار میں تم ہی تھے اور صاحبِ غار تمہارا ہی نام ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق تم ہی تو ہو''۔

صدیق اکبرؓ کی اولاد:

ہندوستان میں محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسل پاک سے بکثرت پائی جاتی ہے۔

نوٹ: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حال اوّل تا آخر الراقم کی کتاب ذکر خیر المعروف بہ سیرت طیبہ صدیق اکبر 3/1 میں ضرور پڑھیے۔ ایمان میں اضافہ ہوگا۔ قلب

منور ہوگا۔ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر جو کہ ان کے نواسے ہیں۔ شیخ المشائخ حضرت شہاب الدین سہروردی قدس سرّہ میر محمد عثمان علی خان رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ انہی سے ملتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی وہ خاتون ہیں جن کی ولادت اسلامی خون سے اور پرورش اسلامی شیر سے ہوئی طیبہ، طاہرہ، مطہرہ، عابدہ، زاہدہ راکعہ، ساجدہ، عالمہ، مفسرہ، محدثہ، فقیہہ، محبوبہ، حبیبہ مقبولہ، مجتہدہ یہی ہیں۔

والدہ ماجدہ کا اسم گرامی ام رومان رضی اللہ عنہا تھا۔ صدیقہ رضی اللہ عنہا باپ کی طرف سے قریشیہ تیمیہ اور ماں کی طرف سے کنانیہ ہیں رسول معظم نبیٔ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم اور امّ المومنین رضی اللہ عنہا کا نسب ساتویں آٹھویں پشت پر جا کر مل جاتا ہے (باپ کی طرف سے) اور ماں کی طرف سے گیارہویں بارہویں پشت پر جا کر ملتا ہے۔

ولادت طیبہ:

حضرت ام رومان کا پہلا نکاح عبد اللہ ازدی سے تھا، عبد اللہ کے انتقال کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عقد میں آئیں۔ ان سے دو اولادیں ہوئیں عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبوت کے چوتھے سال کی ابتدا میں پیدا ہوئیں دسویں سال بیاہی گئیں شوال ۱ھ میں رخصتی ہوئی ۱۸ سال کی عمر میں بیوہ ہوئیں ایک روایت کے مطابق نبوت کے چار سال گزر چکے تھے اور ولادت کے وقت پانچواں سال گزر رہا تھا۔ ان کو دائل کی بیوی نے دودھ پلایا۔

بچپن:

بچپن ہی سے غیر معمولی شخصیت تھیں۔ ان کے حرکات و سکنات اور نشوونما ممتاز تھی)۔ ایک ایک خط و خال میں کشش تھی۔ پیشانی سے مستقبل کا نور چمکتا تھا۔ سعادت اور بلندی کے آثار نمایاں تھے، کھیل کود کی شوقین تھیں، محلّہ کی لڑکیاں ان کے پاس جمع رہتیں، لیکن اس لڑکپن اور کھیل کود میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کا ادب ہر وقت ملحوظ رہتا۔ (ابن ماجہ، مسلم)

مرغوب کھیل گڑیاں کھیلنا اور جھولا جھولنا، یہ بچپن کی بات ہے، بچپن کا واقعہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا گڑیاں کھیل رہی تھیں، ان میں ایک گھوڑا بھی تھا دائیں بائیں دو پر لگے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا عائشہ رضی اللہ عنہا یہ کیا ہے؟ جواب دیا گھوڑا ہے فرمایا گھوڑوں کے تو پر نہیں ہوتے انہوں نے برجستہ فرمایا سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھوڑوں کے تو پر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور مسکرا دیئے۔ مشکوٰۃ باب عشرۃ انساء ابو داؤد کتاب الادب میں ہے کہ غزوہ خیبر یا غزوہ تبوک کے زمانہ کا واقعہ ہے اس وقت عمر ۱۳ یا ۱۵ سال ہو گی اس سے فطری حاضر جوابی مذہبی واقفیت ذکاوت ذہن اور سُرعتِ فہم کا اندازہ ہوتا ہے۔

حافظہ بے مثل:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو لڑکپن کی ایک ایک بات یاد تھی۔ ان کی روایت کرتی تھیں ان سے احکام نکالتی تھیں بچپن کے ہر واقعہ کی مصلحت بتاتی تھیں بچپن میں جو آیات کانوں میں پڑتیں یاد رکھتیں ہجرت کے وقت عمر شریف آٹھ سال تھی مگر ہجرت کے تمام خبروی وکلّی واقعات ان کو یاد تھے۔ (بخاری شریف)

نکاح مبارک:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم حضور شاہِ دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرا نکاح کر لیں۔ فرمایا کس سے؟ خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا بیوہ سودہ رضی اللہ عنہا ہیں اور کنواری عائشہ ہیں۔ واضح رہے ابو بکر رضی اللہ عنہ کنیت اسلام سے پہلے رکھی جا چکی تھی۔ (عرب شریف میں کنیت کی بڑی اہمیت ہے۔ کنیت کے آگے اصل نام گم ہو جاتے تھے) جہالیت کا دستور تھا منہ

بولے بھائی کی اولاد سے نکاح ناجائز ہے حضوت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے استفسار پر خولہ رضی اللہ عنہا نے بوساطت آنحضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بتایا آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دینی بھائی ہیں۔ (بخاری) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فوراً قبول کر لیا اس سے پہلے عائشہ رضی اللہ عنہا جبیر بن مطعم کے بیٹے سے منسوب ہو چکی تھیں۔ جبیر نے بیوی سے پوچھا بیوی نے کہا اگر یہ لڑکی ہمارے گھر آ گئی تو ہمارا بچہ بے دین ہو جائے گا ہم کو یہ منظور نہیں (جبیر کا خاندان ابھی اسلام سے آشنا نہ تھا) اگر عائشہ رضی اللہ عنہا ماں کی خلاف مرضی کوئی بات کرتیں تو ماں سزا دیتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو رنج فرماتے۔ اور فرماتے عائشہ رضی اللہ عنہا کو ستانا نہیں۔ (مستدرک حاکم)۔

خواب مبارک:

احادیث میں آیا ہے نکاح سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ ریشم کے کپڑے میں لپیٹ کر آپ کے سامنے کوئی چیز پیش کر رہا ہے پوچھا کیا ہے؟ جواب دیا یہ آپ کی بیوی ہیں آپ نے کھول کر دیکھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ (صحیح بخاری مناقب حضرت عائشہؓ)

مشکوٰۃ میں ہے "تم مجھے تین رات خواب میں دکھائی گئی تھیں تمہیں فرشتہ ریشمی کپڑے میں لاتا تھا مجھ سے کہتا تھا یہ تمہاری بیوی ہیں بحوالہ مسلم و بخاری"۔ [1]
(وعائشہ رضی اللہ عنہا رب کا تحفہ تھیں۔ مرادۃ جلد ۸)

نکاح کے وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف چھ سال تھی بعض بے احتیاط لوگوں نے عمر ۱۶ سال ثابت کرنے کے لیے بے سود اور بے دلیل کوشش کی ہے تاکہ ثابت کریں کہ کم سنی کی یہ شادی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے موزوں نہیں۔ اس کم سنی شادی کا اصل منشا نبوت اور خلافت کے درمیان تعلقات کی مضبوطی تھی۔

حضرت عطیہ بیان کرتی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں ان کی انا آئی لے گئی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح پڑھا دیا۔ (آجکل مسلمانوں کی شادی مشرکانہ رسوم کا مجموعہ ہے) ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی دو روایات ہے کہ مہر میں ایک مکان دیا گیا جس کی قیمت پچاس درہم یعنی دس روپے تھی لیکن درایۃً یہ صحیح نہیں دس روپے کسی مکان کی قیمت نہیں ہوتی۔

روایت ابن اسحاق چار سو درہم مہر مقرر ہوا تھا۔ ایک روایت ہے کہ مہر پانچ سو درہم قریباً سو روپے۔ مسلم شریف میں ہے کہ ازواج مطہرات کا مہر عموماً پانچ سو درہم ہوتا تھا۔ مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ میں بھی یہی ہے آج مہر کی کمی خاندان کی ذلت سمجھی جاتا ہے کیا اسلام کا کوئی خاندان خانوادۂ صدیق رضی اللہ عنہ سے شریف تر ہے؟ اور کوئی لڑکی سیدہ صدیقہ کبریٰ رضی اللہ عنہا سے زیادہ بلندہ ہے؟ سنِ نکاح میں کافی اختلاف ہے جن میں راویوں کی غلط فہمی کا دخل ہے۔

(بحوالہ سیرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا مصنف حضرت علامہ سید سلیمان ندوی)

بحوالہ بخاری و مسلم ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میں تین شب خواب میں تجھے اس طرح دیکھتا رہا ایک فرشتہ حریر سفید کے پارچے میں تیری تصویر کو میرے سامنے لاتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے اور میں تصویر کا پردہ اٹھا کر چہرہ دیکھتا تھا میں یہ دیکھ کر کہہ دیا کرتا تھا اگر یہ اطلاع خدا کی جانب سے ہے تو وہ خود ہی اسے پورا بھی کر دے گا''۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی کا اہتمام بارگاہ رہ العزت میں کیا گیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شادی کو من جانب اللہ قرار فرمایا تھا۔

ہجرت مدینہ منورہ:

ہجرت کی پوری تفصیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمائی ہے (بخاری باب الہجرت) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مع یارِ غار رضی اللہ عنہ نبوت کے چودھویں سال ربیع الاوّل کی بارہویں تاریخ کو مدینہ منورہ پہنچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل وعیال کے لئے زید بن حارثہ اور ابو رافع رضی اللہ عنہ کو مکہ معظمہ بھیجا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنا آدمی بھیجا چنانچہ حضرت عبداللہ بن ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنی ماں اور دونوں بہنوں کو لے کر روانہ ہوئے۔ مختصر قافلہ مدینہ شریف میں پہنچا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سات آٹھ مہینے تک اپنی ماں کے ساتھ رہیں اکثر حضرات رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی سخت بخار میں مبتلا تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ابا جان رضی اللہ عنہ کی خیرت پوچھتیں وہ یہ شعر پڑھتے۔ ''ہر آدمی پر اپنے اہل وعیال ہی میں ڈاکہ پڑ رہا ہے اور موت اس کی چپل کے تسمہ سے بھی اس سے قریب ہے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حال عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اس کے بعد وہ خود بیمار ہوئیں اب باپ رضی اللہ عنہ کی غمخواری کا موقع آیا اس شدت کی علالت تھی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سر کے تمام بال گر گئے۔ (بخاری شریف باب الہجرت) صحت ہوئی تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی بیوی کو اپنے گھر کیوں نہیں بلوا لیتے؟ ''فرمایا اس وقت میرے پاس مہر ادا کرنے کے روپے نہیں ہیں'' گزارش کی ''میری دولت قبول ہو'' حضور شاہِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ایک سو روپے قرض لے کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھجوائے (طبقات النساء ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ) مہر عورت کا حق اور اس کا ملنا چاہیے۔

رخصتی کا منظر:

انصار کی عورتیں دلہن کو لینے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر آئیں ام رومان

رضی اللہ عنہا نے بیٹی کو آواز دی وہ اس وقت سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھیں ماں رضی اللہ عنہا بیٹی کا ہاتھ پکڑے دروازے تک لائیں۔ منہ دھلا کر بال سنوار دیئے۔ کمرے میں لے گئیں جہاں انصار کی خواتین بیٹھی تھیں۔ تھوڑی دیر کے بعد خود سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے۔ (بخاری شریف) باب تزویج عائشہ رضی اللہ عنہا۔ مسلم شریف کتاب النکاح۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیافت کے لئے دودھ کے ایک پیالے کے سوا کچھ نہ تھا۔ حضور شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑا سا دودھ پی کر حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف بڑھایا وہ شرمانے لگیں ایک سہیلی اسماء بنت یزید نے کہا ''عطیہ واپس نہ کرو'' شرماتے شرماتے لے لیا ذرا سا پی کر رکھ دیا۔ فرمایا ''اپنی سہیلیوں کو دو سہیلیوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ہمیں بھوک نہیں۔ فرمایا ''جھوٹ نہ بولو۔ ہر ایک جھوٹ لکھا جاتا ہے''۔

(مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ)

رخصتی:

دن کے وقت شوال ۱ھ میں ہوئی حدیث اور تاریخ کی تمام کتب متفق ہیں اس وقت عائشہ کی عمر صرف نو سال تھی اس لئے علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان صحیح نہیں کہ رخصتی بدر کے بعد ۲ھ میں ہوئی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح سے عرب کی بہت سی لغو رسمیں ٹوٹیں۔ مثلاً

۱) منہ بولے بھائی کی بیٹی سے شادی نہ کرنا۔

۲) شوال میں شادی نہ کرنا۔ شادی اور رخصتی دونوں شوال میں ہوئیں حالانکہ عرب شوال کو منحوس سمجھتے تھے کیونکہ اس میں طاعون پھیلا تھا۔

۳) دلہن کے آگے آگے آگ جلانا۔ (بخاری شریف)

۴) شوہر پہلی ملاقات محمل کے اندر کرتا تھا۔ (بخاری قسطلانی)

تعلیم وتربیت:

جب اسلام آیا تو قریش میں صرف سترہ آدمی لکھ پڑھ سکتے تھے۔ ان میں شفا بنت عبداللہ عدویہ صرف ایک عورت تھی۔ (فتوح البلدان بلاذری) اسلام کی اشاعت کے ساتھ نوشت وخواند کا فن بھی فروغ پاتا جاتا تھا۔ اہل صفہ رضی اللہ عنہ کو لکھنا پڑھنا بھی سکھایا جاتا تھا۔ (مسند احمد رحمۃ اللہ علیہ) ازواج رضی اللہ عنہما کے ذریعہ ہی نور پوری کائنات نسوانی میں پھیلا۔ تعلیم وتربیت کا زمانہ (عمر ۹ سال) شروع ہوا ہی تھا کہ کاشانہ نبوت میں پہنچ گئیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا۔ سبحان اللہ۔ علم انساب اور شاعری کا زوق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خاندانی ورثہ تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما اولاد کی تربیت میں بہت سخت تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ شادی کے بعد بھی عائشہ کو ڈانٹے رخصتی کے بعد پڑھنا سیکھا۔

انسانیت کی تکمیل اخلاق کا تزکیہ ضروریات دین سے واقفیت اسرارِ شریعت کی آگاہی معرفتِ کلام الٰہی علمِ احکام نبوی سے ہوتی ہے۔ سیدہ عائشہ اس تعلیم سے کامل طور پر بہرہ اندوز تھیں۔ تاریخ ادب طب میں بھی ید طولیٰ حاصل تھا۔ اطبائے عرب جو دوائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتاتے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کو یاد کرلیتیں۔

جن موقعوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برہمی کا اندیشہ ہوتا اس وقت بھی سیدہ رضی اللہ عنہا سوال اور بحث سے باز نہیں آتی تھیں۔

واقعہ:

ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بات پر آزردہ ہوکر ایلا کرلیا تھا یعنی عہد فرمایا تھا ایک ماہ تک ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس نہ جائیں گے چنانچہ ۲۹ دن تک

آپ ﷺ ایک بالا خانہ پر تشریف فرما رہے تمام ازواج پاک بے قرار تھیں۔ مہینہ ۲۹ دن کا تھا آپ ۳۰ ویں دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے آئے۔ اس واقعہ پر نکتہ چینی کرنا بظاہر آپ ﷺ کو آزردہ کرنا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی ''آپ ﷺ ایک دن پہلے کیوں تشریف لائے'' فرمایا ''عائشہ رضی اللہ عنہا مہینہ ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے''۔ (بخاری شریف)

واقعہ:

ایک بار تہجد کے بعد بے وتر پڑھے آپ ﷺ نے سونا چاہا عرض کی ''آپ وتر پڑھے بغیر سوتے ہیں'' ارشاد ہوا ''عائشہ رضی اللہ عنہا میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا''۔ (بخاری)

بظاہر یہ سوال گستاخی معلوم ہوتی ہے لیکن اگر وہ جرأت نہ کرتیں تو امتِ محمدیہ حقیقت سے ناآشنا رہتی۔

الغرض ہر معاملہ میں رسالت مآب ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تعلیم و تربیت فرمایا کرتے تھے واقعہ تحریم سے مراد شرعی تحریم نہیں بلکہ کسی چیز کے استعمال سے احتراز مراد ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم)

ایلاء:

لغوی معنی اپنی منکوحہ بیوی سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھائے کہ میں اپنی زوجہ سے ایک ماہ یا دو ماہ (چار ماہ یا اس سے کم) صحبت نہ کرے گا شرعاً ایلاء یہ ہے کہ چار ماہ یا اس سے زائد تک زوجہ سے جماع نہ کرنے کا (تفہیم الفقہ ڈاکٹر محمد اسلم خاکی) تحریم ہی کے باعث ایلاء کا واقعہ پیش آیا۔ آیات تخیر سورۃ احزاب آیت ۲۸، ۲۹ کے نزول پر تمام ازواج رضی اللہ عنہن نے دنیا کی بجائے آخرت کو اختیار کیا۔

خانہ داری:

گھر کی کل کائنات ایک چارپائی ایک چٹائی ایک بستر ایک تکیہ تھی۔ دو مٹکے، پانی کا ایک برتن، پیالہ تھا۔ مسکن مبارک منبع انوار تھا لیکن راتوں کو چراغ جلانا بھی صاحب مسکن ﷺ کی استطاعت سے باہر تھا۔ (بخاری شریف)

چالیس راتیں گزر جاتیں گھر میں چراغ نہیں جلتا تھا۔ کھانا پکنے کی نوبت کم آتی۔ گھر میں مہینہ مہینہ آگ نہیں جلتی تھی۔ (مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ) بخاری شریف میں ایک مہینہ کا ذکر ہے۔

جس دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں قیام کی باری ہوتی صحابہ رضی اللہ عنہم قصداً ہدیے بھیجا کرتے۔ (بخاری) کم سنی کی بھول چوک سے وہ بری نہ تھیں آٹا گوندھ کر رکھتیں اور سو جاتیں بکری آتی اور کھا جاتی۔ (بخاری شریف)

خانگی کا انتظام سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے سپرد تھا۔ جب وصال فرمایا (مختارِ دو جہان ﷺ نے) سارا عرب مسخر ہو چکا تھا ہر طرف سے بیت المال میں خزانے لدے آئے تھے۔ تاہم وصال کے دن گھر میں ایک دن گزارنے کا سامان بھی نہ تھا۔ (ترمذی شریف) جس دن وظیفہ آتا اسی دن گھر میں فاقہ ہوتا یعنی سارے کا سارا فی سبیل اللہ خیرت کر دیا جاتا۔

محبت کا واقعہ:

ایک سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سواری کا اونٹ بدک گیا ایک طرف بھاگا۔ آپ ﷺ اس قدر بے قرار ہوئے کہ بے اختیار زبان مبارک سے نکل گیا میری دلہن! (مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)

بوقت وصال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے زانوں پر سر رکھے وفات

پائی۔(بخاری) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت بوجہ ان کے حسن و جمال کے نہ تھی۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا، سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا، سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بھی حسین تھیں۔ان کا ذکر محاسن احادیث و تاریخ و سیر کی کتابوں میں ہے حالانکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اس قدر ذکر حسن و جمال نہیں ہے۔

بحوالہ ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ مسند عائشہ رضی اللہ عنہا، مسلم، ابو داؤ، راوی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ شادی کے لئے عورت کا انتخاب چار اوصاف کی بنا پر ممکن ہے دولت حسن، حسب و نسب دینداری، محبت کی وجہ فہم مسائل اجتہاد فکر اور حفظ احکام تھی۔ ''عائشہ رضی اللہ عنہ کو عورتوں پر اس طرح فضیلت ہے جس طرح ثرید کو تمام کھانوں پر''۔

(کتب صحاح شریف)

شوہر سے محبت:

بہت زیادہ تھی بلکہ عشق تھا۔اس بارے میں کئی واقعات ملتے ہیں۔

بیوی کی مداراۃ کا واقعہ:

ایک بار عید کا دن تھا حبشی عید کی خوشی میں نیزے ہلا ہلا کر پہلوانی کے کرتب دکھا رہے تھے۔سیدہ رضی اللہ عنہا نے یہ تماشا دیکھنا چاہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے اور وہ پیچھے کھڑی ہوگئیں اور جب تک وہ خود تھک کر نہ ہٹ گئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم برابر اوٹ کئے کھڑے رہے۔(بخاری شریف)

اس قسم کے کئی واقعات کتبِ احادیث میں ہیں جن سے ثابت ہے کہ حضور رحمتِ عالیمان صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہا کی مدارات کا خوب لحاظ فرماتے۔

دل بہلانا:

کبھی کبھی دل بہلانے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہانی بھی کہا کرتے تھے ایک دن

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک کہانی بیان کرنا شروع کی۔

کہانی:

ایک دن گیارہ سہیلیاں ایک جگہ مل کر بیٹھی تھیں۔ طے پایا ہر ایک اپنے اپنے شوہر کا حال سنادے۔

پہلی:

پہلی بولی میرا شوہر اونٹ کا وہ گوشت ہے جو کسی پہاڑ پر رکھا ہو نہ میدان ہے کہ وہاں تک کوئی پہنچ جائے اور نہ گوشت ہی اچھا ہے کہ اس کو کوئی اٹھائے۔

دوسری:

دوسری نے کہا میں اپنے شوہر کا حال بیان نہیں کروں گی اگر بیان کروں تو اس قدر لمبا ہے کہ ڈر ہے کہ چھوڑ نہ جاؤں اور اندر باہر کا سب حال نہ کہہ دوں۔

تیسری:

تیسری نے کہا میرا شوہر بڑا سخت ہے بولوں تو طلاق پا جاؤں اور چپ رہوں تو سمجھو کہ بیاہی ہوں نہ بن بیاہی۔

چوتھی:

چوتھی بولی میرا شوہر حجاز کی رات ہے نہ گرم نہ سرد نہ ڈر نہ ملال۔

پانچویں:

پانچویں بولی میرا شوہر گھر آتا ہے تو چیتا بن جاتا ہے باہر جاتا ہے تو شیر ہو جاتا ہے۔

چھٹی:

چھٹی نے کہا میرا شوہر ساتھ کھاتا ہے اور اکیلا سب چٹ کر جاتا ہے پیتا

ہے تو سب سڑپ جاتا ہے لیٹتا ہے تو سب اوڑھ لیتا ہے۔

ساتویں:

ساتویں بولی میرا شوہر بے وقوف اور نامرد ہے کبھی سر پھوڑ دے کبھی کچھ توڑ دے۔

آٹھویں:

آٹھویں بولی میرا شوہر چھونے میں خرگوش سونگنے میں کوسم ہے۔

نویں:

نویں بولی میرے شوہر کا بڑا مکان ہے امیر ہے اس کی تلوار کا پرتلا لمبا ہے چولھے میں راکھ کا ڈھیر ہوتا ہے۔

دسویں:

دسویں بولی میرا شوہر مالک ہے اس کے اونٹوں کا بڑا گلہ ہے وہ چرنے نہیں جاتے۔ (بخاری شریف)

گیارھویں:

گیارہویں بولی میرے شوہر کا نام ابو ذرع ہے اس نے زیوروں سے میرے کان اور چربی سے میرے بازوں بھر دئے۔ مسرت سے میرا دل خوش کر دیا بکری والے کے گھرانے میں مجھے پایا لیکن ہنہنانے والے گھوڑوں، بلبلانے والے اونٹوں غلہ ملنے والوں اور پھٹکنے والے مزدوروں میں لا کر مجھے رکھ دیا بولتی ہوں تو کوئی برا نہیں کہتا سوتی ہوں تو صبح کر دیتی ہوں پیتی ہوں تو سب پی جاتی ہوں ام ابی زرع۔ امّ ابی ذرع کیسی ہے؟ اس کے کپڑوں کی گٹھڑی بھاری اور اس کے رہنے کا گھر وسیع ہے ابوذرع کا بیٹا کیا ہے سوتا ہے تو ننگی تلوار معلوم ہوتا

ہے۔ بیٹی کیسی ہے؟ والدین کی فرمانبردار اور سوکن کے لیے رشک۔ ابو ذرع کی لونڈی؟ گھر کی کوئی بات باہر نہیں کرتی اناج کو فضول برباد نہیں کرتی۔ گھر کو کوڑے سے نہیں بھرتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تحمل کے ساتھ یہ کہانی سنتے رہے پھر فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا: میں تمہارے لیے ایسا ہی ہوں جیسا ابو ذرع ام ذرع کے لیے...... یہ واقع امامِ غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں بھی نقل فرمایا ہے۔ بخاری شریف میں بھی ہے نسائی شریف میں بھی ہے۔

ساتھ کھانا:

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ایک دستر خوان بلکہ ایک ہی برتن میں کھانا کھاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہی ہڈی چُوستے جس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چُوستی تھیں۔ پیالہ میں وہیں منہ رکھ کر پیتے جہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا منہ لگاتی تھیں۔ (مسند احمد رحمۃ اللہ علیہ 'ابوداؤد)

واقعہ:

ایک بار ایک ایرانی پڑوسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی: فرمایا! سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ہوں گی اس نے کہا "نہیں" ارشاد ہوا میں بھی قبول نہیں کرتا۔

- میزبان دوبارہ آیا اور پھر یہی سوال و جواب ہوا اور وہ واپس چلا گیا تیسری دفعہ پھر آیا۔ عرض کی عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھی دعوت ہے اسکے بعد حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس کے گھر گئے۔ یہ غالباً ہجرت کے اوائل سال کا ہوگا، محدثین بیان کرتے ہیں: تنہا دعوت قبول نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اس روز خانۂ نبوی شریف میں فاقہ تھا۔ مروّت اور لُطف و اخلاق سے دور سمجھا کہ گھر میں بیوی کو بھوکا چھوڑ کر خود شکم سیر کریں۔ پڑوسی نے دوبار اس لیے انکار کیا کہ سامان صرف ایک ہی کیلئے تھا تیسری بار کچھ اور سامان کر کے حاضر ہوا۔ (مسلم شریف میں یہ حدیث ہے)

ساتھ دوڑنا:

حضور سپہ سالارِ اعظم دنیا و دین و آخرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہسواری اور تیر اندازی کا بڑا شوق تھا۔ ایک غزوہ میں حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا رفیقِ سفر تھیں۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو آگے بڑھ جانے کا حکم دیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا آؤ دوڑیں۔ یہ دبلی پتلی تھیں آگے نکل گئیں۔ کئی سال بعد اسی قسم کا پھر ایک موقع آیا، اب عائشہ رضی اللہ عنہا بھاری بھرکم ہو گئی تھیں اب کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے۔ فرمایا ''عائشہ رضی اللہ عنہا یہ اُس دن کا جواب ہے'' (سُنن ابو داؤد)

ناز و انداز:

ایک بیوی اپنے شوہر سے باتیں کرتی ہے...... محبوبانہ ناز سے باتیں ہوتی ہیں۔ (بخاری تفسیر احزاب دیکھئے)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ ''عائشہ رضی اللہ عنہا جب تم مجھ سے خوش رہتی ہو یا ناراض ہوتی ہو مجھ کو پتہ لگ جاتا ہے ناراض ہوتی ہو تو ابراہیم علیہ السلام کے خدا کی قسم اور خوش ہو تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کی قسم کھاتی ہو'' عرض کی ''صرف زبان سے نام چھوڑ دیتی ہوں'' (بخاری شریف)

خدمت گزاری:

اپنا کام خود کرتیں۔ (ادب المفرد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

آٹا خود پیستی تھیں۔ (بخاری واقعہ افک) خود گوندھتی اور پکاتی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ اقدس میں اپنے ہاتھ سے کنگھا کرتی تھیں۔ (بخاری اعتکاف) جسم مبارک میں عطر مل دیتی تھیں۔ (بخاری حج) کپڑے خود دھوتیں۔ (بخاری، غسل، ابوداؤد)

اطاعت:

نو برس سے کسی حکم کی کبھی مخالفت نہیں کی۔ حدیث شریف۔

''عورتوں کا جہاد حج سے'' اس لیے کوئی سال حج سے خالی نہ گیا۔

(بخاری حج النساء)

باہمی مذہبی زندگی:

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر عبادت فرمایا کرتیں۔

فرائضِ نبوت گھر میں:

حضور حریص المؤمنین صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں آ کر فرائضِ نبوت کو بھول نہیں جاتے تھے۔ حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان باتوں میں مشغول ہوتے دفعۃً اذان ہوتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ جاتے پھر یہ معلوم ہوتا کہ ہم کو پہچانتے بھی نہیں۔

غزوہ تبوک:

غزوہ تبوک سے جب فاتحانہ مراجعت فرمائی تو حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خوشی میں خیر مقدم کے طور پر ایک مصور پُر نقش و نگار پردہ آویزاں کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دروازہ پر قدم رکھا چہرۂ اقدس کا رنگ متغیر ہوگیا عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قصور معاف ہو کیا خطا ہوئی؟ ارشاد فرمایا کہ: ''عائشہ رضی اللہ عنہا ہم کو خدا نے اینٹ اور مٹی کی آرائش کے لیے دولت نہیں دی''۔

ایک شب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور پھر چپکے سے اُٹھ کر باہر روانہ ہو گئے۔ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی چپکے چپکے پیچھے روانہ ہوئیں۔ بقیع شریف کے قبرستان میں پہنچے، ہاتھ اٹھا کر دعا میں مشغول ہو گئے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا چھپی کھڑی رہیں واپسی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ لیا حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا لپک کر کمرے میں داخل ہو گئیں پوچھا" عائشہ رضی اللہ عنہا یہ کیا تھا؟" عرض کی میرے ماں باپ قرب اور واقعہ بیان فرما دیا یہ واقعہ مختلف الفاظ میں تمام کتب احادیث میں مذکور ہے۔

ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک یہودی کو سختی سے جواب دیا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو موت کی بددعا دی تھی تو رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" خدا مہربان ہے وہ نرمی کو پسند کرتا ہے"۔ (مسلم شریف)

گو ریشم اور سونے کا استعمال اسلام میں عورتوں کے لئے مباح ہے۔ لیکن چونکہ دنیا کے آرائشی تعلقات سے آپ کو طبعاً نفرت تھی۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ناپسند تھا۔

ایک مرتبہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سونے کے کنگن پہنے فرمایا" میں تم کو اس سے بہتر تدبیر نہ بتاؤں"؟ تم ان کو اتار دو چاندی کے دو کنگن بنوا کر ان پر زعفران کا رنگ چڑھا دو"۔ (نسائی شریف)

ممانعت:

راوی عائشہ رضی اللہ عنہا ہم کو پانچ چیزوں کے استعمال سے منع فرمایا۔ یعنی ریشمی کپڑے سونے کے زیور، سونے اور چاندی کے برتن، سرخ نرم گدے، اور کتان آمیز ریشمی کپڑے۔ (مسند جلد ۶ ص ۲۲۸) (ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لئے ان کو پسند نہیں فرمایا گیا ریشمی کپڑے اور سونے کے زیور کو)

واقعہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آٹا پیسا۔ ٹکیاں پکائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں مشغول ہوئے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آنکھ لگ گئی پڑوسن کی بکری آئی ان کو

کھا گئی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا دوڑیں کہ بکری کو ماریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہمسایہ کو تکلیف نہ دو۔ (ادب المفرد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

عرب شریف میں سوسمار کھانے کا دستور تھا۔ آ صلی اللہ علیہ وسلم پسند نہ فرماتے تھے۔ کسی نے اس کا گوشت تحفۃً بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کھایا۔ عرض کی 'محتاجوں کو نہ کھلا دیں'' فرمایا ''جس کو تم خود پسند نہ کرو وہ دوسروں کو بھی نہ کھلاؤ''۔

(مسند جلد ۶ ص ۱۶۳)

سوکنوں کے ساتھ برتاؤ:

عورت کے لئے دنیا کی سب سے تلخ چیز ایک سوکن کا وجود ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک سے لے کر آٹھ آٹھ سوکنوں تک ایک ساتھ رہی ہیں۔ تاہم یہ آئینے ہر قسم کے زنگ و غبار سے پاک تھے بوجہ شرفِ صحبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باہمی اتحاد، اتفاق پیار محبت رہی کوئی اختلاف نہ ہوتا۔ دل صاف تھے واقعات میں کہیں کہیں جو بدنمائی ہے وہ درحقیقت منافقوں کی بنائی ہوئی ہے۔

سوتیلی اولاد کے ساتھ سلوک:

سوتیلی اولاد کے ساتھ بھی بہترین سلوک تھا۔ باہمی پیار و محبت تھی اگر کہیں بدنما نقشہ کی نامعقول راوی نے کھینچا ہے تو وہ غلط اور مُشتبہ ہے۔

رافضی خارجی اور منافق ایسی نامناسب بات کرتے ہیں۔

واقعہ افک:

جناب سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں اسلام کے مخلص وفا شعار محبت والے دوست ملے تھے، نفاق پرور عداوت پیشہ اور غدار دشمن بھی ہاتھ آئے تھے۔ دشمنوں کی کوششوں کی سب سے ذلیل مثال افک یعنی حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے کا واقعہ ہے۔ منافق گروہ کے سب سے بڑے دشمن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ اسی بناء پر حرمِ نبوت اور بارگاہِ خلافت کی شہزادیوں عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے بدنام کرنے میں منافقین کی ناکام کوششوں کا بڑا حصہ صرف ہوا۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ جب کسی سفر میں جاتے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے دبی کے نام پر قرعہ پڑتا وہ معیت کے شرف سے ممتاز ہوتیں۔ نجد کے قریب مریسیع نام بنی مصطلق کا ایک پیشہ تھا، شعبان ۵ھ میں مسلمان چشمہ کے پاس دن سے معرکہ آرا ہوئے تھے۔ چونکہ یہ معلوم تھا یہاں خونریز لڑائی نہیں ہوگی اس لیے منافقوں کی کثیر تعداد فوج میں شریک تھی۔ اس سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ساتھ تھیں۔ چلتے وقت اپنی بہن سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کا ایک ہار عاریۃً مانگ لیا تھا۔ ہار کی لڑیاں کمزور تھیں اس وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۱۴ برس کی تھی۔ سفر میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے محمل پر سوار ہوئیں۔ ساربان محمل اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیتے اور چل پڑتے۔ اس وقت دبلی پتلی ہلکی پھلکی تھیں، محمل اٹھانے میں معلوم محسوس نہیں ہوتا تھا کہ اس میں سوار ہے یا نہیں۔ سفر سے واپسی پر منافقین نے کئی بار شرارتیں کیں۔ ایک دفعہ قریب تھا کہ مہاجرین اور انصار تلواریں کھینچ کر باہم کٹ مریں، شریروں نے انصار کو سمجھایا کہ وہ اسلام کی مالی خدمت چھوڑ دیں۔ عبداللہ بن ابی منافقوں کا رئیس تھا اس نے برملا کہا:

''اگر ہم مدینہ واپس پہنچے تو معززین ان ذلیل لوگوں کو مدینہ سے نکال دیں گے، حالانکہ ساری عزت تو صرف اللہ۔ رسول۔ اور ایمان والوں کے لیے ہے۔ مگر منافقوں کو علم ہی نہیں۔'' (سورۃ منافقون آیت ۸)

ایک جگہ رات کو قافلے نے قیام کیا۔ پچھلے پہر وہ روانگی کو تیار تھا حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کے لیے قافلہ سے ذرا دور نکل کر باہر آڑ میں چلی گئیں۔ فارغ ہو کر لوٹیں، گلے پر ہاتھ پڑ گیا دیکھا تو ہار نہ تھا۔ ایک کم سنی اور پھر مانگے کی چیز گھبرا کر وہیں ڈھونڈنے لگیں۔ ساربان حسبِ دستور محمل کو اونٹ پر رکھ کر روانہ ہو گئے۔ ہار مل گیا قافلہ چل چکا تھا۔ مجبوراً چادر اوڑھ کر وہیں پڑی رہیں۔ صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ صحابی تھے جو ساقہ یعنی گری پڑی چیزوں کے انتظام کے لیے لشکر کے پیچھے رہتے تھے، پڑاؤ پر آئے۔ حکمِ حجاب سے پہلے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا تھا۔ پہچان لیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ پڑھا۔ آواز سن کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اٹھیں۔ صفوان رضی اللہ عنہ نے اونٹ بٹھایا، سوار کیا چل پڑے۔ یہ معمولی واقعہ تھا۔ عبداللہ بن ابی نے شبہ کیا نعوذ باللہ اب وہ پاک دامن نہ رہیں۔ نیک لوگوں نے یہ سن کر فوراً کہا ......سُبْحَانَ اللّٰہِ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ...... عبداللہ بن ابی کے علاوہ مدینہ شریف میں تین اور آدمی اس سازش میں شامل ہو گئے۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا، مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ حالانکہ دو اوّل الذکر سفر میں شریک بھی نہ تھے۔ حسان رضی اللہ عنہ کو صفوان رضی اللہ عنہ کی بدنامی پر مسرت تھی۔ حمنہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں۔ مسطح رضی اللہ عنہ پر تعجب ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عزیز بھی تھے۔ مال اور امداد بھی لیتے تھے۔ اب تک آپؓ ان واقعات سے بے خبر تھیں۔ اتفاقاً سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ایک شب مسطح کی ماں کے ساتھ قضائے حاجت کو باہر جا رہی تھیں۔ مسطح کی ماں نے بیٹے کو بد دعا دی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہائے تم ایک صحابی کو گالی دیتی ہو۔ ماں نے واقعہ بیان کیا۔ سُننے پر ان کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ سیدھی میکے آئیں۔ غش کھا کر گر پڑیں۔ والدین رضی اللہ عنہما نے سنبھالا اور گھر رخصت کیا۔ بخار شروع ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے کھڑے کھڑے پوچھ لیتے۔ با اجازت پھر میکے آ گئیں۔ والدین رضی اللہ عنہما دلاسہ دیتے۔ صفوان رضی اللہ عنہ کو علم ہوا تلوار لے کر

حسان رضی اللہ عنہ کی تلاش میں نکلے، وار کیا۔ اگرچہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بے گناہی مسلم تھی، تاہم شریروں کی زبان بندی کے لیے تحقیق ضروری تھی۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے تسکین دی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا خادمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھ لیجئے۔ خادمہ رضی اللہ عنہا نے کہا خدا کی قسم جس طرح سونا کھرے سونے کو جانتا ہے اس طرح میں بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کو جانتی ہوں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے فرمایا: ''مسلمانو! اس شریر کو میری طرف سے کون سزا دے گا، جس کی نسبت مجھے شرم ہے کہ وہ اہلِ بیت پر عیب لگاتا ہے'' سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر ہمارے قبیلہ کا ہو تو ابھی اس کا سر اڑا دیں گے۔ اگر خزرج میں سے ہے آپ حکم دیں تعمیلِ ارشاد کو تیار ہیں۔

معاملہ طول پکڑا:

دونوں قبیلوں کو چُپ کرا دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ فرمایا: ''اگر مجرم ہو تو بہ کرو ورنہ خدا تمہاری پاکی کی گواہی دے گا'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''اگر میں اقرار کرلوں حالانکہ خدا جانتا ہے میں بالکل بے گناہ ہوں تو اس الزام کے صحیح ہونے میں کسی کو شک رہ جائے گا؟'' اگر انکار کروں لوگ کب یاد کریں گے؟ میرا حال اس وقت یوسف علیہ السلام کے باپ (سوچنے پر بھی حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام یاد نہ آیا خود کہتی ہیں) کا سا ہے۔ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ جنہوں نے کہا تھا۔

اب وہ وقت تھا کہ عالمِ غیب کی زبان گویا ہو۔ وحی کی کیفیت طاری ہوئی پھر مسکراتے ہوئے سر اٹھایا پیشانی پر پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح ڈھلک رہے تھے یہ آیات تلاوت فرمائیں (سورۃ نور آیت نمبر ۱۱)

اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ

هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○

"بے شک جنہوں نے جھوٹی تہمت لگائی ہے وہ ایک گروہ ہے تم میں سے تم اسے اپنے لئے برا خیال نہ کرو بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے لئے۔ ہر شخص کے لئے اس گروہ میں سے اتنا گناہ ہے جتنا اس نے کمایا اور جس نے سب سے زیادہ حصہ لیا ان میں سے تو اس کیلئے عذابِ عظیم ہوگا"

آیت نمبر ۱۲ ترجمہ:

"ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ افواہ سنی تو گمان کیا ہوتا مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنوں کے بارے میں نیک گمان اور کہہ دیا ہوتا کہ یہ تو کھلا ہوا بہتان ہے" هٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ۔

آیت نمبر ۱۳ کا ترجمہ:

"اگر وہ سچے تھے تو کیوں نہ پیش کر سکے اس پر چار گواہ پس جب وہ پیش نہیں کر سکے گواہ تو معلوم ہو گیا کہ وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے ہیں" فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ۔

آیت نمبر ۱۴ کا ترجمہ:

"اور اگر نہ ہوتا اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت دنیا اور آخرت میں تو پہنچتا تمہیں اس سخن سازی کی وجہ سے سخت عذاب"۔ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔

آیت نمبر ۱۵ کا ترجمہ:

"جب تم ایک دوسرے سے نقل کرتے تھے اس بہتان کو اپنی زبانوں سے اور کہا کرتے تھے اپنے مونہوں سے ایسی بات جس کا تمہیں کوئی علم

ہی نہ تھا نیز تم خیال کرتے کہ یہ معمولی بات ہے حالانکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی تھی"۔ وَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ۔

آیت نمبر ۱۶ کا ترجمہ:

"اور اب کیوں نہ ہوا جب تم نے یہ افواہ سنی تو تم نے کہہ دیا ہوتا ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم گفتگو کریں اس کے متعلق اے اللہ تو پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے"۔ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ

آیت نمبر ۱۹ میں بھی کلمہ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (دردناک عذاب) آیا ہے۔
آیت نمبر ۲۳ میں پھر فرمایا گیا تہمت لگانے والوں پر عذاب عظیم۔ یہ آیات خصوصی طور پر ام المومنین کے لئے نازل کی گئیں۔

آیات مبارکہ کے نزول کے بعد ماں نے کہا بیٹی اٹھو اور شوہر صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم لو عائشہ نے کہا "میں صرف خدا کی شکر گزار ہوں گی کسی اور کی ممنون نہیں" کیا بے مثل عظیم ترین عظمت ہے صدیقہ رضی اللہ عنہا کائنات کی !!!

تین مجرموں کو اسی اسی (۸۰) کوڑے کی سزا دی گئی یہ مسلسل واقعہ بخاری، مسلم و دیگر کتب میں موجود ہے۔ (بالتفصیل)

نوٹ: ولیم مور نے "لائف آف محمد" میں عجیب وغریب تاریخی ادبی غلطیاں کی ہیں اور سراسر غلط لکھا ہے۔

اس واقعہ میں اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کو اپنے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سخت امتحان بھی دینا پڑا رب نے طیبہ فرمایا مغفرت اور رزق کریم کی بشارت سنائی بہتان سے ان کی شان میں ذرا بھی فرق نہ آیا، بلکہ رتبہ بڑھ گیا ان کی پاک اور طہارت کی آواز سے زمین و آسمان گونج اٹھے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طہارت کے بیان کی قیامت تک تلاوت ہوتی رہے گی ...... اَلطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَ

الطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ......

وہ جو سورۂ نور، جن کی گواہ
ان کی نورانی صورت پہ لاکھوں سلام

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طہارت کا اندازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت سے کرنا ہو گا ان کے رنج و غم سے والدین رضی اللہ عنہ اہل ایمان رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کو صدمہ پہنچا مولانا نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں: (بحوالہ کنز الایمان مع تفسیر) سورۃ نور کی پہلی آیت کریمہ ہی قابلِ صد غور ہے۔

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَ فَرَضْنٰهَا وَ اَنْزَلْنَا فِیْهَاۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۝

''یہ ایک سورۃ عظیم الشان ہم نے اتاری اور ہم نے اس کے احکام فرض کئے اور ہم نے اس میں روشن آیات نازل فرمائیں کہ تم دھیان کرو نصیحت قبول کرو''۔

سورۃ کا آغاز کس جلال اور تمکنت سے ہوا جلالتِ شان و کبریائی نمایاں ہے جمع متکلم کے صیغے میں دبدبہ اور عظمت ہے جس نے جھوٹی تہمت لگائی ہے اس کے لئے عذاب عظیم کھلا ہوا بہتان پھر عذابٌ عظیم فرمایا کس قدر عظیم بات ہے پھر بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ فرمایا گیا۔

قرآن مجید کے الفاظ رب تعالیٰ کے الفاظ ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا منافقین جھوٹے اور اُمّ المومنین بالکل پاک ہیں۔ رب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کو مکھی بیٹھنے سے محفوظ رکھا۔ مکھی نجاست پر بیٹھتی ہے، کیسے ہو سکتا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بد عورت کی صحبت سے محفوظ نہ رکھے۔ سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے بھی طہارت بیان فرمائی فرمایا'' اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا

سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا تاکہ سائے پر کسی کا قدم نہ پڑے رب آپ ﷺ کے اہل کو محفوظ نہ رکھے کیسے ممکن ہے؟ کہ آپ رضی اللہ عنہا پاک دامنہ نہ ہوں" سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا رب تعالیٰ نے نعلین شریف اتارنے کا حکم دیا جسے ایک جوں کا خون لگا جو پروردگار نعلین کی اتنی سی آلودگی گوارا نہ فرمائے، ممکن نہیں وہ آپ ﷺ کے اہل کی آلودگی گوارا کرے۔ اس طرح بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم صحابیات رضی اللہ عنہن نے قسمیں کھائیں۔ آیات کے نزول سے قبل ہی سب کے دل مطمئن تھے۔ قرآن مجید میں کسی گناہ پر ایسی تشدید تکرار تاکید تغلیظ نہ فرمائی گئی جیسی حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھنے پر۔

بحوالہ شرح مسلم مصنف علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ ص ۵۴۸ باب ۹۹۴ فی حدیث الافک حدیث نمبر ۶۸۹۲ خلاصہ ومفہوم وغا کہ (یہاں وہ بات عرض کرنے کی کوشش ہوگی جو پہلے بیان نہ کی جاچکی ہو) بے شمار راوی عن عائشہ رضی اللہ عنہا...... ہار یمن کی سیپیوں کا تھا۔ بخدا صفوان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی۔ ایک ماہ تک بیمار رہیں تہمت مشہور ہو رہی تھی...... مِسطح بدر میں حاضر تھے تہمت کا سُن کر بیماری میں اضافہ ہوا باندی کا نام بریرہ رضی اللہ عنہا...... عائشہ رضی اللہ عنہا: "میں نے اللہ سے مدد طلب کی ہے"...... جن کے بارے میں تہمت لگائی گئی تھی۔

صفوان رضی اللہ عنہ کا بیان" میں نے کبھی عورت کا پردہ نہیں کھولا" وہ نامرد تھے۔ وہ شہید بھی ہوئے۔ (بحوالہ حدیث ۶۸۹۳ اور ۶۸۹۴)

حضور نبی الانبیاء ﷺ اتمام حُجت کے لئے پوچھتے رہے اور وحی کے انتظار میں رہے۔ حضور انور ﷺ غمگین تھے کہ بے عیب پر تہمت لگی۔ (ص ۵۶۰) کسی نبی کی زوجہ نے کبھی بدکاری نہیں کی۔

علمائے شیعہ میں سے (۱) ابوجعفر طوسی کا بیان "تہمت لگانے والا جھوٹا ہے"

(ص ۵۱۲)(۲) شیخ فتح اللہ کاشانی اور (۳) شیخ طبرسی کا بھی یہی بیان مذکور ہے۔

سورۃ توبہ آیت ۱۱ تا ۲۰ مع ترجمہ تلاوت فرمائیے۔ یہ منافق اور کفار کے بارے میں ہیں۔ (الراقم)

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوار ہوتے وقت فرمایا تھا حسبی اللہ ونعم الوکیل اور صفوان رضی اللہ عنہ سے کچھ نہ کہا تھا۔

ص ۵۶۶ حدیث افک سے استنباط شدہ مسائل پچاس (۵۰) ہیں۔ جو علامہ سعیدی صاحب نے تحریر فرمائے ہیں

(بحوالہ شراح مسلم از علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ)

۱) حدیث کے متعدد قطعات راویوں نے بیان کئے حدیث کی تقطیع کرنا جائز ہے اس پر اجماع ہے۔

۲) ازواج کے متعلق برائے سفر قرعہ اندازی کا جواز۔

۳) ازواج کے غزوات میں شرکت کا جواز۔

۴) خواتین کا اونٹ پر سواری اور کجاوہ میں بیٹھنے کا جواز۔

۵) سفر میں مردوں کا خواتین کی خدمت کا جواز۔

۶) لشکر کی روانگی امیر کے حکم پر موقوف ہونا۔

۷) بیوی کا شوہر کی اجازت کے بغیر قضائے حاجت کیلئے جانے کا جواز۔

۸) سفر میں ہار پہننا۔

۹) غیر محرم عورت کا کجاوہ میں بیٹھنا اور غیر محرم سے بلاضرورت بات نہ کرنا۔

۱۰) عورتوں کو کم کھانے کا استحسان۔

۱۱) بعض کا برائے نگہبانی اشیاء لشکر کے پیچھے رکھنا۔

۱۲) غمگین کی مدد کرنا۔

۱۳) خواتین کے ساتھ ادب سے پیش آنا۔

۱۴) ایثار کا درس صفوان رضی اللہ عنہ خود پیدل چلے۔

۱۵) بوقت مصیبت انا للہ و انا الیہ راجعون کہنا۔

۱۶) اجنبی سے پردہ کا بیان۔

۱۷) بغیر طلب کے قسم کھانے کا بیان۔

۱۸) جس پر تہمت لگے اس سے ذکر نہ کرنا ایک ماہ تک عائشہ رضی اللہ عنہا کو کسی نے نہ بتایا۔

۱۹) بیوی کے ساتھ حسنِ معاشرت کرنا۔

۲۰) تہمت پر لطف میں کمی کرنا، تا کہ بیوی وجہ دریافت کرے۔

۲۱) عورت قضائے حاجت کے لئے اپنے ساتھ خاتون کو لے جائے۔

۲۲) مریض سے اس کا حال پوچھنا۔

۲۳) تہمت لگانے والے کو برا جاننا مثل اُمِ مِسطح رض۔

۲۴) اہل بدر کی فضیلت۔

۲۵) اہل بدر پر حد لگ سکتی ہے مِسطح رض پر قذف جاری ہوئی۔

۲۶) کسی قانون کا موثر بہ ماضی ہونا۔

۲۷) میکے جانے پر خاوند سے اجازت لینا۔

۲۸) تعجب پر سبحان اللہ کہنا۔

۲۹) خانگی امور میں احباب واقارب سے مشورہ۔

۳۰) تحقیق کرنا۔

۳۱) امام کا لوگوں سے خطاب کرنا۔

۳۲) مسلمانوں سے شکایت کرنے کا جواز۔

۳۳) صفوان رضی اللہ عنہ کے فضائل ظاہر ہوئے۔

۳۴) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی فضیلت۔

۳۵) فتنہ کو کو زیر کرنا۔

۳۶) توبہ پر ترغیب دینا۔

۳۷) چھوٹوں کا بڑوں کی موجودگی میں بڑوں کو بات کرنے کا کہنا۔

۳۸) آیات سے استشہاد کرنا۔

۳۹) جسے نعمت ملے اسے مبارک باد دینا۔

۴۰) قطعی برأت قرآن میں منصوص ہے جو شک کرے وہ کافر ہے۔

۴۱) نعمت پر شکر کرنا۔

۴۲) اولوالفضل والی آیات کا نزول۔

۴۳) رشتہ دار کی بدسلوکی پر بھی ان سے حُسن سلوک کرنا۔

۴۴) بدسلوکی سے درگزر۔

۴۵) نیکی میں صدقہ خیرات کرنا۔

۴۶) نیکی نہ کرنے کی قسم توڑ دے اور کفارہ دے۔

۴۷) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت۔

۴۸) خلق عائشہ رضی اللہ عنہا کی عظمت کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی مدافعت فرماتی تھیں۔

۴۹) مسلمانوں کا اپنے امیر کی اہلیہ، اہل کے لئے غضب ناک ہونا۔

۵۰) متعصب کو سبّ کرنے کا جواز۔

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ابنِ سلول پر حد نہ لگائی کہ امت میں فتنہ و انتشار کا اندیشہ تھا۔ (الراقم عرض کرتا ہے جن پر حد لگی وہ صحابی رضی اللہ عنہ تھے بخشے ہوئے حد لگنے سے اور توبہ سے جرم معاف ہوا۔ مگر عبد اللہ بن ابی رئیس

المنافقین تھا اس کی بخشش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا) علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید دس مسائل بھی بیان فرمائے الراقم نے نوٹ نہیں کئے۔ واضح ہے (ایک اعتراض کا جواب) کہ امّ المومنین رضی اللہ عنہا نے تعظیم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انکار نہ کیا بلکہ یوں فرمایا ''سب سے پہلے اللہ کی حمد وثناہ بیان کروں گی جس نے اس قدر احسان عظیم فرمایا''

تیمّم کے حکم کا نزول:

ایک اور سفر میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ساتھ تھیں وہی ہار گلے میں تھا۔ قافلہ واپس ہو کر مقام ذات الجیش میں پہنچا تو وہ ٹوٹ کر گر پڑا۔ صبح قریب تھی۔ (مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پڑاؤ ڈال دیا۔ (فقط ہار کی خاطر نہیں بلکہ تیمّم کے حکم کی خاطر بھی الراقم)

وہاں پانی مطلق نہ تھا۔ نماز کا وقت آ گیا لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فوج کو کس مصیبت میں ڈال رکھا ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے دیکھا کہ مختارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے زانوں پر سرِ اقدس رکھ کر آرام فرما رہے ہیں بیٹی سے کہا ہر روز کوئی نئی مصیبت سب کے سر لاتی ہو۔ اور غصے سے ان کے پہلو میں کئی کونچے دئے لیکن وہ حضور رحیم و کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کے خیال سے ہل بھی نہ سکیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو واقعہ معلوم ہوا۔ نماز کے لئے وضو فرض تھا کئی موقعے ایسے آئے جہاں پانی نہ ملتا تھا اس موقع پر آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (النساء ۴۳ تلاوت قرآن شریف سے کرلیں)

''اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا حاجت ضروری سے فارغ ہوئے یا عورتوں سے مقاربت کی ہو اور تم پانی نہیں پاتے تو پاک مٹی کا قصد کرو اور اس سے کچھ منہ اور ہاتھ پر پھیر لو اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے''۔

وہی مجاہدین رضی اللہ عنہم جو بے چین تھے مسرت سے لبریز ہو گئے۔ فرزندانِ اسلام رضی اللہ عنہم اپنی ماں محترمہ مکرمہ مخشتمہ سیدہ، ولیہ، کاملہ، طاہرہ، طیبہ کو دعائیں دینے لگے ایک صحابی رضی اللہ عنہ حضرت اسید رضی اللہ عنہ بول اُٹھے اے صدیق کے گھر والو اسلام میں یہ تمہاری پہلی برکت نہیں (بخاری شریف) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو حرید تادیب کے لئے بے قرار تھے فخر کے ساتھ صاحبزادی کو فرمایا " جانِ پدر! مجھے معلوم نہ تھا تو اس قدر مبارک ہے تیرے ذریعے سے خدا نے مسلمانوں کو کتنی آسانی بخشی "۔ (مسند ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)

جب اونٹ اٹھایا گیا وہیں پیچھے ہار پڑا ہوا ملا۔ (نوٹ حضور نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ہار کا علم تھا اگر بتا دیتے تو تیمم کا حکم کس سبب سے آتا؟

بیوگی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف صرف اٹھارہ سال تھی جب حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا صفر ۱۱ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں جلوہ افروز ہوئے سیدہ رضی اللہ عنہا نے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا "ہائے میرا سر" کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سر درد شدت سے ہو رہا تھا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں درد شروع ہوا۔ تمام ازواج پاک رضی اللہ عنہن نے اجازت دے دی آئندہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری لمحات تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کے حجرے میں قیام فرما رہے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر اقوال افعال کا بھی ایک ایک حرف دنیا میں محفوظ رہے۔ چنانچہ وصالِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام حالات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کے ذریعے امت تک پہنچے۔

مرض کی شدت بڑھتی گئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دعائیں پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دم کرتی رہیں صبح کی نماز میں اٹھنے کی کوشش کی ہر بار غش آ گیا۔ حکم دیا ابو بکر رضی اللہ عنہ

امامت فرمائیں چنانچہ امامت کی۔ کچھ اشرفیاں تھیں خیرات کروادیں۔ آپ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینہ اقدس سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ مسواک لے کر اندر آئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مسواک نرم کر کے (اپنے دانت سے) آپ ﷺ کو دی آخری وقت میں بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کا "جوٹھا" آپ ﷺ نے منہ کو لگایا آپ ﷺ کا ہاتھ ان کے ہاتھ میں تھا فوراً ہاتھ کھینچا اللهم الرفيق الاعلىٰ (مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ) فرمایا اب تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کسی کو مرتے نہیں دیکھا تھا۔ عرض کی "یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کو بڑی تکلیف ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ثواب بھی بقدر تکلیف ہی ہے۔ دفعتہً آپ ﷺ کے بدن کا بوجھ محسوس ہوا۔ آنکھیں پھٹ گئی تھی سر اقدس تکیہ پر رکھ دیا رونے لگیں۔

(مسند امام احمد اور بخاری شریف)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب کا سب سے زرّیں باب یہ ہے کہ مرنے کے بعد انہی کے حجرے کو پیغمبر اسلام کا مدفن نصیب ہوا۔ انا لله و انا اليه راجعون۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا تھا ان کے حجرے میں تین چاند ٹوٹ کر گرے ہیں پہلا چاند سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دوسرا چاند سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تیسرا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔

(موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ) چالیس سال مزار اقدس کی مجاور رہیں قبر نبوی ﷺ کے پاس ہی سوتی تھیں ایک دن آپ ﷺ کو خواب میں دیکھا اس دن سے سونا چھوڑ دیا (ابن سعد جلد ثانی)

تیرہ برس تک (یعنی جب تک عمر رضی اللہ عنہ مدفون نہیں ہوئے) وہاں بے حجاب آیا جایا کرتی تھیں بعد میں با حجاب۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بقیہ زندگی سورۃ

احزاب آیت ۳۰ تا ۳۵ کی حرف بحرف عملی تفسیر تھی ۔ (تلاوت مع ترجمہ فرمایئے قرآن حکیم سے)۔

عام حالات ۔ عہد صدیقیؓ:

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے یہ چاہا کہ سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجیں اور وراثت کا مطالبہ کریں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یاد دلایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرا کوئی وارث نہ ہوگا، میرے تمام متروکات صدقہ ہوں گے، یہ سن کر سب خاموش ہوگئیں۔
(صحیح بخاری، کتاب الفرائض)

حقیقت تو یہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترکہ میں کچھ چھوڑا ہی نہ تھا۔ چند باغ مختلف اغراض مقاصد کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں تھے۔ ان کی انکم جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم خرچ کرتے تھے، اسی طرح خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں رہا۔

داغ بے پدری:

۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔ سوموار صبح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ''آج شب تک میرا بھی چل چلاؤ ہے'' بیوگی کے ساتھ کم عمری میں دو ہی برس کے بعد یتیمی کا داغ بھی اُٹھانا پڑا۔

عہد فاروقیؓ:

عہد فاروقی کے دور میں دیگر ازواج رضی اللہ عنہن کیلئے دس دس ہزار اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کیلئے بارہ ہزار سالانہ وظیفہ تھا (مستدرک حاکم) قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الخراج میں برا برابر بارہ ہزار سالانہ والی روایت بھی درج کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا دو ہزار زائد اسلئے دیتا ہوں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب

تھیں۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نو پیالے تیار کروائے جب کوئی چیز آتی ایک ایک پیالہ میں ڈال کر ہر خدمت میں بھیجتے۔ (امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جزیہ اہل کتاب)

عراق کی فتوحات میں موتیوں کی ایک ڈبیہ ملی۔ سب کو تقسیم مشکل تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا!

"آپ لوگ اجازت دیں تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھیج دوں سب نے بخوشی اجازت دی۔ جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے کھول کر دیکھی تو فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بڑے بڑے احسان کئے خدایا! مجھے آئندہ ان کے عطیوں کے لئے زندہ نہ رکھنا۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایثار کیا اور اپنی جگہ برائے دفن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دے دی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے شہادت کے بعد دوبارہ بھی اجازت کی گئی۔ اب تین چاند حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں آگئے اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا خواب پورا ہوا۔ سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا عہد بھی گزرا۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا عہد:

جنگ جمل کا واقعہ پیش آیا۔ جس کی تفصیل ذکر خیر ۴/۳ میں لکھی گئی ہے۔ اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا کردار عرض کیا گیا ہے۔ اگر ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سیاست میں آئیں تو وہ اس امر کا ثبوت ہے کہ مسلمان عورت کے حقوق کا دائرہ اتنا تنگ نہیں جتنا عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ پہلے جب حجاب کا حکم نہ تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بعض غزوات میں شریک رہیں۔ (جنگ احد) جنگ احد میں مسلمان خطرے کی حالت میں تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پائنچے چڑھائے مشک کاندھے پر لئے زخمیوں کو دوڑ دوڑ کر پانی پلا رہی تھیں۔ (بخاری غزوہ احد) (غزوہ خندق)

میں جب مسلمان محصور تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زنانہ قلعہ سے نکل کر جنگ کی حالت دیکھتی تھیں۔ یہ صحیح ہے کہ عورت امام جمہور اور خلافت الٰہی کے فرائض سے سبکدوش ہے لیکن یہ بھی نہیں ہے کہ کسی مسلمان عورت کو کسی حالت میں بھی پبلک کی سیاسی اور فوجی رہبری جائز نہیں۔ خصوصاً ایسی حالت میں جب ساری ملت میں فتنہ وفساد کی آگ بھڑک رہی ہو۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اما طبری رحمۃ اللہ علیہ اور ایک روایت میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دوسرے اماموں کے نزدیک عورت کو امارت اور قضاء کا عہدہ مل سکتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں بازار کا انتظام ایک عورت کے سپرد کیا تھا (طبقات ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کتاب الام امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب مسلم عورتوں کے مجمع میں ہوتیں نماز کا وقت آجاتا تو بیچ میں امام بن کر کھڑی ہوتیں۔ (مسند جلد اول)

بہر حال جنگ جمل کا حال ذکر خیر (۳) حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے تحت لکھا ہے۔ یہاں جو نئی باتیں ملیں وہی عرض کی ہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ:

- سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مدتِ خلافت صرف چار برس ہے اسکے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تختِ حکومت پر قدم رکھا۔ قریباً بیس برس پوری اسلامی دنیا کے اکیلے فرمانروا رہے۔ ان کی مدت حکومت سے دو سال پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا۔ یہاں پورے اٹھارہ سال حضرت سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جزئی اوقات کے سوا خاموشی میں گزارے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کو خط لکھا "مجھ کو مختصر سی نصیحت کیجئے"۔

جواباً نامہ مبارک:

"السلام علیکم! اما بعد! میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص انسانوں کی ناراض مندی کی پرواہ نہ کر کے خدا کی رضا جوئی کرے گا خدا انسانوں کی ناراض مندی کے نتائج سے اس کو محفوظ رکھے گا اور جو خدا کو ناراض کر کے انسانوں کی رضامندی کا طلبگار ہو گا خدا اس کو انسانوں کے ہاتھ میں سونپ دے گا۔ والسلام علیک۔"

(جامع ترمذی ابواب الزہد)

اس اشارہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یزید کی جانشینی سے آپ رضی اللہ عنہا خوش نہ تھیں۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی تدفین کا واقعہ:

۴۹ھ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مدینہ شریف میں وصال فرمایا۔ روضہ شریف میں ایک قبر کی جگہ باقی تھی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی اسی خالی جگہ میں دفن کیا جائے اگر کوئی مزاحم ہو تو جنگ وجدال کی ضرورت نہیں۔ وصیت کی تکمیل پر مروان بن حکم نے مزاحمت کی قریب تھا بنو ہاشم اور بنو امیہ کے مابین خونریز جنگ شروع ہو جائے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آ کر بیچ بچاؤ کیا۔ الغرض جنت البقیع شریف میں دفن کیے گئے۔ یہاں عائشہ رضی اللہ عنہا کا طرز عمل کیا تھا؟ شیعی مورخوں نے لکھا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا جنازے کو روکنے کے لئے چند سپاہیوں کو لے کر نکلیں، تیر چلائے، یہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی آئے اور کہا!

"ابھی جنگ جمل کی شرم مٹی نہیں تم ایک اور جنگ کے لئے آمادہ ہو"

یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا واپس چلی گئیں۔ یہ روایت طبری کے ایک پرانے فارسی ترجمہ میں جو ہندوستان میں چھپ بھی گیا ہے موجود ہے۔ حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (ص ۱۱۷ سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا) لیکن جب

اصل متن عربی مطبوعہ یورپ کی طرف رجوع کیا تو جلد ہفتم کا ایک ایک حرف پڑھنے کے بعد بھی یہ واقعہ نہ ملا۔ طبری کے اس فارسی ترجمہ میں بہت اضافے اور حذف ہیں۔ یہ روایت من گھڑت ہے۔ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ اور تمام معتبر تاریخوں میں مذکور ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بطیب خاطر اجازت دے دی۔ مروان فساد پر آمادہ تھا۔

ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ ابن البر رحمۃ اللہ علیہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ایک ہی عبارت کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت لے لی تھی۔ بعد از وصال مروان نے مخالفت کی (خلاصہ لکھا ہے)۔

وصال پاک ام المؤمنین صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا:

۵۸ھ رمضان شریف میں بیمار پڑیں۔ چند روز تک علیل رہیں کوئی خیریت پوچھتا فرماتیں "اچھی ہوں" (ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ جز نساء) فرماتیں "اے کاش میں پتھر ہوتی اے کاش میں جنگل کی بوٹی ہوتی" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تامل ہوا کہ وہ آکر تعریف نہ کرنے لگیں گے۔ بھانجوں نے سفارش کی اجازت دی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا "آپ رضی اللہ عنہا کا ازل سے نام ام المؤمنین تھا۔ آپ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب بیوی تھیں رفقاء سے ملنے میں آپ کو اتنا ہی وقفہ باقی ہے کہ روح بدن سے پرواز کر جائے۔ خدا نے آپ ہی کے ذریعہ تیمم کی اجازت دی۔ آپ کی شان میں قرآن کی آیات نازل ہوئیں، جو اب ہر محراب و مسجد میں شب و روز پڑھی جاتی ہیں۔ فرمایا "ابن عباس رضی اللہ عنہ مجھے اپنی تعریف سے معاف رکھو مجھے یہ پسند تھا کہ میں معدوم محض ہوتی۔"

یہ پوری روایت مستدرک حاکم میں ہے۔ پہلا ٹکڑا بخاری میں ہے۔

زیادہ تفسیر سورۃ نور میں ہے علی شرط الشیخین۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں بھی پوری روایت نقل فرمائی۔

نوٹ: "وصال طبعی طور پر ہوا روافض نے جھوٹ باندھا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک کنواں کھودا۔ ڈھانپ دیا عائشہ رضی اللہ عنہا کو دعوت دی۔ وہ اس میں گر کر فوت ہوئیں۔ بحوالہ مدارج النبوۃ جلد دوم۔" وصیت فرمائی کہ اسی حجرہ میں مجھے دفن نہ کیجیو۔ (بخاری اواخر کتاب الجنائز۔ ابن سعد) رات ہی کو دفن کر دی جاؤں۔ صبح کا انتظار نہ کیا جائے۔

۱۷۔ رمضان ۵۸ھ نماز وتر کے بعد شب کے وقت وصال فرمایا۔ ماتم کا شور سن کر انصار گھروں سے نکل آئے جنازہ میں اتنا ہجوم تھا کہ لوگوں کا بیان ہے کہ رات کے وقت اتنا مجمع کبھی نہیں دیکھا گیا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نوحہ اور ماتم سن کر بولیں "عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے جنت واجب ہے کہ وہ حبیب اللہ کی محبوب ترین بیوی تھیں۔" یہ حاکم کی روایت ہے مسند طیالسی: "خدا ان پر رحمت بھیجے کہ اپنے باپ کے سوا وہ آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھی۔" یہ کہا حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بھتیجوں اور بھانجوں نے قبر میں اتارا۔

مدینہ منورہ میں قیامت برپا تھی۔ آج حرم نبوت کی ایک شمع بجھ گئی۔ مسروق تابعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "اگر ایک بات کا مجھے خیال نہ ہوتا تو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے لئے میں ماتم کا حلقہ قائم کرتا۔" (ابن سعد) ایک مدنی سے لوگوں نے پوچھا "اہل مدینہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا غم کتنا کیا؟" جواب دیا "جس جس کی وہ ماں تھیں اسی کو ان کا غم تھا۔" ان کا متروکہ ایک جنگل حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے حصے میں آیا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تبرکا اسے ایک لاکھ درہم میں خریدا

اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ کثیر رقم کیا کی؟

جواب: عزیزوں میں تقسیم کردی۔ (بخاری شریف)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اولاد نہیں ہوئی (ابوداؤد شریف) لیکن ان کی پوری زندگی میں کوئی واقعہ ایسا مذکور نہیں جس سے یہ ثابت ہو کر ان کو قسمت سے اس کا گلہ تھا۔

زرقانی شریف جلد سوم میں ہے کہ ایک ناتمام بچہ ساقط ہوا تھا۔ لیکن یہ سراسر غلط ہے دیگر کتب احادیث میں بھی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا لاولد تھیں۔ (مسند احمد جلد ششم) بچہ ساقط ہوا۔ نام عبداللہ تھا، یہ بھی غلط ہے۔ بلکہ کنیت میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔ کئی بچے بچیاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پرورش سے بہرہ مند ہوئے۔

حلیہ اور لباس:

خوش اور صاحب جمال تھیں۔ صرف ایک ہی جوڑا (لباس کا) بوجہ زہد وقناعت اپنے پاس رکھتی تھیں اسی کو دھو کر پہنتی تھیں۔ (بخاری حصہ افک وایلا)

ایک کرتا تھا قیمت پانچ درہم یہ اس قدر قیمتی سمجھا جاتا کہ تقاریب میں عاریۃً مانگا جاتا تھا۔ (بخاری) کبھی زعفران رنگ کا لباس ہوتا۔ کبھی کبھی زیور بھی پہنا۔ گلے میں یمنی ہار ہوتا۔ انگلیوں میں سونے کی انگوٹھیاں (بخاری باب الخاتم النساء) سونے کی انگوٹھی وغیرہ ت نہیں پہنتی۔ (الراقم)

اخلاق وعاداتِ کریمانہ:

سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے استاد معلم مکارم اخلاق کے شہنشاہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ عورت اور قناعت پسندی دو متضاد مفہوم ہیں لیکن سیدہ کائنات رضی اللہ عنہا نہایت سنجیدہ فیاض، قانع، عبادت گزار اور رحم دل تھیں۔ قناعت پسندی میں بے مثل تھیں۔

حضور رحمتِ عالیان ﷺ کی صحیح حدیث ہے "میں نے دوزخ میں سب سے زیادہ عورتوں کو دیکھا۔" وجہ پوچھی۔ فرمایا: شوہروں کی ناشکر گذاری کی وجہ سے، لیکن سیدۂ کائنات رضی اللہ عنہا نے ازدواجی زندگی عسرت اور فقر وفاقہ سے بسر کی۔ فتوحات کا خزانہ سیلاب کی طرح آنا شروع ہوا تھا۔ فوراً تقسیم کر دیا جاتا۔ (خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا خادمہ مانگتی ہیں، خادمہ کی بجائے تسبیح وتہلیل کا وظیفہ و وِرد ارشاد فرمایا جاتا ہے۔ اور آپ عمل بھی کرتی ہیں)

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا (بعد از وصال پاک سید المرسلین ﷺ) میں کبھی رَج کر نہیں کھاتی کیونکہ آپ ﷺ نے سیر ہو کر روٹی اور گوشت دن میں کبھی دوبارہ نہیں کھایا۔ (ترمذی۔ زہد)

خدا نے کاشانۂ نبوت کی ملکہ بنا دیا:

رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری، مسرت، رضا کے حصول میں نت ہر وقت کوشاں رہتی تھیں۔ کبھی کسی کی برائی نہ کرتیں۔ اپنی سوکنوں کی خوبیوں کو بیان کرتیں۔ ارشاد "مردوں کو بھلائی کے سوا یاد نہ کرو۔" (حدیث شریف) عائشہ رضی اللہ عنہا محبوبانہ انداز کی شہنشاہ تھیں۔ کمال خودداری کے ساتھ انصاف پسند بھی تھیں۔ بڑی بہادر تھیں۔ راتوں کو تنہا اٹھ کر قبرستان چلی جاتیں۔ (بخاری) بہت سخی تھیں۔ "جس کی قرض ادا کرنے کی نیت ہوتی ہے خدا اس کی اعانت فرماتا ہے۔" اسماء رضی اللہ عنہا کا ارشاد۔ (مسند احمد رحمۃ اللہ علیہ) جو موجود ہوتا سائل کو دے دیتیں۔ (حدیث شریف)

۱۔ راوی عروہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے سامنے ستر ہزار کی رقم خدا کی راہ میں دے دی۔

۲۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ درہم بھیجے شام ہوتے ہوتے ایک حبہ بھی پاس نہ رکھا۔ اتفاق سے اس دن روزہ رکھا تھا۔ لونڈی نے عرض کی

"افطار کے لیئے کچھ رکھا تھا۔"

فرمایا "تم نے یاد دلا دیا ہوتا۔ (مستدرک حاکم)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ کی رقم بھیجی۔ بانٹنا شروع کیا سب خیرات فرمادی۔ اس دن بھی روزہ سے تھیں۔ فرمایا "تم نے اس وقت یاد کیوں نہیں دلایا۔" ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ)

عبادت:

دل میں خوف اور خشیت الٰہی تھی۔ رقیق القلب بہت تھیں۔ ہر وقت عبادت میں مصروف رہتیں۔ نماز چاشت باقاعدہ ادا فرماتیں۔ نماز تہجد بھی اگر دیر ہو جاتی تو فجر سے پہلے بھی پڑھ لیتیں۔ (دار قطنی) نماز تراویح کا خاص اہتمام فرماتیں۔ ذکوان رضی اللہ عنہ نامی غلام امام ہوتا تھا۔ سامنے قرآن رکھ کر پڑھتا تھا۔ (موطا و بخاری)

اکثر روزے رکھتیں۔ بعض روایات میں ہے کہ ہمیشہ روزے رکھتیں۔ فرمایا "حدیث شریف عرفہ کے دن کا روزہ سال بھر کے گناہ توڑ دیتا ہے۔" شدید گرمی میں بھی بھائی کے کہنے پر روزۂ عرفہ نہ توڑا۔ حج کی شدت سے پابند تھیں۔ ایک بار صرف ایک قسم کے کفارہ میں چالیس غلام آزاد فرمائے۔

جادو:

ایک لونڈی نے جادو (ٹوٹکا) کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں۔ پوچھا کیوں کیا؟ کہا تا کہ آپ مر جائیں۔ حکم دیا اس کو کسی شریر کے ہاتھ بیچ ڈالو۔ (دار قطنی موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مستدرک حاکم) فرمایا "ارشاد حضور علیہ السلام ہے کہ

"لوگوں کے ساتھ ان کے حسب حیثیت برتاؤ کرنا چاہیئے۔"

پردہ:

پردہ کا بہت خیال فرماتیں۔ اسحاق رضی اللہ عنہ تابعی نابینا تھے۔ خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے پردہ کیا۔ ''مجھ سے کیا پردہ'' فرمایا: تم مجھے نہیں دیکھتے میں تم کو دیکھتی ہوں۔'' (ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ)

قابل توجہ:

راقم سمجھتا ہے ابتدا تا انتہا سب مناقب ہی ہیں تاہم ایک عنوان بھی قائم کر دیا ہے۔

مناقب:

نو باتیں (خصائل) جو آپ رضی اللہ عنہا کے سوا اور کسی کو دنیا میں نہ ملے مستدرک للحاکم وطبقات ابن سعد میں مذکور ہیں۔ (الراقم)

(کتاب ''حرمِ مدینہ'' از مولانا عبدالرحمٰن)''

۱۔ خواب میں فرشتے نے سید الابرار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میری صورت پیش کی۔

۲۔ نو برس کی ہوئی تو میری رخصتی ہوئی۔

۳۔ حرم میں میرے سوا کوئی بیوی کنواری نہ تھی۔

۴۔ جب میں حضور علیہ السلام کے بستر پر ہوتی تو وحی نازل ہوتی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہے:

ان کے بستر میں وحی آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
اور سلام خادمانہ بھی کریں روح الامین

۵۔ جب میں چھ برس کی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح فرمایا۔

۶۔ میں محبوب ترین بیوی تھی۔

۷۔ میری شان میں قرآن مجید کی کئی آیات نازل ہوئیں۔

۸۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

۹۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گود میں سر مبارک رکھے وصال فرمایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں قرآن نازل ہوا جس کی تلاوت قیامت تک ہوتی رہے گی۔ (بحوالہ ''محمد رسول اللہ'' شیخ محمد رضا مصری۔ ترمذی شریف جلد دوم) میں مناقب پر گیارہ احادیث میں۔

فضل وکمال:

علمی حیثیت سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہ صرف عورتوں پر نہ صرف امہات المومنین رضی اللہ عنہن پر نہ صرف خاص خاص اصحاب پر بلکہ چند بزرگوں کو چھوڑ کر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پر فوقیت حاصل تھی۔ (ترمذی شریف، راوی ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ)

''اپنے مذہب کا ایک حصہ اس گوری عورت سے سیکھو'' (نہایہ، مسند فردوس) لفظاً سند ثابت نہیں۔ تاہم معنی صحیح ہونے میں کسی کو شک نہیں۔

علم واجتہاد:

میں بہت بلند مقام ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ بے تکلف ان کا نام لیا جا سکتا ہے۔

قرآن مجید:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبوت یا نزول قرآن کے چودھویں سال نو برس کی عمر میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آئیں چودھویں سال حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے جاتے اور تلاوت فرمایا کرتے تھے

(بخاری شریف) فرماتیں جب آیت ۴۶ سورۃ قمر اتری تو میں کھیلن رہی تھی۔

(بخاری تفسیر، سورۃ قمر)

آپ ﷺ کی وفات تک قرآن مجید تحریراً کتاب کی صورت میں مدون نہ تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں کاغذ پر مرتب کرایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ایک غلام ابویونس رضی اللہ عنہ (فن کتابت سے واقف تھے) سے اپنے لئے قرآن شریف لکھوایا تھا۔ اختلاف قرأت کا اثر عجم کے میل جول سے عراق میں سب سے زیادہ تھا۔ جن آیات کریمہ کا مطلب سمجھ میں نہ آتا خود آنحضرت ﷺ سے دریافت کرلیتیں۔ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کو باقاعدہ حکم تھا آیات قرآنی یاد کیا کرو بحوالہ آیت ۳۴ سورۃ الاحزاب۔ قرآن اترتا تو پہلی آواز ان کے کانوں ہی میں پڑتی۔

قرآن مجید کی ایک ایک آیت کی طرز قرات محمل معنوی موقع استدلال طریقہ استنباط پر کامل عبور حاصل ہو گیا تھا۔ ہر بات مسئلہ کے لئے پہلے قرآن حکیم ہی کی طرف رجوع فرماتی تھیں۔ چند اصحاب رضی اللہ عنہم زیارت کو آئے اور عرض کیا آپ ﷺ کے اخلاق بیان فرمایئے فرمایا ”آپ ﷺ کا اخلاق سرتاپا قرآن تھا۔ پھر پوچھا ”آپ ﷺ کی عبادت شبانہ کا کیا طریقہ تھا؟ فرمایا ”کیا تم سورۃ مزمل نہیں پڑھتے؟ (ابوداؤد، مسند احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تفسیری آیات بہت ہیں۔ بعض ضروری آیات کی تفسیر حضرت سید سلیمان ندوی صاحب نے تحریر فرمائی ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ بڑے بڑے جلیل القدر اصحاب رضی اللہ عنہم پکار اٹھتے تھے علم اسے کہتے ہیں۔ الراقم نے بخوف طوالت نہیں لکھا۔

حدیث مبارکہ:

مبارکہ، علم الحدیث کا موضوع درحقیقت قرأت نبوی ﷺ ہے۔ سب

سے زیادہ قرب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاصل تھا۔ اسلئے اس فن کی واقفیت کے ذرائع سب سے زیادہ انہیں حاصل تھے۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا ضعیف العمر تھیں۔ دیگر ازواجِ اطہر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بہت بعد نکاح میں آئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا کاشانہ بھی مسجد نبوی سے بالکل متصل تھا۔ مسجد نبوی درس گاہِ عوام وخواص تھی۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم فرائض اور مہمات میں مصروف رہتے ان کو حدیث کی فرصت بہت کم ملی۔

مرویات:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وفات ۵۹ ہجری تعداد مرویات ۵۳۶۴

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ۶۸ھ تعداد مرویات ۲۶۶۰

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ۷۳ھ تعداد مرویات ۲۶۳۰

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ ۷۸ھ تعداد مرویات ۲۵۴۰

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ ۹۳ھ تعداد مرویات ۲۶۸۶

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ۵۷ھ تعداد مرویات ۲۲۱۰

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ۷۴ھ ۲۲۷۰

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پردہ نشین خاتون تھیں نہ ہر مجلس میں حاضر رہ سکتی تھیں اور نہ طالبین ہر وقت ان تک پہنچ سکتے تھے۔ نہ وہ بڑے بڑے شہروں میں گئیں ورنہ ان کی تعداد مرویات سب سے زیادہ ہوتی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کوئی فقہی اجتہاد اور قرآن وسنت سے کسی غیر منصوص مسئلہ کا استنباط ثابت نہیں اس فضیلت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ صرف عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما شریک ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہر حدیث کے علل اور اسباب بھی یہاں کرتی ہیں مثلاً

بخاری شریف ابن عمر رضی اللہ عنہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تینوں سے روایات ہیں کہ جمعہ کے دن غسل کرنا چاہیے۔ دیکھئے۔

جمعہ کا غسل:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے سنا جو جمعہ میں آئے وہ غسل کرے۔''

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''آپ نے فرمایا ''جمعہ کا غسل ہر بالغ پر فرض ہے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا:

لوگ اپنے اپنے گھروں سے اور مدینہ شریف کے باہر کی آبادیوں سے آتے تھے گردوغبار اور پسینے میں شرابور ہوتے تھے ایک دفعہ ایک صاحب ان میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس بیٹھے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر ہوتا اگر تم اس دن غسل کر لیا کرتے۔'' ان کی دوسری روایت ہے:

''لوگ اپنے کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے جب وہ جمعہ میں جاتے تھے تو اسی حالت میں چلے جاتے۔ اس لئے ان سے فرمایا گیا کہ تم غسل کر لیتے۔''

قربانی کا گوشت:

ایک سال حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ قربانی کا گوشت تین دن کے اندر اندر کھا لیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ وغیرہ نے اس حکم کو دائمی سمجھا (بخاری وترمذی) لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حکم کو استحبابی سمجھا چنانچہ انہوں نے یوں بیان فرمائی (روایت) (بحوالہ

بخاری شریف) قربانی کے گوشت کو نمک ڈال کر ہم رکھ چھوڑتے تھے مدینہ شریف میں اس کو آپ ﷺ کے سامنے پیش کرتے تھے آپ ﷺ نے فرمایا ”تین دن کے بعد نہ کھایا کرو“ یہ حکم قطعی نہ تھا بلکہ آپ ﷺ یہ چاہتے تھے کہ لوگ دوسروں کو کچھ کھلا دیا کریں۔

پھر دوسری روایت میں اصل وجہ بتا دی ایک شخص نے پوچھا ”ام المومنین“ کیا تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانا منع ہے فرمایا ”نہیں ان دنوں قربانی کرنے والے کم تھے۔اس لئے آپ ﷺ نے چاہا جو قربانی نہیں کر سکتے ان کو کھلائیں۔“

دست کا گوشت:

ابو داؤد شریف کے سوا صحاح کی تمام کتب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ کو دست کا گوشت بہت پسند تھا۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں دست کا گوشت آپ ﷺ کو بہت پسند نہ تھا چونکہ گوشت کم میسر آتا تھا اور دست کا گوشت جلد پک جاتا تھا اس لئے آپ ﷺ اسی کو کھاتے تھے“۔

(ترمذی شریف)

زکوٰۃ کا اندازہ کرنا:

احادیث میں مذکور ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر سال ایک آدمی خیبر بھیجتے تھے وہ پیداوار کو جا کر دیکھتا اور تخمینہ لگاتا تھا۔ دوسرے تمام راوی اتنا ہی بیان کرتے ہیں۔لیکن اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا جب اسے بیان کرتی ہیں تو فرماتی ہیں:

”آپ ﷺ نے تخمینہ لگانے کا حکم اس لئے دیا کہ پھل کھانے اور اس کی تقسیم سے پہلے زکواۃ کا اندازہ کر لیا جائے۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایتوں میں غلطی کم ہونے کا ایک خاص سبب یہ بھی ہے عام لوگ ایک بار کوئی بات سن لیتے یا کوئی واقعہ دیکھ لیتے تھے اس کو پھر اسی طرح روایت کر دیتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اصول یہ تھا جب تک واقعہ کو وہ اچھی طرح سمجھ نہ لیتی تھیں اس کی روایت نہیں کرتی تھیں۔ اگر کوئی بات سمجھ نہ آتی تو بار بار پوچھ کر تسکین کر لیتی تھیں۔ (صحیح بخاری کتاب علم) یہ موقعہ دوسروں کو کم مل سکتا تھا۔

''مردہ پر عذاب ہوتا ہے اس کے گھر والے کے رونے سے'' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور بعض رضی اللہ عنہ نے یہ بیان کیا ہے۔

(حدیث شریف)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے جب یہ روایت بیان کی گئی تو اس کے تسلیم کرنے سے انہوں نے انکار فرمایا اور کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کبھی نہیں فرمایا واقعہ یہ ہے ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودیہ کے جنازہ پر گزرے اس کے رشتہ دار اس پر واویلا کر رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا '' یہ روتے ہیں اور اس پر عذاب ہو رہا ہے''۔ اسی طرح بخاری غزوہ بدر میں تصریح ہے'' رونا عذاب کا سبب نہیں ہے'' بلکہ دونوں واقعے الگ الگ ہیں یعنی یہ نوحہ کرنے والے اس کی موت پر روتے ہیں اور اس پر عذاب ہو رہا ہے''۔

کیونکہ رونا دوسروں کا فعل ہے جس کا عذاب یہ رونے والے خود اٹھائیں گے...... کسی عزیز کے مرنے پر رونا گناہ نہیں ہے خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صاحبزادوں کے وصال پر روئے ہیں بلکہ نوحہ کرنا، چیخنا، کپڑے پھاڑنا، خلاف شرع کلمات کا منہ سے نکالنا منہ پر تھپڑ مارنا وغیرہ افعال منع ہیں۔

جب حضرت ابن و عمر رضی اللہ عنہ نے سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے جواب کو سنا تو

کوئی جواب نہ دے سکے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان محاکمہ کیا ہے اگر یہ نوحہ زاری خود مرنے والے کا معمول تھا اور اس نے اپنے عزوہ کو کبھی منع نہیں کیا تو اس پر بھی عذاب ہوگا۔ کیونکہ تعلیم و تربیت کا فرض اس نے ادا نہیں کیا۔ قرآن مجید میں ہے

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا (تحریم ۶)

''مومنو! اپنے کو اور اپنے خاندان والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔''

اگر اس کی تعلیم اور ہدایت کے باوجود اہل خاندان اس پر نوحہ کرتے ہیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے درست ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ئنات کے پیرو ہیں۔ (ترمذی) نوحہ کے جرم کا مردہ مجرم نہیں۔

بدشگونی:

لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آکر بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بدشگونی تین چیزوں میں ہے عورت میں، گھوڑے میں، گھر میں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ صحیح نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آدھی بات سنی اور آدھی نہیں سنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلا فقرہ فرما چکے تھے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپہنچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا یہود کہتے ہیں بدشگونی تین چیزوں میں ہے عورت میں، گھوڑے میں اور گھر میں۔

(ابو داؤد شریف طیالسی مسند عائشہ رضی اللہ عنہا حیدر آباد)

مغزِ سخن تک پہنچنا:

بعض مسائل میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف کسی قدر اختلاف فہم پر مبنی ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فہم و ذکا کا عطیہ الٰہی سے بھی حظِ وافر ملا تھا۔

۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ابن عمر رضی اللہ عنہ راوی ایک عورت نے بلی باندھی تھی۔ وہ اس کو کھانے پینے کو کچھ نہ دیتی بلی بھوک سے مر گئی اُسے اس بنا پر عذاب ہوا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملنے گئے۔ انہوں نے فرمایا تم ہی ہو جو ایک بلی کے بدلے ایک عورت کے عذاب کی روایت کرتے ہو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے فرمایا "خدا کی نظر میں ایک مومن کی ذات اس سے بہت بلند ہے کہ ایک بلی کے لئے اس پر عذاب کرے وہ عورت اس گناہ کے علاوہ کافرہ بھی تھی۔ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات روایت کرو تو دیکھ لو کیا کہتے ہو۔"

۲) (نئے کپڑے بوقت وصال) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا انتقال ہونے لگا انہوں نے نئے کپڑے منگوا کر پہنے اور سبب یہ بیان کیا کہ "مسلمان جس لباس میں مرتا ہے اسی میں اٹھایا جاتا ہے" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو کہا! خدا ابو سعید رضی اللہ عنہ پر رحمت نازل فرمائے۔ لباس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصودہ انسان کے اعمال ہیں۔ عربی میں ثیاب سے مجازاً مراد دل اور عمل ہے ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ صاف ارشاد ہے لوگ قیامت میں برہنہ تن، برہنہ پا اور برہنہ سر اٹھیں گے۔ (ابو داؤ شریف میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے اور ابن حبان و حاکم میں بھی ہے۔ ننگے اٹھنے کی حدیث حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا سے اکثر کتب میں مروی ہے۔

۳) مطلقہ عورت عدت کے دن شوہر کے گھر میں گزارے (حکمِ اسلامی) اس حکم کے خلاف فاطمہ نامی ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا اپنا واقعہ بیان کرتی ہیں کہ مجھے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عدّت کے زمانہ میں شوہر کے گھر سے منتقل ہونے کی اجازت دے دی تھی۔ متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے مختلف اوقات میں یہ واقعہ بیان کیا بعض نے قبول کیا اکثر نے انکار کیا مردان کی امارت مدینہ منورہ کے زمانہ میں اسی قسم کا مقدمہ پیش ہوا فریق نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قول سے استدلال کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا پر سخت نکتہ چینی کی اور فرمایا" فاطمہ کے لئے بھلائی نہیں ہے...... عدّت کی حالت میں ان کو شوہر کے گھر سے منتقل ہونے کی بے شک اجازت دی لیکن سبب یہ تھا ان کے شوہر کا گھر ایک غیر محفوظ اور خوفناک مقام میں تھا"۔ (بخاری و ترمذی)

۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ صبح اور عصر کی نمازوں کے بعد کسی قسم کی کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں" خدا عمر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے ان کو وہم ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے آفتاب کے غروب اور طلوع کے وقت کو تاک کر نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ (بخاری، ترمذی اور مسند احمد)

روایت صبح کی سنت اگر قضا ہو جائے تو نماز جماعت کے بعد اس کو پڑھ لینا چاہیے ((ترمذی) اہل مکہ معظمہ کا اسی پر عمل ہے بمطابق احادیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دو رکعتیں میرے گھر میں کبھی نہیں چھوڑیں" چنانچہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین پڑھا کرتے تھے بعض اس کو سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوصات میں سمجھتے تھے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا" ظہر کی دو رکعتیں ایک دن چھوٹ گئی

تھیں یہ ان کی قضا ہے۔ اصل میں آفتاب کے طلوع اور غروب کے وقت نماز ممنوع ہے احتیاطاً بعد نماز صبح و عصر کا اطلاق کیا گیا۔ تاکہ نمازوں کے بعد کوئی نماز ہی نہ پڑھی جائے۔

۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ''جس نے وتر نہیں پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو فرمایا ہم نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا اور اب تک ہم بھولے نہیں جو پانچوں وقت کی نمازیں وضو کے ساتھ پورے رکوع و سجود کے ساتھ ادا کرتا رہا اور اس میں کمی نہ کی اس نے خدا سے عہد لے لیا کہ وہ اس پر عذاب نہ کرے گا۔ (طبرانی فی الاوسط) وتر سنت ہے اتفاقی ترک پر عذاب کہ کوئی نماز قبول نہ ہو۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ بخشش یقینی نہیں رہی عذاب فرائض سے ترک پر ہوگا نہ کہ سنن کے ترک پر۔

ذاتی واقفیت:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر فعل قانون تھا بیوی محرم اسرار سے بھی بہت کچھ زیادہ جان سکتی ہے بعض مسائل میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے اجتہاد یا کسی روایت کی بنا پر مسئلہ بیان کر دیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ذاتی واقفیت کی بنا پر اس کو رد کر دیا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کا قول مستند ہے۔ مثلاً

۱) ابن عمر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ: عورت کو نہاتے وقت چوٹی کھول کر بالوں کو بھگونا ضروری ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو فرمایا'' وہ عورتوں کو یہی کیوں نہیں کہہ دیتے کہ وہ اپنے چونٹے منڈوا ڈالیں۔ ''میں نہاتی تھی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور بال نہیں کھولتی تھی''۔

۲) ابن عمر رضی اللہ عنہ: تقبیل سے وضو ٹوٹ جاتا ہے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو معلوم

ہوا تو فرمایا'' آپ ﷺ تقبیل کے بعد تازہ وضو نہیں کرتے تھے''۔ (بخاری) یہ کہہ کر مسکرائیں۔

۳) راوی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نماز میں مرد کے سامنے سے عورت یا گدھا یا کتا گزر جائے تو مرد کی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ سن کر غصہ آیا اور فرمایا'' کیا تم نے ہم عورتوں کو گدھے اور کتے کے برابر کر دیا۔ میں رسول ﷺ کے سامنے پاؤں پھیلائے سوتی رہتی (حجرہ میں جگہ نہ تھی) آپ ﷺ نماز میں مصروف ہوتے جب سراجاً منیرا ﷺ سجدے میں جاتے ہاتھ سے ٹھوکر دیتے میں پاؤں سمیٹ لیتی اور جب آپ ﷺ گھڑے ہوتے تو پھر پاؤں پھیلا دیتی (بخاری جلد ۱) ضرورت ہوتی تو بدن چرا کر سامنے سے نکل جاتی۔

۴) ابو درداء رضی اللہ عنہ '' اگر صبح ہو جائے اور وتر قضا ہو گئی ہو تو پھر وتر نہ پڑھے'' سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو فرمایا'' ابو درداء رضی اللہ عنہ نے یہ صحیح نہیں کہا صبح ہو جاتی تب بھی آپ ﷺ وتر پڑھ لیتے تھے''۔

(سنن و بیہقی رحمۃ اللہ علیہ مسند جلد ۶)

۵) بعض لوگوں نے بیان کیا کہ حضور اقدس ﷺ کو یمنی چادر میں کفن دیا گیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو کہا اتنا صحیح ہے کہ لوگ اس غرض سے چادر لائے تھے لیکن آپ ﷺ کو اس میں کفنایا نہیں گیا۔

(مسلم، بخاری، ترمذی، نسائی)

۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔'' اگر روزے کے دنوں میں کسی کو صبح نہانے کی ضرورت پیش آجائے تو اس دن وہ روزہ نہ رکھے''۔ لوگوں نے جا کر ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور (ام سلمہ رضی اللہ عنہا) سے تصدیق چاہی تو فرمایا

''آنحضرت ﷺ کا طرز عمل اس کے خلاف تھا''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنے فتوے کو ختم کرنا پڑا۔ (مسلم۔ مؤطا)

واقعہ:

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ ۱۰۱ھ میں سریر آرائے خلافت تھے انہوں نے گورنر امیرِ مدینہ شریف کے نام شاہی فرمان جاری کیا عمرۃ رضی اللہ عنہا کی روایات قلمبند کر کے ارسال کریں۔ امیر کا نام ابو بکر بن عمرو بن خزم الانصاری رضی اللہ عنہ تھا۔ ان کا علم و فضل ان کی خالہ عمرۃ رضی اللہ عنہا کا مرہون منت تھا۔ جو کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی آغوش تعلیم میں پلی تھیں۔ (ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ)

فقہ و قیاس:

فقہ کتاب و سنت کے نتائج اور مستنبطات کا نام ہے علمِ فقہ میں ام المومنین رضی اللہ عنہا کا پایہ بھی نہایت ہی بلند تھا پہلے حضور رسالت مآب ﷺ علم و فتویٰ کا مرکز تھے۔ آپ ﷺ کے بعد اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم۔ فقہ کی اکیڈیمی خلافت ثلاثہ تک مرکز نبوت سے وابستہ رہی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں فتنوں نے سر اٹھایا تو لوگ مکہ و معظمہ، طائف، دمشق اور بصرہ جا کر آباد ہوئے کوفہ دار الحکومت بنا۔ علم کا دائرہ وسیع ہوا لیکن اجتماعی عظمت قائم نہ رہ سکی اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد مدینہ شریف میں ابن عمر رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چار بزرگوار فقہ اور فتاویٰ کی مجلس کے مسند نشین تھے۔

سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کائنات سب سے پہلے قرآن مجید پر نظر کرتیں پھر احادیث کی طرف پھر قیاس عقلی کا درجہ آتا۔

قوتِ حافظہ:

اس نعمت سے صدّیقہ کائنات رضی اللہ عنہا بدرجہ اتم سرفراز تھیں۔

۱) سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے وفات پائی ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے چاہا کہ مسجد میں ان کا نماز جنازہ آئے تو وہ بھی نماز پڑھیں۔ لوگوں نے اعتراض کیا۔ فرمایا لوگ کس قدر جلد بات بھول جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل رضی اللہ عنہ بن بیضاء کے جنازہ کی نماز مسجد ہی میں پڑھی تھی۔

(صحیح مسلم کتاب الجنائز)

۲) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کتنی دفعہ کیا جواب دیا چار دفعہ جس میں سے ایک رجب میں کیا۔ عروہ رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا خالہ جان رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہا نہیں سنتیں پوچھا کیا کہتے ہیں؟ عرض کی کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے جن میں سے ایک رجب میں کیا۔ فرمایا خدا ابو عبد الرحمٰن (حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی کی کنیت) پر رحم فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عمرہ ایسا نہیں کیا جس میں وہ شریک نہ رہی ہوں۔ رجب میں کوئی عمرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ (صحیح بخاری کتاب العمرہ)

۳ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار اپنے شاگردوں سے بیان کیا مہینہ ۲۹ دنوں کا ہوتا ہے لوگوں نے عند الذکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے اس کو بیان کیا۔ بولیں خدا ابو عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ مہینہ کبھی ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے (مسند احمد جلد ۶)

۴) دو تین صاحبوں سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عزیزوں کے رونے سے مردہ پر عذاب ہوتا ہے۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے لوگوں نے یہ روایت کی تو فرمایا۔ "تم نہ جھوٹوں سے روایت کرتے ہو

اور نہ جھٹلاتے ہو لوگوں سے لیکن کان کبھی غلطی بھی کرتے ہیں ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: ''خدا عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے انہوں نے کچھ سنا لیکن محفوظ نہیں رکھا۔ دوسری حدیث میں اس کی بجائے یہ فقرہ مروی ہے''۔

''خدا ابو عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کو معاف کرے وہ جھوٹ نہیں بولے لیکن بات بھول گئے یا غلطی کی اس کے بعد فرمایا۔ واقعہ یہ ہے ایک دفعہ اتفاقاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک یہود کے جنازہ پر ہوا اس کے اعزہ واویلا کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا لوگ رو رہے ہیں اور اس پر عذاب ہو رہا ہے۔''

(مسلم کتاب الجنائز)

(ماخوذ سیرت امّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تالیف علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ)

بیان بہ انداز دِگر:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر چند متفرق کلمات ماخوذ از فیوض العارفین حصہ دہم مصنف علامہ دل محمد رحمۃ اللہ علیہ اشاعت شعبان ۱۳۸۲ھ

چھ برس عمر جب نکاح ہوا نو برس عمر شریف جب رخصتی ہوئی۔ اٹھارہ سال عمر مبارک جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا جب کہ سر اقدس عائشہ سیدہ طیبہ طاہرہ مجتہدہ محدثہ مفسرہ عابدہ زاہدہ ولیہ کاملہ کی گود میں تھا۔

۵۸ھ میں رمضان شریف میں بعمر ۶۶ برس فوت ہوئیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی قاسم بن محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دفن کیا بوقت شب حدیث شریف ''دو تہائی دین کے مسائل عائشہ رضی اللہ عنہا سے حاصل کرو''۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مدح خوان رہیں ...... کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ ......

جس قدر قرآن نے اعمال صالح اور افعال حمیدہ اور فضائل محمودہ اور ماموارت

شرعیہ بیان فرمائے آپ ﷺ ہمہ تن ان کے عامل اور ان سے موصوف تھے۔ اور جتنے اعمال قبیح اور افعال مذمومہ اور منہیات بیان کیے آپ ﷺ ان سے اجتناب کلی فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک شعر:

وَ لَوْ سَمِعُوا فِیْ مِصْرَ اَوْصَافَ خَدِّہٖ
لَمَا بَذَلُوا فِیْ سَوْمِ یُوْسُفَ مِنْ نَقَدٍ

"اگر مصری لوگ مصر میں آپ ﷺ کے چہرہ کے اوصاف سن لیتے تو یوسف کے سودے میں اس قدر رقم خرچ نہ کرتے دوسرے شعر کا ترجمہ "مصری عورتیں زلیخا کو بحصولِ جمالِ یوسف علیہ السلام اشارہ کرنے والیں اگر حبیب خدا ﷺ کا جمالِ ایک نظر دیکھ لیتیں تو جمال محمدی ﷺ میں مدہوش ہو کر ہاتھوں کی بجائے اپنے دلوں کو کاٹ لیتیں"۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں محبوب ترین صدیقہ رضی اللہ عنہا

اولاد رضی اللہ عنہا میں محبوب ترین فاطمہ رضی اللہ عنہا

رشتہ داروں میں محبوب ترین علی رضی اللہ عنہ

اصحاب رضی اللہ عنہم میں محبوب ترین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا "اللہ مجھے بہشت میں آپ ﷺ کی ازواج میں داخل فرمائے" فرمایا: اگر یہ رتبہ چاہتی ہو تو کل کے واسطے درزی کا ذخیرہ نہ کرنا اور پراہن کو پیوند لگائے بغیر نہ اتارنا" سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پر اہتمام سے عمل کیا۔

واقعہ افک:

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بریت پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا اُسامہ رضی اللہ عنہ اور بریرہ رضی اللہ عنہا نے شہادت دی روح البیان جلد ششم ص ۱۲۵ میں بھی یہ بیان ہے......

بطور تبرک چند الفاظ...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مکھی آپ کے بدن کے قریب نہیں آتی رب تعالیٰ مکھی کی نزدیکی سے آپ کے بدن مبارک کو محفوظ رکھتا ہے...... آپ کی بیوی کو کیوں نہ عیب دار چیزوں سے محفوظ رکھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کی دلیل آپ کے سایہ سے لیتا ہوں۔ زمین پر نہیں پڑتا تاکہ پاؤں میں روندا نہ جائے اللہ آپ کے سایہ کی اس قدر حفاظت کرتا ہے تو آپ کی بیوی کی حفاظت کیوں نہ فرمائے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ''ہم آپ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے آپ جوتیوں سمیت نماز پڑھا رہے تھے پھر آپ نے ایک جوتا اتار ڈالا (تو ہم نے بھی ایک ایک جوتا تار ڈالا)۔ آپ نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام نے کہا اس جوتے میں ناپاکی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کو آپ کی جوتیوں میں ناپاکی کا ہونا منظور نہیں تو آپ کی بیوی میں کس طرح ناپاکی منظور کر سکتی ہے''۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''اللہ کی قسم میں اپنی گھر والی میں سوائے خیر کے کوئی بات نہیں جانتا ہوں......'' (صحیح بخاری جلد دوم ص ۶۹۷)

شہادت عظمیٰ: قرآنی شہادت:

الراقم یہ تفصیل پہلے عرض کر چکا ہے طول قضیہ افک والتوائے وحی کی حکمت!

چار شخصوں کو اللہ نے چار شخصوں کی شہادت سے بری کیا حضرت یوسف علیہ السلام کو زلیخا کے خاندانی بچے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پتھر کی شہادت سے جوان کے کپڑے لے بھاگا تھا بری کیا حضرت مریم علیہا السلام کو ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شہادت سے بری کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بریت کا اللہ تعالیٰ خود متولی اور ذمہ دار ہوا۔ (روح البیان ص ۲۷۵ جلد ششم) اکبر شہادت قرآن حکیم نازل فرمایا۔

معاصرین سے اختلاف

چند مثالیں:

معاصرین سے اختلاف بہت سے فقہی مسائل میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے معاصرین سے اختلاف فرمایا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم
۱) بوسہ سے وضو نہیں ٹوٹتا	ابن عمر رضی اللہ عنہ۔ ٹوٹ جاتا ہے۔
۲) جنازہ اٹھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا	ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ٹوٹ جاتا ہے۔
۳) عورت کو غسل میں بال کھولنا ضروری نہیں	ابن عمر رضی اللہ عنہ ضروری ہے۔
۴) قروء سے مراد طہر ہے۔	حیض ہے۔
۵) مردہ کو غسل دینے سے غسل واجب نہیں	ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ واجب ہے۔
۶) عورت کی میت کے بال نہیں سوارنے چاہیں احناف کا عمل اسی پر ہے بحوالہ ہدایہ)	ام عطیہ رضی اللہ عنہا سنوارنے چاہئیں
۷) نماز میں عورت کے سامنے آنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔	ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ باطل ہو جاتی ہے۔
۸) صبح کی نماز اندھیرے وقت پڑھنی چاہیے	سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا تاخیر سے
۱۰) نماز مغرب میں جلدی چاہیے۔	ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ تاخیر سے۔
۱۱) بحالت جنابت صبح ہونے سے روزہ نہیں جاتا۔	روزہ ختم۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔
۱۲) افطار میں جلدی چاہیے۔	ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ تاخیر سے۔
۱۳) قربانی کا گوشت تین دن کے بعد بھی کھانا جائز ہے۔	حضرت علی رضی اللہ عنہ و ابن عمر رضی اللہ عنہ نہیں

۱۴) حج میں وادی محصب میں اترنا سنت نہیں	ابن عمر رضی اللہ عنہ سنت ہے۔
۱۵) حج میں عورت کو صرف کسی طرف کا ذرا سا بال ترشوا دینا کافی ہے۔	ابنِ زبیر رضی اللہ عنہ کم از کم چار انگل ضروری ہے
۱۶) زیور میں زکواۃ نہیں۔	زکواۃ ہے۔
۱۷) اگر شوہر کو ذرا دھمکا کر اس کی مرضی کے خلاف طلاق دلوائی جائے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔	آئمہ احناف: واقع ہو جائے گی۔

اس کے علاوہ بھی مسائل کا بہت زخیرہ ہے مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں محفوظ ہے جناب سید سلمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۳۱ مسائل کی لسٹ اپنی کتاب میں دی ہے۔ علم کلام وعقاید میں بھی یہ ید طولیٰ حاصل تھا۔

علم اسرار الدین:

بلاشبہ احکام شریعت مصلحتوں پر مبنی ہیں۔ لیکن ان مصلحتوں پر بندوں کا مطلع ہونا ضروری نہیں۔ رب نے بھی مصلحت بیان فرمائی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی راز دان صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آگاہ تھے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مصلحتیں بیان فرمائیں سرفہرست سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کائنات رضی اللہ عنہا ہی ہیں

ایک مثال:

پورے رمضان شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کیوں نہ پڑی؟ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جو نمازیں پڑھا کرتے ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کوئی ان سے تحقیقی طور سے واقف نہ تھا (مسلم شریف) وہ کہتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان یا غیر رمضان میں کبھی تیرہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے رمضان شریف میں ایک دن مسجد میں تراویح کی نماز پڑھی۔

کچھ اور لوگ بھی شریک ہو گئے دوسرے دن اور زیادہ مجمع ہوا تیسرے دن بھی چوتھے دن کثیر مجمع ہوا لیکن آپ ﷺ باہر تشریف نہ لائے لوگ انتظار کے بعد واپس ہوئے۔ صبح کو آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''آج شب کو تمہاری حالت مجھ سے پوشیدہ نہ تھی لیکن مجھے ڈر ہوا کہیں تم پر تراویح فرض نہ ہو جائے اور تم اس کی ادا سے قاصر رہو۔ وصال کے بعد فرضیت کا گمان جاتا رہا صحابہ رضی اللہ عنہم نے مواظبت کے ساتھ ادا فرمایا اب جن کی نظر اصل حدیث پر ہے وہ تراویح کو مستحب سمجھتے ہیں جنہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی پیروی کی انہوں نے سنت مؤکدہ قرار دیا۔

ناواقف:

ناواقف اعتراض کرتے ہیں حج کے ارکان مثلاً طواف سعی وقوف رمی وغیرہ ایک بے سود عمل ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں..... یہ عمل خدا کی یاد قائم کرنے کے لئے ہے یہ یادالٰہی کے مقامات ہیں قرآن مجید سے اشارہ ملتا ہے حج یادگار ابراہیمی ہے۔

طب، تاریخ و ادب و خطابت و شاعری میں بھی امّ المومنین رضی اللہ عنہا بڑی فضیلت و واقفیت رکھتی ہیں بہت بے مثل تھیں۔

تعلیم افتاء اور ارشاد کا فریضہ بھی حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خوب بہ طریق احسن امتیازی شان وکمال سے ادا فرمایا۔ بے شمار لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہا سے پڑھا بے شمار فتوے آپ رضی اللہ عنہا نے صادر فرمائے۔ اور قرآن و سنت کی خوب تبلیغ فرمائی تلامذہ کے نام کتب میں موجود ہیں۔

جنس نسوانی پر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے احسانات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دنیا کو بتا دیا کہ ایک مسلمان عورت پردہ میں رہ کر بھی مذہبی علمی اجتماعی سیاسی اور پند و موعظت اصلاح و ارشاد اور امت کی بھلائی کے کام بجا لا سکتی ہے۔

عالم نسوانی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا درجہ:

مسلم خواتین کی تاریخ میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بنات طاہرات رضی اللہ عنہن کے سوا عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کا کس سے مقابلہ کیا جاسکتا ہے تمام علمائے اسلام کا اتفاق ہے کہ اسلام میں خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عورتوں میں سب سے افضل ہیں علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے اعلانیہ دعویٰ کیا ہے کہ ''حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نہ صرف اہل بیت میں نہ صرف عورتوں میں بلکہ صحابیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ہیں'' بہت سے دلائل ہیں۔

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ:

دنیاوی حیثیت سے دراصل ان کے فضائل مختلف الجہات ہیں۔

نسبی شرافت پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایمان کی سابقیت واعانت پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سب سے افضل ہیں لیکن علمی کمالات دینی خدمات اسلامی تعلیمات کی نشرواشاعت کی فضیلت ہو تو صدیقہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کا کوئی مدمقابل نہیں۔

(زرقانی مواہب)

نوٹ: حضرت مریم علیہا السلام کی بزرگی کا علم صرف قرآن مجید کے ذریعے سے ہے انجیل میں یہ ذکر نہیں حضرت آسیہ بھی فضیلت والی مگر تورات بالکل خاموش ہے حضرت مریم حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا مختصر تذکرہ آگے آرہا ہے۔

مزید فضائل وکمالات روحانیہ کی مالک، انوارات نبوت سے بدرجہ اتم منور۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت کرنے کا حکم فرمایا تھا بحوالہ مسلم شریف۔ ''عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت رکھا کرو''

از بخاری ومسلم امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں اور تم کو

سلام کہتے ہیں۔" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواباً فرمایا کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا سلام اور رحمت ہو۔

واقعہ محبت:

مسلم شریف۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضور شفیع المعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمسفر تھیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے سواری کا اونٹ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تبدیل کر لیا۔ حضور نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی طرف گئے جس پر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سوار تھیں اور ان ہی کے ساتھ چل پڑے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس جدائی کی برداشت نہ ہوئی جب وہ منزل مقصود پر اترے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا پاؤں گھاس کے اندر ڈال دیا اور کہا اے رب! کسی سانپ یا بچھو کو بھیج کہ مجھے کاٹ کھائے اور وہ تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کی شان میں تو میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔

خاص واقعہ:

حضور سراجاً منیراً صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نعلین شرف کو پیوند لگا رہے تھے اور میں چرخہ کات رہی تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر پسینہ آ رہا تھا اور پسینہ کے اندر ایک نور ابھر رہا تھا میں اس نظارے سے سراپا حیرت بن گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک مجھ پر پڑی فرمایا "تو حیران کیوں ہے؟" کہا "میں نے دیکھا پیشانی پر پسینہ ہے پسینے کے اندر چمکتا و دمکتا نور ہے، بخدا اگر ابو کبیر حذلی مشہور شاعر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ پاتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اس کے اشعار کے صحیح مصداق حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں...... فرمایا اس کے شعر کیا ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ اشعار پڑھ کر سنا دیئے۔

"ذکر خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا جاتا ہے یہ ترجمہ ہے خصائص الکبریٰ شریف کا مترجم قبلہ ام حضرت خواجہ صدیق احمد شاہ سیدی علیہ الرحمۃ ہیں خصائص الکبریٰ

شریف حدیث شریف کی کتاب ہے۔ جس میں حضور نورعلیٰ نور ﷺ کے خصائص ہیں مصنف رحمۃ اللہ علیہ حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا نت حضور رسالت مآب ﷺ سے رابطہ رہتا تھا اور حالت بیداری میں بھی کئی بار بالمشافہ زیارت سے مشرف ہو چکے تھے ص ۲۶۳ تا ۲۶۴ ترجمہ اشعار: شاعر اپنے محبوب کے حسن کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے۔

میرا محبوب ہر قسم کی پلیدیوں سے اتنا پاک وصاف ہے کہ اس پر حیض کی پلیدی کا غبار تک نہیں پڑا۔ (حالانکہ اس سے بچنا محال ہے)

اسی طرح دودھ پلانے والی کے مُضر اور مفسد اثرات سے پاک ہے (اس سے بچنا بھی مشکل اور ناممکن ہے) اور ایسے ہی غول بیابانی کے اثرات سے بھی پاک وصاف ہے۔ (غرض یہ کہ میرا محبوب اندرونی اور بیرونی ناپاک اثرات سے بالکل پاک ہے) اور جب میں اس کے چہرے کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتا ہوں تو جیسے موسلادھار بارش برسانے والے سیاہ بادل سے بجلیاں کوندتی ہوئی آنکھوں کو چندھیا اور خیرہ کر دیتی ہیں ایسے میرے محبوب کے چہرے میں حسن کی بجلیاں کوندتی ہوئی نظر آ رہی ہیں اور آنکھوں کو خیرہ کر رہی ہیں۔

اس پیکر خاکی میں کون خراماں ہے
اک نور کا دریا ہے اک حسن کا طوفان ہے

حضور صاحبِ جمال ﷺ کے دست مبارک میں جو کچھ تھا رکھ دیا اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پیشانی کو چوما اور فرمایا! ...... مَا سَرَرْتِ مِنِّي كَسُرُوْرِيْ مِنْكَ ...... جو سرور مجھے تیرے کلام سے حاصل ہوا اس قدر سرور تجھے میرے نظارے سے نہ ہوا ہوگا۔

آیت تخییر کے نزول سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ

کی ذاتِ اقدس سے کس قدر محبت تھی (بخاری کتاب التفسیر) انس میں اپنی محبت کا باخدا اور بارسول ﷺ کا ثبوت دیا دیگر ازواجِ پاک رضی اللہ عنہا کے لئے ایک سنت اور مثال قائم فرمائی جس کا اتباع سب نے فرمایا یہ عظیم شرف ہے۔

حضرت عروہ بن زبیرؒ:

فقہائے سبعہ کے اندر درخشاں کوکب تھے۔ فرماتے ہیں "میں نے کسی ایک کو بھی معانی قرآن اور احکام حلال و حرام اشعارِ عرب اور علم الانساب میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر نہیں پایا یہ مشکل مسلے ہیں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عقدہ کشائی فرماتیں۔

غزوہ بدر میں رایت نبوی ﷺ کا پرچم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اوڑھنی کا تھا۔ جس نشان کے تحت ملائکہ نے مدد کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

(سیرت حلبیہ جلد دوم)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے کمالات کا تذکرہ خوب کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا تمام ازواج رضی اللہ عنہن کی تعریف فرماتیں۔ بشر بن عقربہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے اُحد کے روز میں رو رہا تھا میرے والد شہید ہو گئے تھے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا "کیا تو اس سے خوش نہیں عائشہ رضی اللہ عنہا تیری ماں ہو اور میں تیرا باپ ہوں۔"

اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ عَائِشَۃُ اُمَّکَ وَاَکُوْنَ انا اَبَاکَ (الاستیعاب ج۱)

ذاتی رنج پر اسلامی خدمات:

ذاتی خدمات کو ترجیح دیتی تھیں۔ معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہت رنج تھا چونکہ معاویہ نے افریقہ میں اسلامی فتوحات اور دینی غزوات میں شہرت حاصل کی تھی اسلئے ان کے متعلق

اچھے ریمارکس دیئے۔

حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی مجدد الف ثانی امامِ ربانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں (مکتوب شریف ۳۶ جلد دوم)۔ اگر طعام پکواتا تو ارواح پاک کو بخشتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ، فاطمہ رضی اللہ عنہا، وحسنین رضی اللہ عنہما کو ملا لیتا ایک دن فقیر نے خواب دیکھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ سلام کیا، متوجہ نہ ہوئے۔ منہ پھیر لیا۔ پھر فرمایا "عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں کھانا کھاتا ہوں جس نے مجھے طعام بھیجنا ہو وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بھیج دیا کرے۔" بعد ازاں یہ حقیر تمام ازواج مطہرات کو جو سب اہل بیت میں شریک کر لیا کرتا تھا اور ان کو اپنا وسیلہ بناتا تھا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حدیث شریف مدارج النبوۃ جلد دوم میں نقل فرماتے ہیں: "عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوتہائی دین حاصل کرو۔"

کیسی محبت! کیسا پیار! اور اتحاد! ایک ہی برتن میں رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم اور محبوبہ شفیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا غسل فرما لیتے۔ کیا مقام ہے؟ انوار واسرار کی ملکہ کا بنت صدیق آرام جانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس حریم برأت پہ لاکھوں سلام (اعلیٰ حضرت بریلویؒ)

اور

جن کا پہلو ہو نبی کی آخری آرام گاہ
جس کے حجرے میں قیامت تک ہوں جاگزیں

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کی تدبیر سے قحط دور ہوا

ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑا بارش ہوتی نہ تھی لوگ پریشان ہو کر

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے ام المؤمنین! بارش نہیں ہوتی، قحط پڑ گیا ہے۔ فرمائیں کیا کیا جائے؟ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرمایا ''حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر جاؤ۔ حجرہ مبارک کی جو چھت ہے اس میں روشن دان بناؤ کہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان کوئی پردہ نہ رہے اور آسمان کو قبر شریف نظر آنے لگے۔

آسمان جب قبر انور کو دیکھے گا تو رونے لگے گا اور بارش ہونے لگے گی۔

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی تدبیر پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عمل کیا اور روضہ شریف کی چھت میں کچھ روشن دان بنائے تو آسمان کو قبر شریف نظر آنے لگی اور بارش شروع ہوگئی۔ اتنی بارش ہوئی کہ گھاس اگ گئی اونٹ موٹے ہو گئے ان میں چربی اور گوشت پیدا ہو گیا۔ اس سال کا نام ''ارزنی'' رکھا گیا۔

(ماہنامہ بناتِ عائشہ رضی اللہ عنہا ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ کراچی)

فضائل ومناقب میں

ترمذی شریف جلد دوم میں چار احادیث ایسی ہیں جن کا مضمون یہ ہے:

• ا تا ۴ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا؟ آپ کو کون زیادہ پیارا ہے۔ فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا عرض کیا: مردوں میں؟ فرمایا ان کا باپ یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دو احادیث کے راوی عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ایک کے راوی انس رضی اللہ عنہ۔

۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ساری عورتوں پر ایسی ہے جیسے فضیلت گوشت اور روٹی کو تمام کھانوں پر'' حدیث شریف۔ راوی انس بن مالک رضی اللہ عنہ ایسی روایت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی ہے۔

۶۔ راوی عمرو بن غالب رضی اللہ عنہ ایک شخص نے عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر رضی اللہ عنہ کے آگے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کچھ کہا، تو عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا جا مردود بدتر تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب (محبوبہ) کو ایذا دیتا ہے۔" یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے۔ امام ترمذی رضی اللہ عنہ۔

۷۔ مترجم ترمذی شریف یگانۂ زمان علامہ دوران مولانا بدیع الزمان لکھتے ہیں:

جلد دوم صفحہ ۷۳۲ اشاعت اپریل ۱۹۸۸ء............ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بڑا عالی رتبہ عطا فرمایا۔ کہ قرآن عظیم الشان میں سورۂ نور کو ان کی برأت سے نور علیٰ نور کیا۔ کہ قیامت تک برأت اور طہارت ان کی بلکہ سائر اہل بیت کی حفاظ قراء کی زبان سے صلوٰۃ اور خطب میں پڑھی جاتی ہے اسی لئے علماء اسلام نے فرمایا ہے کہ طاعن (طعنہ دینے والا) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فر مردود ہے۔ اس لئے کہ وہ قرآن کا منکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کمال تفقہ (علم فقہ) اور زہد وورع وتقویٰ عنایت فرمایا تھا۔............ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک مدتِ طویل تک اصحاب رضی اللہ عنہم نے ان سے احادیث کی سماعت کی...... اصحاب رضی اللہ عنہم کو جو اشکال پیش ہوتا آپ کے پاس اس کا خزانہ نکلتا اور فوراً وہ مشکلاتِ علمیہ حل ہو جاتیں۔ (جزاہا اللہ عنا خیرا الجزاء)

صفحہ ۷۴۴ قابل توجہ! راوی انس رضی اللہ عنہ حدیث صحیح بمطابق امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کافی ہے تجھ کو جہان کی عورتوں سے مریم رضی اللہ عنہا بنت عمران۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ آسیہ رضی اللہ عنہا بی بی فرعون۔ مترجم: یہ چاروں اقتداء اور پیروی کے لائق ہیں۔ مترجم کا یہ جملہ قابلِ توجہ ہے۔ الراقم

سیدہ آسیہؓ کا ضمناً مختصراً ذکرِ جمیل:

کیونکہ اوپر ان کا اسم گرامی حدیث شریف کے حوالے سے آیا۔

جب فرعون ان کے ایمان لانے پر آگاہ ہوا ان کو چومیخہ کر کے دھوپ میں لٹاتا اور بھاری پتھر سینہ پر رکھتا۔ جب لوگ ان سے دور ہو جاتے تو فرشتے ان پر سایہ کرتے ...... وفات قریب ہوئی انہوں نے دعا کی۔ دعا قبول ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آنکھوں سے پردہ اٹھا دیا کہ جنت میں اپنا گھر دیکھ لیا۔

(ترجم ترمذی جلد دوم)

سورۃ التحریم آیت ۱۱ میں حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے۔ اسی آیت کریمہ میں حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی دعا اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی جو آسیہ رضی اللہ عنہا نے شہادت سے قبل فرمائی۔

رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔

"اے میرے رب! بنا دے میرے لئے اپنے پاس ایک گھر جنت میں اور بچا مجھے فرعون سے اور اسکے عمل سے اور مجھے اس ستم پیشہ قوم سے نجات دے۔" تفسیر میں ہے: فرعون نے آسیہ رضی اللہ عنہا کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں میں میخیں ٹھونک دیں اور چلچلاتی دھوپ میں ڈال دیا۔"

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی استقامت کا یہ عالم تھا کہ اس وقت بھی مسکراتی رہیں فرعون نے جب انہیں مسکراتے دیکھا تو کہنے لگا یہ تو پاگل ہو گئی ہے۔

احادیث میں آیا جب آسیہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ اور پاؤں میں میخیں گاڑی گئیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے جنت کے محل کو منکشف کر دیا۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم سورۃ التحریم آیت ۱۱)

سیدہ مریم علیہا السلام:

سیدہ مریم علیہا السلام کا اسم گرامی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آیا اسلئے چند جملے

ان کی خدمت میں بطور نذرانہ عقیدت:

عرض ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کا ذکر خیر قرآن مجید میں کئی مقامات پر ہے الراقم اس وقت کافی علیل ہے اس لئے صرف تفسیر نعیمی جلد سوم سورۃ آل عمران کے حوالے سے اس مقدس ہستی کا ذکر خیر کرے گا۔ اور قرآن مجید کی سورۃ مریم میں سے چند کلمات برائے حصولِ سعادت دارین لکھے گا:۔

"جنت میں ہر کنواری لڑکی کا کسی جنتی کے ساتھ نکاح کر دیا جائے گا چنانچہ حضرت مریم سلامۃ اللہ علیہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکاح میں آئیں گی۔ وہاں عورتیں حوروں سے بھی زیادہ حسین وجمیل اور پاک صاف ہونگی کیونکہ دنیاوی عورتوں میں نیک اعمال کا بھی حسن ہوگا۔" (تفسیر نعیمی جلد سوم صفحہ ۳۵۶، ۳۵۷ مصنف مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ ہدیہ ۳۶ روپے)

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے سوا کسی عورت کا نام قرآن مجید میں نہیں صفحہ ۴۵۲ تفسیر مذکور حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی والدہ حضرت عمران رضی اللہ عنہ کی بیوی ہے۔ عمران رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی ہیں۔ اسم شریف حضرت حُنّہ بنت فافوزہ رضی اللہ عنہا۔ ان کی دوسری بہن حضرت ایشاع بنت فاخوزہ رضی اللہ عنہا حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی ہے۔

واضح رہے سورۃ آل عمران آیت ۳۵ تا ۳۷ میں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی پیدائش (ولادت) کا تفصیلی بیان اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور ساتھ ساتھ ان کے کرامات بھی۔ یہی میلاد ہے۔

ہم بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد کا بیان رب تعالیٰ کی سنت سمجھ کر بھی کرتے ہیں۔

حُنّہ نے نذر مانی تھی لڑکا پیدا ہو کہ وہ اسے بیت المقدس کی خدمت کیلئے وقف کر دے۔ ہوا یہ کہ لڑکی پیدا ہوگئی۔ حُنّہ فکر مند ہوئیں کہ نذر کیسے پوری ہو؟

رب تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ۔

''اور نہیں ہے لڑکا مثل اس لڑکی کے۔''

وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ۔

''اور میں نے اس کا نام مریم رکھا۔''

عمران رضی اللہ عنہ مریم رضی اللہ عنہا کی ولادت سے پہلے وفات پا چکے تھے۔

مریم کا مطلب ہے عابدہ اور خادمہ، حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا کا قول ''عورتوں کو برا نہ جانو۔ عورتیں انبیاء اولیاء کی کان ہیں۔''

آیت کریمہ ۳۷ کا ترجمہ: ''تو اس کے رب نے اچھی طرح قبول کر لیا (یعنی رب نے مریم رضی اللہ عنہا کو قبول فرمالیا)

''اور اسے اچھا پروان چڑھایا۔ اور اسے حضرت زکریا علیہ السلام کی نگہبانی میں دیا۔ جب حضرت زکریا علیہ السلام اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے۔ کہا اے مریم! تیرے پا کہاں سے آیا۔ بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے ...... (قرآن شریف سے آیت کریمہ کی تلاوت فرمالیں)۔ تفسیر وتشریح کا خلاصہ۔

بزرگوں کی دعا سے قانون بدل جاتے ہیں۔ حضرت حَنّہ رضی اللہ عنہا کی تمام دعائیں رب نے قبول فرمالیں۔ حالانکہ بیت المقدس کی خدمت کیلئے لڑکی کا ہونا اس دور کے قانون کے خلاف تھا۔

حضرت مریم رضی اللہ عنہا ایک دن اتنی بڑھتی تھیں جیسے دوسرے بچے ایک سال میں رب نے مریم رضی اللہ عنہا کی پرورش کی۔ زکریا علیہ السلام (مریم رضی اللہ عنہا کے خالو) کو نگہبانی کا ذمہ دار ٹھہرایا۔

مریم رضی اللہ عنہا کا خاندان اعلیٰ عمران دحنہ کا چشم و چراغ ہونا۔ رب کو انہیں قبول فرمالینا۔ اچھی طرح پروان چڑھاتا۔ پرورش بیت المقدس کے بالاخانہ میں ہونا۔ تربیت کنندہ کامل ہونا۔ کیسے بلند اوصاف وکمالات ہیں۔ حضرت زکریا رضی اللہ عنہ مریم رضی اللہ عنہا کے پاس عظیم الشان پھل پاتے تھے۔ پوچھتے یہ کہاں سے آئے؟ جواب قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ مریم رضی اللہ عنہا بچپن ہی میں نہایت اکمل مکمل عارفہ باللہ تھیں۔
(تفسیر نعیمی جلد سوم)

آگے چند جملے از سورۂ مریم پارہ ۱۶ قال الم آیت ۱۶ تا ۳۵ الراقم عرض کرتا ہے کہ آیات قرآن مجید مع ترجمہ ضرور پڑھیں۔ ایمان میں اضافہ ہوگا۔

آیت ۱۶ سے ذکر خیر حضرت مریم رضی اللہ عنہا اور ولادت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر یوں شروع فرمایا جارہا ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ۔

''اور حبیب بیان کیجئے کتاب میں مریم کا حال۔''

بوقت ولادت عیسیٰ علیہ السلام اللہ نے مریم رضی اللہ عنہا کے پاس جبریل کو بھیجا (آیت ۱۷) ''پس وہ ظاہر ہوا اس کے سامنے ایک تندرست انسان کی صورت میں۔'' جبریل نے کہا!

اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ۔

''میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں''

لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا۝

''تاکہ عطا کروں تجھے میں ایک پاکیزہ فرزند''

وہ حاملہ ہوئیں، کسی دور جگہ چلی گئیں۔ دردِ زہ انہیں ایک کھجور کے تنے کے پاس لے آیا۔ اے مریم! غمزدہ نہ ہو جاری کردی ہے تیرے رب نے تیرے

نیچے ایک ندی۔ کھجور کے تنے کو ہلاؤ۔ گرنے لگیں گی۔ پکی ہوئی کھجوریں، میٹھی، میٹھی، پانی ٹھنڈا..........

(سبحان اللہ کیسی شان ہے حضرت سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کی یا اللہ ان کے طفیل آج کل کے مظلوم مسلمانوں پر کرم فرما۔

(عبدالخالق توکلی۔ ۱۵/ جمادی الثانی ۱۴۲۶ھ ۲۳ جولائی ۲۰۰۵ء بوقت صبح ہفتہ)

مختصراً وضاحت سطور بالا کی۔ جبرائیل علیہ السلام بشری صورت میں اس لئے حاضر ہوئے کہ ملکوتی صورت میں دیکھنے کی ہمت حضرت مریم رضی اللہ عنہا نہ رکھتی تھیں۔

جبریل نے فرزند دینے کی نسبت اپنی طرف کر دی۔ یہ نسبت درست ہے۔ حقیقی منعم اللہ تعالیٰ ہی ہے یہ شرک نہیں ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام کو بن باپ کے پیدا کرنے کی حکمت یہ ہے کہ علت وسبب کے چکر میں پھنسے ہوئے لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کے قادر مطلق ہونے کا ایک ناقابل تردید ثبوت پیش کیا جائے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پھونک ماری اور حمل قرار پا گیا۔ اگر یہ حمل شادی کے بعد (شادی تو کبھی نہ ہوئی) ہوتا تو گھر چھوڑنے کی کیا ضرورت تھی۔

وضع حمل کے وقت کوئی، دایا پاس نہ تھی۔ اگر شادی ہوئی ہوتی تو

يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ۔

"کاش میں مرگئی ہوتی۔"

کیوں کہتیں۔ (تفسیر ماخوذ ضیاء القرآن۔ جلد سوم مصنفہ حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری)

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فضیلت کے کئی مدارج میں اور ہر درجہ اپنی اپنی جگہ کامل ہے۔

۲۔ آپ نہایت شیریں کلام تھیں۔ آپ کے شاگرد موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ فصیح اللسان میں نے نہیں دیکھا۔ طبری میں سیدہ طاہرہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سلامۃ اللہ علیہا کی پر جلال خطابت، بلند آہنگی اور لفظی معنویت وشوکت کی وضاحت کے لئے حوالہ ملتا ہے۔ ”پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تقریر کی وہ پُر جلال خاتون بلند آواز تھی۔ ان کی آواز اکثر لوگوں پر غالب آجاتی تھی۔ گویا وہ پر جلال خاتون کی آواز تھی۔“

۳۔ سیرت وشخصیت اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عکس تھی اگر علمی کمالات دینی خدمات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات وارشادات کی نشر واشاعت کی فضیلت کا پہلو خصوصیت سے سامنے ہو تو اس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا کوئی ثانی نہیں ہو سکتا۔

۴۔ آپ رضی اللہ عنہا کا شمار مجتہدین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے ...... ان کا نام حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے ساتھ لیا جا سکتا ہے۔

۵۔ اسلام میں ایک منفرد اور ممتاز مقام رکھتی ہیں۔ ۱۷ رمضان المبارک کو ۶۷ برس کی عمر میں وفات پائی۔ (روزنامہ ایکسپریس فیصل آباد ۱۷ رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ مضمون نگار محمد طیب خان سنگھانوی)

سیدہ صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا پر چند تعریفی کلمات

امتحان پر امتحان عام الحزن (حضرت) ابوطالب کا کفن ابھی میلا بھی نہ ہوا تھا کہ تین دن اور دوسری روایت ۳۵ دن بعد رفیق حیات مونس وغم گسار

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا ان کی قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود اترے۔
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کم سن تھیں۔ شوال سنہ ۱۰ نبوت میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے ام المومنین بننے کا شرف حاصل کیا۔

شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشتِ خاک اس کی

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مردوں میں آفتابِ نبوت کی پہلی کرن کی ضیاء پاشی سے منور ہوئے۔ اس نور کو قلب ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ام رومان رضی اللہ عنہا کی تطہیر کرتے چار برس گزرے تھے کہ خانۂ ابوبکر رضی اللہ عنہ میں سعادتوں سرفرازیوں اور رفعتوں کے ضمیر سے گوندھ کر بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پیکر میں نمودار ہوئیں۔

ذہانت، ذکاوت، جودتِ طبع تو قدرت نے عطا کی باپ نے تربیت سے اس جوہر کو چمکایا۔

شوال سنہ ۱۰ نبوت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا۔ رخصتی مدینہ منورہ میں شوال سنہ ۱ ہجری میں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کم عمری میں معلم کتاب وحکمت کے گھر چراغِ خانہ بن کر اس مقام کی مکین بنیں جو حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بموجب گوشۂ جنت سے متصل تھا۔ نو (۹) سال تک شب وروز فیضانِ نبوی کی بارشیں ہوتی رہیں۔ تعلیم وتربیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسند ارشاد کے لئے تیار کیا جوامت کیلئے عموماً اور خواتین کے لئے خصوصاً ۴۷ سال تک مدینہ میں سجنے والی تھی۔ منشائے ربانی کہ خواتین کیلئے تحفہ کامل ہو۔

جامع ترمذی شریف میں ہے جب کبھی اصحاب رضی اللہ عنہم کو کوئی مسئلہ مشکل پیش آیا تو صرف عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس کا علم موجود پایا۔

(ترمذی جلد دوم حدیث نمبر ۱۸۱۲) مترجم محمد صدیق سعیدی)

علامہ ابن حزم رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نہ صرف اہل بیت رضی اللہ عنہم بلکہ صحابہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ہیں۔ علامہ ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے خیال میں فضائل مختلف الجہات ہیں۔ نسبی شرافت کے اعتبار سے صاحبزادیاں رضی اللہ عنہن سب سے افضل ہیں۔ اولیت ایمان او راعانت وتسکین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سب پر مقدم یعنی خیر النساء ہیں۔ کمالاتِ علم، تبلیغ دین اور حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لحاظ سے حضرت عائشہ سرفہرست ہیں۔ خود ان کی زبان مبارک سے (دس اوصاف جو دیگر ازوج میں نہیں) گزشتہ صفحات پر راقم عرض کر چکا ہے۔

بے شمار سعادتیں ان کے ذریعہ امت کو ملیں۔ تیمم کی سہولت ...... جبرائیل نے دوبار سلام کیا۔

دو بار جبرائیل علیہ السلام کو ہیئت اصلی میں دیکھا۔ خاتونِ کامل کا ایک قابل تقلید نمونہ برائے خواتین تھیں۔ ۶۶ سال کی عمر میں بدھ کی شب ۱۷ رمضان ۵۸ھ میں وصال (ماخوذ: سیرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم)

منقبت

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بمطابق قرآن کریم طیب میں اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا طیبہ ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر مفسر راس المفسرین عماد الدین ابن کثیر علیہ الرحمۃ مترجم مولانا محمد صاحب جوناگڑھی طبع جدید اول ۲۰۰۱ء کے ایک عنوان کا مفہوم، جلد سوم)

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن سے نا اخلاقی ناممکن ہے۔ (جلد چہارم)

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ (اکابر تابعین سے) جب ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے

روایت کرتے تو فرمایا کرتے اَلصِّدِّیْقَۃُ بِنْتُ الصِّدِّیْقِ حَبِیْبَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہ ﷺ حَبِیْبَۃُ حَبِیْبَ اللّٰہِ امرأۃ مِنَ السّماء ...... آسمانی بیوی۔ (مدارج النبوۃ)

غلاف کعبۃ اللہ:

کعبہ شریف پر ہر سال نیا غلاف چڑھایا جاتا ہے پرانا اتار لیا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زمانہ میں کعبہ شریف کے متولی پرانے غلاف کو ادب کی بنا پر زمین میں دفن کر دیتے کہ اس کو کوئی ناپاک ہاتھ نہ لگائے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ تعظیم غیر شرعی ہے جس کا حکم نہیں ہے بیچ ڈالا کرو۔ (شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ تم برا کرتے ہو) جو دام آئیں غرباء مساکین کو دے دیا کرو اعین الاصابہ سیوطی بحوالہ سنن و بیہقی) پھر فروخت کر دیا جاتا اور لوگ تبرک کے طور پر رکھتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بھی احسان ہے کہ لوگوں کے ہاتھ میں یہ دولت آئی

تو پیغمبر کی امینہ تو رفیقہ نور کی
ناز کرتی ہے تیرے سر پر تجلی طور کی

(بحوالہ رسالہ خدام الدین ۲ دسمبر ۱۹۶۶ء)

مکتوب شریف نمبر ۳۶ جلد دوم۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حبیب رب اللعالمین کی محبوبہ اور لب گور تک آپ ﷺ کی مقبولہ و منظورہ رہیں۔ اس قسم کی صدیقہ مجتہدہ کو طعن کرنا۔ ناشائستہ حرکات اُن سے منسوب کرنا نامناسب اور آپ ﷺ پر ایمان لانے سے دور ہے۔

اقارب:

۱۔ والدہ ماجدہ ام رومان رضی اللہ عنہا ذکر خیر ۱/۳ میں ان کا ذکر لکھا ہے۔

۲۔ والد گرامی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر نمبر ۱/۳ میں تفصیلاً لکھا ہے۔

۳۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما حقیقی بھائی۔ بڑے بہادر تھے۔ ان کا بیٹا بھی صحابی رضی اللہ عنہ تھا۔

۴۔ عبداللہ بن فضالہ لیثی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا پدر رضاعی۔

۵۔ علاتی بھائی عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کی ایک بہن وصالِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے چار ماہ بعد پیدا ہوئیں۔

۶۔ علالی بہن اسماء (ذات النطاقین رضی اللہ عنہا) کا حسین تذکرہ (۳/۱) میں ملاحظہ فرمایئے۔

۷۔ طفیل بن سجرہ اخیافی بھائی۔

۸۔ علاتی بھائی محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ

۹۔ ایک خادمہ بریرہ رضی اللہ عنہا۔

ملفوظاتِ عائشہ رضی اللہ عنہا:

صرف چند ایک اور ارشاداتِ شہ ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے عائشہ رضی اللہ عنہا اگر بہشت میں مجھ سے ملحق ہونا چاہتی ہو تو چاہئے کہ دنیا میں تمہاری مقدارِ زاد (سامان) صرف اتنی ہو جس سے گذر ہو سکے۔

۲۔ کپڑا پرانا شمار نہ کرو جب تک پیوند لگا کر نہ پہنو۔ کل کیلئے ذخیرہ نہ کرو۔

۳۔ اگر کسی کے اندر برائی اور اچھائی ہو تو برائی کو بھول جاؤ اور اچھائی کو بیان کرو۔

۴۔ درِ جنت کا دروازہ کھٹ کھٹاؤ۔ کھولا جائے گا۔ لوگوں نے کہا "کیسے" فرمایا بھوک اور پیاس کی برداشت سے۔

۵۔ بوقت رحلت فرمایا۔ کاش میں درخت و پتھر ہوتی۔ کاٹ دی جاتی اس دنیا سے بیزاری کا مظاہرہ۔ یہی کچھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بوقت وصال فرمایا تھا۔

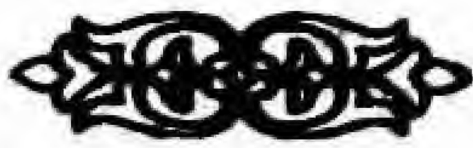
حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں چند جملے از سیرۃ الصحابیات:

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اصلی الفاظ سے حدیث میں جان پڑ جاتی ہے مثلاً آغازِ وحی پر فرمایا...... مثل خلق الصبح "آپ جو خواب دیکھتے تھے سپیدۂ سحر کی طرح نمودار ہو جاتا تھا۔

۲۔ خطابت کے لحاظ سے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں ممتاز تھیں جنگ جمل میں جو انہوں نے تقاریر کیں وہ جوش اور زور کے لحاظ سے اپنا جواب نہیں رکھتیں۔"

بنتِ صدیق آرام جانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اس حریم برأت پہ لاکھوں سلام
یعنی ہے سورۂ نور جن کی گواہ
اس کی پر نور صورت پہ لاکھوں سلام

(احمد رضا خان بریلویؒ)



(۴) ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا

تعارف:

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی لختِ جگر تھیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نکاح سے پہلے خُنیس رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھی جو کہ سابقین میں سے تھے۔ ہجرت حبشہ اور مدینہ منورہ کی تھیں۔ بدر اور اُحد میں شامل تھے۔ زخمی ہوئے مدینہ منورہ میں وصال فرمایا۔ ان کے بھائی عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی صحابہ اور مشہور شاعر تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا انہوں نے کوئی جواب نہ دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رنج ہوا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا آجکل تو میں شادی کا ارادہ نہیں رکھتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سارا واقعہ سنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حفصہ رضی اللہ عنہا کی شادی اس شخص سے ہوگی جو عثمان رضی اللہ عنہ سے بہتر ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح اس سے ہوگا جو حفصہ رضی اللہ عنہا سے بہتر ہے۔

بعد ازیں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمالیا۔ تب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا ''میری طرف سے رنج نہ کرنا حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرما چکے تھے میں یہ راز ظاہر نہ کرنا چاہتا تھا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا ساٹھ سال کی عمر میں ۴۱ھ میں وصال ہوا ایک روایت میں حضرت جبریل امین علیہ السلام نے یوں تعریف فرمائی۔ ''وہ بہت عبادت کرنے والی روزے رکھنے والی اور بہشت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہے۔''

فَاِنَّهَا قَوَّامَةٌ صَوَّامَةٌ وَاِنَّهَا زَوْجَتُكَ فِي الْجَنَّةِ۔

ایک روایت کے مطابق ۴۵ھ میں فوت ہوئیں۔ عمر ۶۳ سال۔

(فیوض العارفین حصہ دوم)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی ولادت پانچ سال قبل از بعثت ہوئی تھی۔

مرویات: متفق علیہ ۴ مسلم شریف ۶ کل ۶۰ احادیث روایت فرمائیں۔

بعض لوگ سورۃ تحریم کی ایک آیت ......اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا......کی تفسیر میں ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کرتے ہیں۔ جناب سلمان سلیمان منصور پوری رحمۃ للعلمین میں لکھتے ہیں میرا خیال ہے کہ جب رب کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کی عزت کا اتنا پاس ہے کہ کسی کا نام نہیں لیا ہم کو بھی اس بارہ میں جرأت نہیں کرنی چاہیے۔

وہ راز کیا تھا؟ ہم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں دخل دینے یا اس کے افشا کرنے کا حق نہیں۔اس راز کی بابت الراقم نے ذکر خیر ۱/۳ میں تفصیلاً عرض کیا ہے۔

اقارب:

۱۔ عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ والد گرامی رضی اللہ عنہ فاروقی نسل ہندوستان میں بکثرت پائی جاتی ہے سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ خواجہ فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شاہ ابوالخیر مجددی رحمۃ اللہ علیہ فاروقی ہیں۔

۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ: شفیق بھائی وصال ۷۳ھ مکہ معظمہ میں ۲۲۱۰ احادیث مروی ہیں۔

۳۔ والدہ زینب بنت مظعون نہایت قدیم الاسلام قبل۔ از ہجرت وصال فرمایا۔

۴۔ ماموں عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ذرا الہجرتین میں۔قدیم الاسلام ہیں۔

مدینہ منورہ میں مہاجرین میں سے سب سے پہلا وصال (وفات) ان کا ہوا۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفنانے کے بعد ان کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا اور اپنے فرزند سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے مزار کے ساتھ ان کا مزار (قبر) بنا کر فرمایا تھا۔اَلْحَقُ بِالسَّلَفِ الصَّالِحِ مِنَّا۔



(۵) ام المؤمنین سیدہ ام المساکین

زینب بنت خزیمہ ہلالیہ رضی اللہ عنہا

آپ رضی اللہ عنہا مساکین کو بکثرت کھانا کھلایا کرتی تھیں۔ جاہلیت ہی میں لقب ام المساکین تھا۔ پہلا نکاح طفیل سے ہوا دوسرا عبیدہ سے یہ دونوں حارث بن عبدالمطلب کے فرزند تھے (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عم زاد بھائی) تیسرا نکاح عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد ہیں۔ اور ام المؤمنین زینب جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں غزوہ اور میں شہید ہو گئے۔ ان کے جنازے میں آپ نے نو (۹) تکبیریں کہیں۔ فرمایا ''یہ ہزار تکبیروں کے مستحق تھے''۔

پھر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا۔ عقد مبارک کے بعد صرف دو یا تین ماہ زندہ رہیں۔ یہ والدہ کی جانب سے امّ المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ بقیع شریف میں دفن ہوئیں ۔ (قبہ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں) عمر تیس سال۔

یہی ایک ام المومنین رضی اللہ عنہا تھیں جنہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتی میں وصال فرمایا (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد)



(٦) اُمّ المومنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا (ہند) بنت امیہ مخزومی

(ابو امیہ مخزومہ)

نام ہند یا رملہ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سیدنا ابو سلمہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ نہایت قدیم الاسلام تھیں ابو سلمہ رضی اللہ عنہا کی والدہ برّہ بنت عبد المطلب حضور رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پھوپھی تھیں علاوہ ازیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہ رضاعی بھائی بھی ہیں۔

اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند کے ساتھ اوّل ہجرت حبشہ کی اور پھر مکہ معظّمہ میں واپس آ گئے تھے مکرّر جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا ہجرت مدینہ منورہ کے لئے نکلے تو ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے گھر والوں نے ان کے بچے سلمہ کو چھین لیا۔ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھی زبردستی لے لیا۔

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ بڑے راسخ الاسلام اور قدیم الاسلام تھے سفر ہجرت ترک نہ کیا ام سلمہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں رہیں وہ ہر روز شام کو اس مقام پر آ کر بیٹھا کرتیں جہاں شوہر رضی اللہ عنہ سے علیحدہ ہوئی تھیں ایک سال تک روتی رہیں حتیٰ کہ پتھر دل عزیز و اقارب کا دل بھی نرم ہو گیا۔ بچہ بھی دے دیا اور سفر کی اجازت بھی یہ اکیلی مدینہ شریف کو چل پڑیں عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے کلید بردارِ حرم تھے اُن کو امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی بے بسی و تنہائی پر رحم آ گیا وہ ساتھ ہوئے اور ان کو اونٹ پر سوار کراتے خود پیدل چلتے۔ جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچ گئے کھجوروں کے درخت نظر آنے لگے تو خود واپس چلے آئے۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ بدر میں شریک ہوئے احد میں زخمی ہوئے جمادی الآخر ۳ھ میں شہادت کی موت پائی۔ انا للہ و انّا الیہ راجعون ط

آخرت وقت یہ کلمات زبان پر تھے۔

اَللّٰھُمَّ اَخْلِفْنِیْ فِیْ اَھْلِیْ بِخَیْرٍ ......"الٰہی میرے کنبہ کی اچھی طرح نگہداشت فرما"......دعا قبول بھی ہوئی ننھے بچے چھوڑے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت تھی محبت تھی مدت العمر اسلام میں استقامت دکھائی تھی ذوالحجرتین بھی تھے ان تمام امور کا خیال فرماتے ہوئے حضور محبوبِ رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال ۴ھ میں امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرما لیا تھا ان کے بیٹے عمر رضی اللہ عنہ سلمہ رضی اللہ عنہ بیٹیاں زینب رضی اللہ عنہا و درّہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ربیب تھے۔ان چاروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ پرورش پائی۔

اقارب:

۱) بیٹا عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ ۲ھ میں ولادت ہوئی۔ فارس اور بحرین کے حاکم رہے ۸۳ھ میں وصال فرمایا۔

۲) بیٹی سلمہ رضی اللہ عنہا بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امامہ رضی اللہ عنہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہ کا نکاح کر دیا۔

۳) بیٹی زینب رضی اللہ عنہا بنت ابوسلمہ زبردست حنفیہ تھیں جب یہ چھوٹی تھیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم غسل فرما رہے تھے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیار سے منہ پر پانی کے چھینٹے پھینکے جس کی برکت یہ ہوئی کہ ان کے چہرے کی رونق تازگی تا زندگی شباب (جوانی) جیسی رہی (سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ہے) یوم الحرہ میں دونوں بیٹے شہید کر دئے گئے تھے۔لاشیں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سامنے تھیں ان کا مرنا امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے لئے بڑی مصیبت اور غم تھا۔

۴) بیٹی امّ کلثوم رضی اللہ عنہا بنت ابوسلمہ سے ایک حدیث بھی مروی ہے۔

۵) درّہ بنت ابو سلمہ کا ذکر بخاری شریف میں ہے۔

۶) زبیر رضی اللہ عنہ۔ عامر رضی اللہ عنہ (مؤلفتہ القلوب) عبد اللہ رضی اللہ عنہ مہاجر امّ المومنین رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں اور عزیز ہیں عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی والدہ عاتکہ۔ عبد اللہ بعد میں اسلام لائے بدر میں شہید ہوئے۔

عظیم محدثہ عالمہ فاضلہ امّ سلمہ کا وصال مدینہ شریف میں ۵۹ھ کو بعمر ۸۴ سال میں ہوا بعض نے ۶۰ھ روایت کیا ہے ۳۷۸ احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔ (۵۹ھ یا ۶۰ھ والی روایت غلط ہیں) سانحہ کربلا کے بعد وصال فرمایا۔

ولید رضی اللہ عنہ بھی انکے بھائی تھے، جن کے بیٹے حضرت خالد رضی اللہ عنہ (خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) جنہیں سیف اللہ کا خطاب حضرت جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے بخشا تھا۔

تفصیل عقد مبارک:

حضرت مولانا نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ حضرت خواجہ سائیں توکلی شاہ مست ابنالوی علیہ الرحمۃ) جن کا مزار قبرستان نور شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ مزار نور شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کے بالکل متصل ہے "سیرۃ رسول عربی" میں لکھتے ہیں:

جب شاہ دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا پیغام بھیجا تو مرحبا کہہ کر اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ عذر پیش کئے "میں سخت غیور عورت ہوں صاحب عیال ہوں عمر زیادہ ہے۔ حضور رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عذروں کا تسلی بخش جواب دیا اور نکاح ہو گیا۔ حدیبیہ میں امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی تدبیر سے مشکل حل ہوئی۔ جب حدیبیہ میں صلح نامہ لکھا جا چکا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا قربانیاں دو اور سر منڈاؤ اصحاب رضی اللہ عنہم شرائط اور واپسی سے رنج و ملال میں تھے اس لئے قدرے تامل کیا آپ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے خیمے میں تشریف لے گئے امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود نحر و حلق فرمائیں یہ دیکھ کر ان کا بجز اتباع چارہ نہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا اُمّ

سلمہ رضی اللہ عنہا کی تدبیر سے یہ مشکل حل ہوگئی۔ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نہایت دانشمند اور صواب رائے تھیں۔

بقول ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آنے کے بعد ۶۱ھ میں وصال فرمایا۔ یہ روایت بحوالہ مشکوٰۃ شریف پیش خدمت ہے:۔ (بلکہ واقعہ حرہ تک زندہ رہیں ۶۳ھ تک یہی زیادہ صحیح ہے) ترمذی شریف میں بھی ہے۔ سلمٰی رضی اللہ عنہا زوجہ انصاری رضی اللہ عنہ سیدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو روتے ہوئے دیکھا۔ پوچھا کیا بات؟ فرمایا ''میں نے ابھی خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس گرد آلود ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رو رہے ہیں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا بات ہے؟ فرمایا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے میں قتل گاہ میں موجود تھا''۔

شہادت کی خبر سن کر امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے اہل عراق پر لعنت کی جنہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا بمطابق فیوض العارفین حصہ دہم ۶۲ھ میں وصال فرمایا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

مزید بیان از مدارج النبوۃ:

سیدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے حدیث شریف سنی ہوئی تھی اگر کوئی مصیبت آجائے تو اسے یہ دعا مانگنی چاہیے۔

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْهَا۔

''میرے مولیٰ میری مصیبت میں مجھے اجر دے اور اس سے بہتر اس کا قائم مقام میرے لئے بنا''۔

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ (شوہر امّ سلمہ رضی اللہ عنہا) نے اپنے وصال کے وقت اسے اپنا ورد بنایا ہوا تھا۔ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا بوقت وصال اور بعد میں بھی میں نے یہ دعا

پڑھتی تھی۔ اور یہ حدیث شریف بھی سنی ہوئی تھی "میت کے سرہانے بوقت جانکنی جو موجود ہو وہ اچھی دعا کرے اس وقت جو دعا کی جائے فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں" ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بھی دعا کی "اے اللہ! مجھے اور ان کو بخش دے اور میری عاقبت اچھی بنا دے"۔

اس طرح دعاؤں کو شرفِ قبولیت ملا۔ بہتر زوج یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو عطا ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر جا کر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی تعزیت فرمائی تھی "ان کے غم کو تسکین عطا فرما ان کی مصیبت کو بہتر بنا دے دران کو بہتر عوض بدلہ عطا کر" دعا پوری قبول ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دی "تمہارے بچے میرے بچے ہیں۔ ان کی پرورش خدا اور رسول کی ذمہ داری ہے" شوال ۴ھ میں تزوج فرمایا۔



(۷) ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش اسدیہ رضی اللہ عنہا

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی والدہ امیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا نبی محترم ﷺ کی پھوپھی ہیں۔ پہلا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے تھا۔ زید رضی اللہ عنہ نجیب الطرفین تھے۔ مگر بچپن میں ایک ظالم گروہ نے ان کو اٹھا لیا اور سوق حباشہ میں (جہاں مکہ شریف کے قریب سالانہ منڈی لگا کرتی تھی) فروخت کر دیا۔ حکیم بن حزام ان کو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کیلئے خرید لائے جب خدیجہ رضی اللہ عنہا کا عقد مبارک آنحضرت ﷺ سے ہوا تب انہوں نے زید رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کے لئے ہبہ فرما دیا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کے والدین ان کی تلاش میں تھے۔ وہ پتہ لگاتے لگاتے مکہ معظمہ پہنچ گئے اور رسولِ رحیم و کریم ﷺ نے منظور فرما لیا۔ مگر سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے آقائے دو جہان ﷺ کو چھوڑنا پسند نہ کیا اور والدین کیساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ والدین نے بھی دیکھا کہ ان کا بیٹا یہاں بحالت غلامی نہیں بلکہ فرزندانہ تربیت پا رہا ہے وہ بھی مطمئن ہو کر واپس چلے گئے۔ سیدنا رؤف الرحیم ﷺ کی الفت و محبت دیکھ کر زید کو زید بن محمد ﷺ کا خطاب مل گیا تھا۔ یہ بعثِ نبوی ﷺ سے پیشتر کے واقعات ہیں۔

اعلان نبوت کے بعد جن امور کی اصلاح فرمائی گئی ان میں غلاموں کی حالت کی درستی بھی تھی۔ رحمت دو جہان ﷺ فرمایا کرتے تھے "لوگو! تم نے ان کو غلام کیوں کر بنا لیا ماں کے پیٹ سے تو یہ آزاد پیدا ہوئے تھے"۔ اسی لئے حضور رسالت مآب ﷺ نے یہ تجویز فرمائی اپنی پھوپھی زاد زینب [illegible] بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح زید سے کر دیں جو لوگ خاندانی غرور، تکبر پر مرمٹنے [illegible] تھے۔ وہ مصلح اعظم ﷺ کی اس تجویز سے آسانی سے متفق نہ ہو سکتے تھے۔ اس لئے سید[illegible]ب رضی اللہ عنہا

اوران کے اقرباء نے بھی اس رشتہ سے انکار کیا۔ (دارقطنی مطبوعہ فاروقی دہلی ص ۴۱۶) مگر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عزم پر برابر قائم رہے حتیٰ کہ رب الناس نے قرآن مجید میں آیت (حکم) نازل فرمادیا سورۃ احزاب آیت ۳۶۔

مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ

''جب خدا اور اس کا رسول کسی امر کا فیصلہ فرمادے تب کسی مومن مرد یا عورت کے لئے اس کام میں اپنا کوئی اختیار نہیں رہتا''۔

احسانِ عظیم:

اس حکم کے سامنے اقربائے زینب اور زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے ذاتی اور قومی خیالات کو چھوڑ دیا اور اس نکاح کا ہونا انسانیت پر احسانِ عظیم ہوا اور زینب رضی اللہ عنہا بھی خاص تعریف کی مستحق ٹھہریں۔ اب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہی کی شاندار زندگی سے اصلاحِ غلامی کی کوشش فرمائے مختلف ممالک میں متبنّٰی بنانے کا رواج تھا اور فرزندی میں لینے والا اسے اپنا بیٹا کہہ کر پکارتا۔

خرابیاں:

یہ رسم فی الحقیقت قدرت خداوندی کا گستاخانہ جواب تھی۔ اس کے علاوہ

- **الف:** اس رسم کا خاندانی وارثان بازگشت کے حقوق پر زہریلا اثر پڑتا تھا۔ وراثت کے مسئلہ پر خاندانوں میں عداوتوں کی بنیاد قائم ہو جاتی۔

ب: متبنّٰی بننے والا فرزند جو شجرۂ خاندان سے شاخ بریدہ کی مانند ہوتا تھا۔ اس کے دل اور روح میں یہ حقیقت ہمیشہ خار کی طرح کھٹکتی رہتی تھی کہ اس نئے خاندان سے سچ مچ اس کا کوئی تعلق خون کا نہیں۔ اگر برادرانِ حقیقی کو اچھی حالت میں دیکھتا تو حسد کرتا اگر حقیقی بھائی اسے اچھی

حالت میں دیکھتے تو وہ حسد کرتے۔

ج: متبنّٰی کرنے والا بھی مایوس ہو جاتا جب متبنّٰی بالغ ہو جاتا۔

د: جب اصل باپ اپنے بیٹے کو دوسرے گھر میں کسی مصیبت میں دیکھتا تو وہ اپنے کو ملامت کرتا

آخر تو کھل ہی جاتی ہے رنگت خضاب کی

قرآن مجید میں بہت پہلے یہ نازل ہو چکا تھا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ ...... (سورۃ احزاب آیت ۴۰)

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ بھی نہیں ہیں''۔

یہ بھی نازل ہو چکا تھا سورۃ احزاب آیت ۴ تا ۵ کا ترجمہ'' خدا نے تمہارے منہ بولے شخصوں کو تمہارا بیٹا نہیں بنایا یہ تمہاری باتیں اپنے ہی منہ کی ہیں اور اللہ سچ فرماتا ہے اور سیدھے رستے پر چلاتا ہے ایسے شخصوں کو ان ہی کے باپوں کے نام سے پکارا کرو خدا کے ہاں یہی بات ٹھیک انصاف کی ہے''۔

ان آیات میں جھوٹی رسم کا بطلان کر دیا گیا تھا یہ رسم پوری دنیا میں تھی اس لئے اسے جڑ سے اکھاڑنے کے لئے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو نمونہ بنایا گیا۔

اور ہوا یوں کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی اپنے شوہر زید رضی اللہ عنہ سے نہ بنی۔ یہ زید رضی اللہ عنہ اس نکاح سے قبل اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا جیسی بیوی کے ساتھ (جو عمر میں قریباً دو چند بڑی زید رضی اللہ عنہ سے، بیوہ اور حبشی الاصل تھی) خوش خوش کر زندگی بسر کر رہا تھا۔

زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ بسر نہ کر سکا۔ نوبت بجائے رسید حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک شکایت پہنچائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرمائی ''اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے''

اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ اور وَ اتَّقِ اللّٰہ۔

خاوند بیوی کا عجیب رشتہ ہے جب دل پھٹ جاتا ہے تو کوئی نصیحت بھی کارگر نہیں ہوتی۔

طلاق دے ہی دی۔ اس طلاق کا اثر زینب رضی اللہ عنہا اور اس کے خاندان پر کیا ہوا ہوگا؟ زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق کی ذلت اٹھانی پڑی۔ زینب رضی اللہ عنہا اور خاندان نے خدا اور رسول کے حکم پر عمل کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اثر ہوا، یہ زید غلام ہو کر بکا تھا۔

ایسی حالت میں وحی آئی کہ زینب رضی اللہ عنہا کو امّ المومنین کا درجہ عطا کیا گیا۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمالیا۔ اب متبنّٰی گری کی رسم کی جڑیں کٹ گئیں فرزند کی بیوی ہمیشہ باپ پر حرام ہوتی ہے اب زید کی بیوی کو حکم قرآنی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی بنا دیا گیا۔ تو تبنیت کی تائید میں کسی بھی چھوٹی بڑی تاویل کی گنجائش نہ رہی۔

اب اس دور میں سب سے زیادہ عیسائی لوگ اس واقعہ سے اپنی ناراضگی ظاہر کرتے رہتے ہیں۔ عیسائی کیوں معترض ہیں؟ کیا تورات انجیل نے تبنیت کو حق ٹھہرایا ہے؟ کیا مسیح علیہ السلام نے اسے جائز تسلیم کیا ہے؟ ایک حرف بھی اس کے جواز میں نہیں کہا تو پھر عیسائی کیوں رنج کرتے ہیں؟۔ نہ صرف کافروں کی رسم تبنیت کا ابطلان ہوا۔ بلکہ تثلیث کا بطلان بھی ساتھ ساتھ ہوگیا۔ ایک انسان کا بیٹا دوسرے کا بیٹا نہیں ہوسکتا۔ عیسائی پادری واعظین ناراض ہوگئے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا وجود تعلیم اسلام کے اظہار اور رسوم ضالہ کے ابطال میں بہت بڑی برکت ثابت ہوا ہے۔ اسی لئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان کی شان میں فرمایا کرتی تھیں۔ ''زینب وہی ہے جو بارگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں میری منزلت میں برابر برابر تھی''۔ جب نکاح ہوا سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی عمر ۳۶ سال تھی حجاب کا حکم ابھی نازل نہ ہوا تھا اس لئے یہ بکواس فضول اور غلط ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زینب رضی اللہ عنہا کے حسن کو دیکھ کر یکایک ان پر مائل ہوگئے تھے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پھوپھی کی بیٹی ہیں آنکھوں کے سامنے پلیں بڑھیں۔ زید رضی اللہ عنہ (آزاد کردہ غلام) تو ان سے بیزار ہو جائے اور سید الانبیا امام الاتقیا صلی اللہ علیہ وسلم اس پر شیفتگی کا اظہار کریں۔ عقل، عادت،

تجربہ، مشاہدہ ایسی فضول باتوں کی تکذیب کے لیے کافی ہیں۔حضرت زینبؓ نے ۲۰ھ میں وفات پائی۔

اقارب:

تین بھائی: ا۔عبداللہؓ ۲۔ابواحمد عبداللہؓ ۳۔عبیداللہ

تین بہنیں: ا۔زینبؓ ۲۔حمنہؓ ۳۔ام حبیبہؓ

ا) عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نہایت قدیم الاسلام۔ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ منورہ سے مشرف ہوئے اُحد میں شہید ہوئے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر ہی میں دفن ہوئے۔

۲) ابواحمد عبداللہ رضی اللہ عنہ ذوالہجر تین تھے ظاہری آنکھیں نہ تھیں ۲ھ میں وفات پائی۔

۳) عبیداللہ بن جحش حبش چلا گیا عیسائی ہو گیا وہیں مر گیا۔

۴) ام حبیب رضی اللہ عنہا (نام حبیبہ) زید بن حارثہ کے گھر میں تھیں۔

۵) حمنہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہما کے گھر میں تھیں۔وہ جنگ احد میں شہید ہو گئے تو طلحہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا محمد اور عمران ان کے فرزند ہیں۔

مزید وضاحت حالات سیدہ زینب رضی اللہ عنہا۔

جب حضور نبی الانبیا حبیب اِلٰہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ کے ذریعے نکاح کا پیغام بھیجا تو زینب رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ استخارہ کرلوں پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمادی سورۂ احزاب آیت نمبر ۳۷ ترجمہ:

"پس جب زید نے اس سے حاجت پوری کر لی ہم نے اس کو تجھ سے بیاہ دیا تاکہ مومنوں پر اُن کے پالکوں کی بیویوں میں تنگی نہ ہو جیسے وہ ان سے حاجت پوری کرلیں اور امرِ الٰہی ہو کر رہتا ہے۔"

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا نکاح تو ان کے باپ یا بھائی یا اہل نے کر دیا مگر میرا نکاح اللہ نے آسمان سے کر دیا واہ! سبحان اللہ تقدیر الٰہی میں یہ بات قرار پا چکی تھی کہ زینب رضی اللہ عنہا سلسلہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں منسلک ہوں گی اور خانہ زید رضی اللہ عنہ میں چند ماہ برائے نام رہیں گی جس طرح زلیخا عزیز مصر اور آسیہ فرعون نے رکھی تھی۔" (فیوض العارفین حصہ دہم)

نکاح ہونے پر مخالفین نے کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹوں کی بیوں سے نکاح حرام کر دیا اور خود اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا مولا کریم نے فوراً وحی نازل فرمادی۔

مَا کَانَ محمد ابا احمد من الرجالکم۔

"پس حضرت زید رضی اللہ عنہ جو زید بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہلاتے تھے۔ اسکے بعد زیدہ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کہلانے لگے۔"

ام المومنین زینب رضی اللہ عنہ نہایت راست گو اور پارسا تھیں جب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگا تو حضور نور علیٰ نور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت پوچھا آپ رضی اللہ عنہا نے صاف کہہ دیا" واللہ مجھ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھلائی کے سوا کسی چیز کا علم نہیں۔

واللّٰہِ ماعَلِمتُ اِلَّا خیراً۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں" میں نے کوئی عورت زینب رضی اللہ عنہا سے دین میں بہتر خدا سے ڈرنے والی زیادہ سچ بولنے والی زیادہ صلح رحم اور خیرات کرنے والی نہیں دیکھی۔

واقعہ:

ایک بار سرکار دو عالم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ مال مہاجرین میں تقسیم فرما رہے

تھے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا بول اُٹھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جھڑک دیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”عمر! ان کو جانے دو یہ اوّاہ یعنی خاشع اور متضرع ہیں اور آیت تلاوت فرمائی اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَاَوَّاهٌ...... تلاوت فرمائی جو خطاب رب نے خلیل اللہ علیہ السلام کو دیا وہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو دیا۔ وہ زاہدہ اور فیاض تھیں ہاتھ سے معاش پیدا کرتیں اور خیرات کرتیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا سالانہ وظیفہ بارہ ہزار درہم مقرر کیا تھا جو انہوں نے صرف ایک سال لیا اور اپنے حاجت مند رشتہ داروں میں تقسیم کر کے دعا مانگی ”خدایا مجھے یہ عطیہ آئندہ سال نہ ملے“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر ملی تو انہوں نے ایک ہزار اور بھیجا مگر زینب رضی اللہ عنہا نے اسے تقسم فرما دیا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہوا تم میں سے مجھ سے جلدی ملنے والی وہ ہے جس کا ہاتھ لمبا ہے ازواج رضی اللہ عنہن نے اسے حقیقت پر محمول فرمایا۔“ اور فرمایا جب ہم جمع ہوتیں اپنے ہاتھ کو دیوار پر ناپا کرتیں حتیٰ کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے جو کوتاہ قد تھی ہم سب سے پہلے وصال فرمایا اس وقت ہماری سمجھ میں آیا کہ ہاتھ کا لمبا ہونا ان کی فیاضی کی طرف اشارہ تھا۔“

بوقت وصال فرمایا میں نے اپنا کفن رکھا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ایک کفن بھیجیں گے دونوں میں سے اک خیرات کر دینا چنانچہ وصیت پر عمل فرمایا گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے گیارہ احادیث مروی ہیں۔ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جب حضرت زید رضی اللہ عنہ پیغام نکاح لے کر گئے تو سیدہ زینب نے فرمایا ”میں اپنے رب سے صلاح مشورہ کرلوں پھر وہ مصلے پر جا کر سر بسجود ہوگئیں دو نفل ادا کئے پھر سجدے میں گئیں مناجات کی ” اے خدا تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چاہا ہے اگر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق ہوں تو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

حاضر سے قبل خواب دیکھا تھا۔ مدینہ شریف کی طرف سے چاند چلا آ رہا تھا ہے حتیٰ کہ وہ میری گود میں اتر آیا" تعبیر یہی تھی جو پوری ہوگئی۔ مردان بن حکم نے نماز جنازہ پڑھائی جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حاکم مدینہ منور تھا۔

۵۶ھ میں ۶۵ سال کی عمر میں مدینہ شریف میں وصال فرمایا ان سے سات احادیث مروی ہیں۔

جویریہ رضی اللہ عنہا پہلے مسافع بن صوان مصطلق کے نکاح میں تھی جو ۵ھ میں غزوہ مریسیع میں قتل ہوا۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ مصاہرت کی رعایت سے بنی مصطلق کے تمام لونڈی غلاموں قیدیوں کو مسلمانوں نے نکاح کی خبر پر آزاد کیا تو قبیلہ کے بے شمار لوگ مسلمان ہو گئے۔ جو تعداد میں سو (۱۰۰) افراد سے زائد تھے اور سبھی مسلمان ہو گئے۔

اقارب:

عبد اللہ بن حارث (جویریہ رضی اللہ عنہا کے بھائی) یہ اپنی قوم کے قیدیوں کی رہائی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تھے۔ ان کے ساتھ چند مادہ شتر اور ایک حبشی لونڈی تھی یہ ان سب کو ایک پہاڑ کی گھاٹی میں چھپا کر چھوڑ گئے تھے۔ جب گفتگو شروع ہوئی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا تم فدیہ کے لئے کیا لائے ہو عبد اللہ نے کہا "میرے پاس تو کچھ بھی نہیں" فرمایا "وہ اونٹنیاں کیا ہوئیں؟ لونڈی کدھر گئی؟ جیسے تم فلاں فلاں جگہ چھپ کر آئے ہو۔ اب تو عبد اللہ حیران ہوا۔ فوراً کلمہ طیبہ پڑھ لیا۔ (معجزہ) سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے دوسرے بھائی عمر و بن حارث رضی اللہ عنہ ہیں۔



(۹) امّ المومنین امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا

سیدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا رملہ بنت ابو سفیان رضی اللہ عنہما بن اُمیہ نام تھے رملہ یا ھند ان کی والدہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت ابو العاص رضی اللہ عنہ یہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نہایت قدیم الاسلام شوہر عبداللہ بن جحش جو حبشہ کو ہجرت کر گیا عیسائیوں میں بیٹھتا رہا عیسائی ہو گیا۔ مگر اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا اسلام پر رہیں۔ اسلام کے لئے انہوں نے باپ بھائی قبیلہ خویش اور وطن چھوڑا تھا۔ پردیس میں خاوند کا سہارا بوجہ ارتداد جاتا رہا۔ حضور رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو عمرو بن امیہ الفہری کو حبشہ کے بادشاہ کے پاس بھیجا۔ اسے تحریر فرمایا تھا ''ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو آپ نکاح کا پیغام میری طرف سے پہنچایئے بادشاہ نے اپنی لونڈی جو شاہی لباس وعطریات کی انچارج تھی پیغام دینے امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجی اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا اس سے قبل خواب میں دیکھ چکی تھیں۔

خواب:

اُن کو کوئی شخص امّ المومنین کہہ کر پکار رہا ہے۔ لونڈی سے سن کر خدا کر شکر ادا کیا۔ نجاشی نے مجلس نکاح خود منعقد کی جس میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ مع جملہ اصحاب رضی اللہ عنہم مدعو تھے نجاشی رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا پر خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا جو اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے وکیل تھے۔ یہ سات ہجری کا واقعہ ہے۔

خطبہ:

خطبات کا مفہوم یہ تھا: توحید و رسالت کی شہادت حمد وثنا۔ درود شریف نکاح کا ذکر حق مہر جناب نجاشی کی طرف سے حاضرین کو کھانا کھلایا گیا۔ یہ وہی

نجاشی ہیں جن کی نماز جنازہ غائبانہ حضرت جناب رسالت مآب ﷺ نے ادا فرمائی تھی۔ اور جن کا ذکرِ خیر قرآن کریم میں بھی ہے شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ شریف بھیج دی گئیں۔

وصال:

وصال ۴۴ھ میں ہوا وصال سے قبل امِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ازواج مطہراتؓ سے کہا'' مجھے معاف کر دیں اگر کوئی ناپسند بات مجھ سے ہوئی ہو'' سب نے کہا'' معاف کیا''۔ اور دعا دی فرمایا'' تم نے مجھے خوش کیا اللہ تمہیں خوش کرے''۔

فضائل:

وہ پاکیزہ صفات جواد اور عالی ہمت تھیں۔ ۶۵ احادیث روایت فرمائیں۔ ان کی بیٹی حبیبہ رضی اللہ عنہا ربیبۂ النبی ﷺ ہیں۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ (امام اہل سیر) نے بیان کیا ہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا باپ ابوسفیان تجدید صلح کے لئے مدینہ منورہ آیا۔ اپنی صاحزادی امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ملنے گیا۔ بستر پر بیٹھنے لگا انہوں نے بستر لپیٹ دیا۔ کہا'' بیٹی تو بستر کو مجھ سے دور رکھنا چاہتی ہے یا مجھے بستر سے؟ فرمایا'' اے باپ یہ بستر حضور اقدس ﷺ کا ہے تو مشرک ہے اس پر نہیں بیٹھ سکتا
• کھسیانا ہو کر بولا بیٹی! تو ہم سے جدا ہو کر بگڑ گئی از ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۵۱ھ۔

اقارب:

۱) ابوسفیان بن حرب باپ مشہور دشمن اسلام بوقت فتح مکہ مسلمان ہوا۔
۲) یزید بن ابوسفیان فتح مکہ پر مسلمان ہوئے ۱۹ھ میں دمشق میں وصال ہوا شام کے حاکم تھے۔
۳) دوسرے بھائی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دوسری ماں سے بیس سال تک شام کی

گورنری اور پھر بیس سال حکومت کی باقی سلطنت امیہ عمر ۸۲ سال ۲۲ رجب ۶۰ھ میں وفات پائی۔

۴) حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا۔

(تکریم المومنین بتقویم مناقب خلفائے الراشدین رضی اللہ عنہم ۱۳۰۰ھ مصنف نواب سید محمد صدیق حسن خان بھوپال):۔

خواب:

امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے حبشہ میں قیام کے دوران ایک رات خواب دیکھا کہ ان کے شوہر عبداللہ بن جحش کا چہرہ مسخ ہوتا جارہا ہے۔ جونہی صبح ہوئی تو عبداللہ نے پہلے ہی کہنا شروع کردیا کہ رملہ! میں نے خوب غور وخوض کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ دنیا میں عیسائیت سے بڑھ کر کوئی اچھا مذہب نہیں ہے لہٰذا اسلام ترک کر کے واپس اپنے مذہب پر آتا ہوں" رملہ نے کہا" نادان نہ بنو...... اسلام دین بھی ہے دین حنیف بھی جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے"...... مگر شوہر مرتد ہو گیا...... حبشہ میں ایک بیٹی کو جنم دیا تھا جس کا نام حبیبہ رکھا گیا تھا ام حبیبہ رضی اللہ عنہا امیر معاویہ کی سگی بہن تھیں۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی والدہ صفیہ بنت العاص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سگی پھوپھی تھیں۔

نجاشی نے جس کنیز کو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا تھا اس کا نام ابراہہ تھا حضور علیہ السلام سے نکاح نجاشی کے دربار میں۔ ۰۶ یا ۰۷ ہجری میں ہوا۔ وصال ۴۴ھ وفات سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بلوایا اور کہا" اگر کوئی لغزش ہو گئی ہو تو معاف کر دیجئے۔ دعائے مغفرت کیجئے" سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دعا فرمائی تو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بولیں" آپ نے مجھے خوش کر دیا اللہ آپ کو خوش رکھے" روزنامہ ایکسپریس فیصل آباد جمعۃ المبارک ۱۱ نمبر ۲۰۰۵ھ ۸ شوال المکرم ۱۴۲۶ھ)

(۱۰) امّ المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا

تعارف:

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حی ابن اخطب بنی اسرائیل سے۔ سلسلہ نسب تا سیدنا ہارون علیہ السلام۔ والدہ کا اسم گرامی برّہ پہلے یہ سلام یہودی کی زوجہ تھیں۔ اس کے بعد کنانہ بن ربیع کی زوجہ رہیں۔

غزوہ خیبر کی فتح کے بعد اسیرانِ جنگ میں یہ بھی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے لئے خاص کر لیا (واضح رہے حضور باعثِ تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر کام مولا کریم کی رضا اور حکم کے عین مطابق ہوتا تھا)۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد فرمایا گیا پھر حبالہ نکاح میں لایا گیا۔ پہلے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے لئے انہیں مخصوص کیا گیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا وہ بنو قریضہ بنو نضیر کی سیدہ ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لئے لیں۔ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کبائر صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہیں دورِ معاویہ رضی اللہ عنہ میں وصال فرمایا۔ انہی کی شکل میں بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام آتے رہے۔

کیسی مہذب خاتون:

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس کے سامنے کی گئیں۔ فرمایا خیمہ میں لے جائیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود خیمہ میں تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آتے دیکھ کر حضرت صفیہ کھڑے ہو گئیں۔ لپٹا ہوا بستر تھا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بچھا دیا اور خود زمین پر بیٹھیں۔ حضور سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمہارے باپ نے ہمیشہ مجھ سے عداوت رکھی ہے، حتیٰ کہ وہ مارا گیا۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا "اللہ تعالیٰ ایک شخص کے گناہ کے بدلے دوسرے کی گرفت نہیں کرتا" حضور رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم

نے اختیار دیا اگر تو چاہے آزاد ہو کر واپس لوٹ جا اگر چاہے تو اسلام قبول کر لے اور میرے نکاح میں آجائے۔

صفیہ بڑی حلیم الطبع اور دانشمند عورت تھیں عرض کیا "مجھے اسلام کی تمنا تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت سے قبل ہی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی تھی اللہ تعالیٰ کی قسم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے نزدیک اپنی قوم سے محبوب تر ہے وہاں سے روانگی کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے سواری لائی گئی۔ صفیہ رضی اللہ عنہا کو سوار کرانے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پاؤں راحلہ پر رکھا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ران مبارک پر صفیہ رضی اللہ عنہا اپنا پاؤں رکھ کر سوار ہو جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ردیف بنا کر پردہ بھی باندھ دیا ایک بار اونٹ کو ٹھوکر لگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صفیہ رضی اللہ عنہا سمیت زمین پر آپہنچے۔ تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یا صفیہ رضی اللہ عنہا پر کسی کی بھی نظر نہ پڑی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پردہ درست فرمایا۔ (مہران کی آزادی تھی) تمام لوگوں کو ولیمہ کی دعوت دی گئی۔

ایک دن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو صفیہ رضی اللہ عنہا ہی کافی ہے......... وہ یوں ہے......... وہ یوں ہے...... فرمایا "تم نے وہ بات کہی اگر اسے دریا سمندر میں ڈالیں تو پانی کا رنگ تبدیل ہو جائے"۔

ایک بار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی باری پر دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبب پوچھا۔ صفیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا! عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا میرے پاس آتی ہیں مجھے تنگ کرتی ہیں۔ ہم صفیہ رضی اللہ عنہا سے بہتر ہیں۔ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عالی نسب سے ہیں۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم نے ان کو اس طرح کیوں نہ کہا کہ تم کس طرح بہتر ہو؟ جبکہ میرے باپ ہارون علیہ السلام اور چچا موسیٰ علیہ السلام اور شوہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

واقعہ:

ایک سفر میں صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ تھک کر بیٹھ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینبؓ سے فرمایا ''فالتو اونٹ صفیہ رضی اللہ عنہا کو دے دو'' حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا ''اس یہودیہ کو میں اپنی کوئی چیز نہیں دوں گی۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ناراض ہو گئے، دو یا تین مہینے اُن سے تعلق بالکل منقطع رکھا۔ جب انہوں نے توبہ کی تب رجوع فرمایا۔

حسن وجمال میں بہت بے مثل تھیں۔ جب مدینہ منورہ آئیں انصار کی کئی خواتین دیکھنے آتیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی نقاب پہنے ان میں تھیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پہچان لیا۔ اور جب باہر گئیں تو آپ پیچھے گئے اور نقاب ہٹا کر پوچھنے لگے اے حمیرا! صفیہ رضی اللہ عنہا کو تم نے کیسا پایا؟ کہا ایک یہودیہ ہے۔ یہودی عورتوں میں بیٹھی ہوئی تھی۔ فرمایا اس طرح کیوں کہتی ہو؟ جبکہ وہ مسلمان ہوگئی ہے اسلام قبول بھی ہو چکا ہے۔''

ایثار:

جب حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مرضِ آخری میں تھے۔ شدید تکلیف تھی۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے خلوص سے عرض کیا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ محبوب ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری مجھے لگ جائے۔'' یہ سُن کر ازوج مطہرات رضی اللہ عنہن نے ایک دوسرے کی طرف اشارہ کیا۔ مونس بے کساں صلی اللہ علیہ وسلم نے کراہت فرمائی اور فرمایا۔''

''اللہ تعالیٰ کی قسم صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے دعوے / بات میں سچی ہے۔''

واقعہ:

ایک بار ایک خادمہ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت

کی کہ صفیہ رضی اللہ عنہا سبت (ہفتہ کا دن) کی عزت کرتی ہیں۔ یہود کو عطیات دیتی ہیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا۔ صفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سے خدا نے مجھ جمعہ عطا فرمایا۔ سبت کو میں نے کبھی پسند نہیں کیا۔ رہے یہودی اُن سے میری قرابت کا رشتہ ہے اور ان کو میں دیتی رہتی ہوں۔" خادمہ سے پوچھا کہ شکایت کا کیا مطلب؟ خادمہ: مجھے شیطان نے بہکایا۔ ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا "خادمہ جاؤ تم راہ خدا میں آزاد ہو۔"

ان کے ماموں رفاعہ رضی اللہ عنہ صحابی تھے۔ رفاعہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں موجود ہے (امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام دارالہجرت مشہور ہیں ولادت ۹۵ھ وصال ۱۷۹ھ ان کی تمام احادیث صحت پر ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ان کے شاگرد ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مسلمہ مشہور شاگردوں کی تعداد ہزار ہے۔

وصال:

رمضان شریف میں وصال فرمایا سن میں اختلاف ہے۔ ۵۵/۵۲/۵۰ ہجری ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے دس احادیث مروی ہیں۔

سترہ برس کی عمر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نکاح ہوا۔ صفیہؓ کے چہرے پر طمانچہ کا نشان دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سبب دریافت فرمایا تو صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا جن ایام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری ولایت کی طرف متوجہ ہوئے تو میں نے خواب دیکھا کہ مدینہ منورہ کی طرف سے ایک چاند نکلا اور ہماری قوم کی طرف آیا اور میری گود میں آ کر ٹھہر گیا۔ اس خواب کو میں نے اپنے شوہر سے کہا تو اس نے طمانچہ مار کر کہا تو عرب کے بادشاہ کی بیوی بننا چاہتی ہے۔ (فیوض الحرمین حصہ دہم ص ۵۷ اشاعت شعبان مبارک ۱۳۸۲ھ مصنف فقیہہ العصر مولانا دل محمدؒ)



(۱۱) ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیت اطارث عامریہ ہلالیہ تامضر۔

پہلے ابی رہم بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں تھیں اور اس سے پیشتر حویطب بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں۔

جب حضور سید المرسلین شفیع المذنبین دلیل المتحیرین سراج السالکین مصباح المقربین رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ۷ھ میں عمرہ فرمایا تو اس وقت یہ رانڈ تھیں۔ سیدنا عباس عم النبی رضی اللہ عنہ نے میمونہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر فرمایا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کرلیا۔ ان کی حقیقی بہنیں چار ہیں۔

۱۔ ام الفضل لبابہ الکبریٰ جو حضرت ابن عباس مفسر قرآن کی والدہ ہیں۔

۲۔ لبابۃ الصغریٰ جو حضرت خالہ سیف اللہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔

۳۔ عصماء ابی بن خلف کے گھر میں تھیں۔

۴۔ عزہ زیاد بن مالک العلال کے گھر میں تھیں۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہنیں جو صرف ماں کی جانب سے ہیں:

۱۔ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا جو حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھیں ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ، عون رضی اللہ عنہ، محمد رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ پھر ان کا عقد سیدنا امیر المؤمنین خلیفۃ الرسول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ہوا ان سے محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ پھر حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح ہوا۔ ان سے یحییٰ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

۲۔ سلمیٰ بنت عمیس رضی اللہ عنہا سیدنا حمزہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھیں ان سے امۃ اللہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئی۔ پھر سلمیٰ رضی اللہ عنہا کا نکاح شداد بن اسامہ الہادی

سے ہوا ان سے عبد اللہ عبد الرحمٰن ہوئے۔

۳۔ سالامہ بنت عمیس رضی اللہ عنہا: ان کا نکاح عبد اللہ بن کعب سے ہوا تھا۔

۴۔ ام المؤمنین زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا جو طفیل اور عبدہ فرزندان حارث بن عبد المطلب اور عبد اللہ بن جحش کے گھر میں رہیں۔ اور آخری نکاح حضور نور علیٰ نور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ سیدہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے کل ۷۶ احادیث مروی ہیں۔

مزید حالات سیدہ میمونہؓ:

مقام متصل تنعیم سرف پر نکاح مبارک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوا تھا۔ سرف کے علاقہ میں الراقم کمترین بوقت نماز مغرب قریبا آدھ گھنٹہ مزار شریف کی تلاش میں گھومتا رہا۔ نماز مغرب قریب ایک مسجد میں ادا کی۔ بالآخر مزار شریف مل گیا۔ مزار انور برلب شاہراہِ مدینہ منورہ ہے۔ مکہ شریف سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر۔ اس احقر العباد ننگِ خلائق کیساتھ ایک بیٹا محمد احمد دو بچیاں سلمٰی اور قمر النساء، عزیز عبد المجید، نواسیاں ارم، صدف، حبہ، افنان اور نواسہ محسن بھی تھے۔

قبر شریف ایک احاطہ میں ہے۔ بڑی چار دیواری اور لوہے کا گیٹ لگا ہے۔ مزار اقدس پر انوارات کی بارش ہر لمحہ ہوتی رہتی ہے۔

خدایا ایں کرم بارِ دِگر کن

بحرمت سیدہ میمونہ و دیگر امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن۔

۶۱ھ میں سرف ہی میں سیدہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا۔ بعمر ۸۰ برس۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ وہیں دفن ہوئیں۔ قبر میں اتارا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے احباب سے فرمایا: ”جنازہ آداب سے آہستہ اٹھاؤ یہ ام المؤمنین ہیں۔“

میمونہ رضی اللہ عنہا نام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھا تھا بمعنی برکت۔

ان کے بعد آپ ﷺ نے کسی سے نکاح نہ فرمایا۔ مدینہ منورہ میں بھی سیدہ کا قیام رہا۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سب کچھ قربان کر دیا تھا نکاح کے پیغام کے وقت پر اونٹ پر سوار تھیں اونٹ اور جو کچھ اونٹ پر تھا راہِ خدا میں پیش کر دیا۔ اس موقع پر سیدنا جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر حاضر ہو گئے۔

و امرءۃ مؤمنۃ ان وھبت نفسھا النبی...... الخ

مفید ترین حدیث جو ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ''اگر قرض ادا کرنی کی نیت تو قرض خود ادا ہو جاتا ہے۔''...... میمونہ رضی اللہ عنہا کا مزار انور بمقام سرف ہے۔ سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کا مزار اقدس مکہ معظمہ میں ہے، دیگر تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مزارات جنت البقیع شریف میں ہیں۔

ازدواج جن سے زخاف کی نوبت نہیں:

(بحوالہ سیرۃ الرسول ﷺ از شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ)

۱۔ فاطمہ بنت ضحاک: اس نے دنیا کو اختیار کیا جدا کر دیا گیا۔

۲۔ خواہر دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ۔

۳۔ حولہ بنت حزیل رضی اللہ عنہا

۴۔ اسماء بونیہ

۵۔ عمرہ بنت یزید۔ طلاق دی گئی۔

۶۔ قبیلہ غفار کی ایک عورت

۷۔ عالیہ۔ طلاق دی گئی۔

۸۔ بنت الصلۃ

۹۔ ایک عورت جسے جدا فرما دیا گیا۔

۱۰۔ ایک عورت سے منگنی کی گئی۔ باپ نے کہا وہ کبھی بیمار نہیں ہوئی۔ ارشاد فرمایا "اس کے لئے کوئی خیر نہیں ہے" اور ترک فرما دیا۔

حدیث مبارکہ "کبھی بیمار ہونا، تکلیف میں مبتلا ہونا مومن کی علامت ہے۔"

مطلقات رسول ﷺ:

بعض عورتوں کے ساتھ نکاح کیا لیکن زخاف نہ فرمایا تھا۔ بعض وہ ہیں جن سے زخاف فرمایا مگر فرمان الٰہی کے تحت اختیار ملنے پر وہ نکاح سے نکل گئی تھیں یہ تعداد ۲۴ یا اس سے زیادہ ہے، بعض کا حال جو نافع ہے۔

ایک عورت:

ایک عورت کلابیہ ہے اس نے دنیا کو اختیار کیا اور اس کا یہ حال ہو گیا کہ وہ کھجوروں کی گٹھلیاں یا مینگنیاں چنا کرتی تھی کسی نے پوچھا تم کون ہو۔ کہا۔ سر اوپر اٹھا کر۔ میں شقیہ (دوزخی) ہوں۔ اللہ رسول پر میں نے دنیا کو اختیار کیا۔

دوسری عورت:

اسماء کندیہ۔ (جویہ) تمام علماء متفق ہیں کہ

سرکار دو عالم ﷺ نے اس سے نکاح فرمایا تھا۔ سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا جس وقت آنحضرت ﷺ نے چاہا کہ اس کو اپنے قرب سے نوازیں وہ عورت انکاری ہوئی اور سرکشی کی بعض نے فرمایا: وہ عورت بولی "میں آپ سے خدا کی پناہ چاہتی ہوں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے پناہ بھی بڑی عظیم مانگی" جاؤ اپنے گھر والوں میں جا کر مل جاؤ۔"

بخاری شریف میں یہ ذکر ہے نسائی شریف میں بھی ہے یہ عورت بڑی

بے نصیب تھی۔ اس نے اپنے آپ کو ملکہ کہہ کر تکبر کیا تھا۔ "اپنے سے کمتر شخص کے سپرد اپنے آپکو کیوں کروں۔" یہ خود کہا کرتی تھی میں بد بخت ہوں۔ مدارج النبوۃ میں یہ حال تفصیلاً درج ہے۔

تیسری عورت:

ملیکہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیحدگی فرمالی۔

چوتھی عورت:

وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔ نام شرافت قبل از زفاف ہی رحلت فرما گئیں تھیں۔

پانچویں عورت:

قیس کی بہن۔ لیلیٰ بڑی غیرت مند تھیں۔ اس نے تنسیخ نکاح (اقالہ) طلب کیا آپ نے اقالہ دے دیا۔ بعد میں اسے بھیڑیا کھا گیا۔

چھٹی عورت:

سنا، سبا، اسماء رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جب اسے پیغام ملا وہ خوشی سے وفات پا گئیں۔

ساتویں عورت:

کا ذکر ساتھ والے صفحہ پر نمبر ۱۰ پر ہو چکا ہے۔

آٹھویں عورت:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو ایک قبیلہ کی لڑکی کے لئے پیغام بھیجا۔ باپ کہنے لگا اس کو برص ہے اس نے یہ جھوٹ کہا تھا۔ جب گھر آیا دیکھا لڑکی برص کی

بیماری میں مبتلا ہو چکی تھی۔

نویں عورت:

امامہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب کو پیش کیا گیا فرمایا تم میرے رضاعی بھائی کی دختر ہو کیونکہ ثوبیہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کو دودھ پلایا تھا۔

دسویں عورت:

غزوہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہ (ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی بہن) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کی گئی فرمایا یہ مجھ پر حلال نہیں ہے کیونکہ ان کی بہن ام حبیبہ رضی اللہ عنہا میری زوجہ ہے۔

بعض عورتیں ایسی ہیں جن کو نکاح کا پیغام دیا گیا تھا لیکن نکاح واقعہ نہیں ہوا تھا۔ حضرت ابوطالب کی صاحبزادی ام ہانی نام فاختہ یا ہند کو پیغام دیا گیا۔ عذر خواہی کی گئی آپ نے قبول فرمالیا (عذر) ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر بوقت فتح مکہ نکاح اشراق آپ نے ادا فرمائی تھی۔



(۱۲) ام المومنین سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کا مختصر تذکرہ الراقم نے آگے بعنوان ''باندیاں'' کیا ہے اور ''دعوتی خطوط مبارک'' کے ضمن میں ذکر خیر (۱) میں بھی کیا ہے۔

یہاں بحوالہ ماہنامہ بنات عائشہ رضی اللہ عنہا کراچی ربیع الاول ۱۴۲۳ھ چند متفرق جملے پیش خدمت ہیں۔ (مضمون کے مصنف مولانا عبدالحلیم ملک صاحب ہیں) بعنوان، خانوادۂ نبوت۔

سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام شمعون تھا۔......عزیز مصر مقوقس کو جو نامہ مبارک برائے دعوتِ اسلام تحریر فرمایا گیا وہ سیدنا حاطب بن ابی بلیقہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بھیجا..........شاہِ مقوقس نے دو لڑکیاں بھیجیں۔ ماریہ اور س کی بہن سیرین حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ماریہ کو بالاخانے میں ٹھہرایا۔ جس کا نام بعد میں مشربہ ام ابراہیم رضی اللہ عنہ پڑ گیا۔ رسول اللہ علیہ السلام کے صاحبزادے ابراہیم علیہ السلام کو اس بالاخانہ میں سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا نے جنم دیا تھا۔ جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری اولاد ہوئے۔

ولادت ذی الحجہ ۸ھ میں عقیقہ میں دو مینڈھے ذبح کئے۔ خوشی میں ابورافع رضی اللہ عنہ کو بطور انعام ایک غلام دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم رضی اللہ عنہ کو گود میں لے کر کھلاتے اور پیار کرتے۔

دایہ بردہ رضی اللہ عنہا بنت المقتدر انصاری رضی اللہ عنہ لوہار کی بیوی تھیں۔

ابراہیم رضی اللہ عنہ ہجرت کے دسویں سال فوت ہو گئے فرمایا ''بخدا! ابراہیم رضی اللہ عنہ ہم تمہاری موت سے نہایت غمگین ہیں آنکھ رو رہی ہے۔ دل غمزدہ ہے مگر ہم کوئی ایسی بات زبان سے نہ کہیں گے جس سے ہمارا اللہ تعالیٰ راضی نہ ہو۔ آگے

سورج گہن کا واقعہ ہے۔اس پر آپ ﷺ کا ارشاد شدہ خطبہ کتبِ احادیث میں درج ہے۔

وصال ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا ۱۶ ھ میں مزار جنت البقیع شریف میں ہے۔

نوٹ: ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی سگی بہن حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دے دی گئیں۔(بحوالہ ایام اسلام جلد اول مصنف مرتضٰی احمد خان ۱۹۴۷ء)

رگ رگ میں محبت ہو رسول عربی کی
جنت کے خزائن کی یہی بیع سلم ہے

(مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ مصنف تفسیر معارف القرآن)

متفرق نوٹس:

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور اولادِ امجاد رضی اللہ عنہم از تحریر و بیان نواب والا جاہ سید محمد صدیق حسن خان بھوپالی۔مناقب خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ۱۳۰۰ھ

نہایت مختصراً: ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن جن پر داخل ہوئے اور ان کو جدا نہ کیا بارہ تھیں۔

۱۔ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ان سے فقط ایک حدیث مروی ہے۔ نکاح میں ابوبکر رضی اللہ عنہ شامل تھے (اور حضور سید المرسلین ﷺ کی بھرپور مالی امداد کی) ابوطالب نے خطبہ پڑھا۔ (عربی خطبہ دیکھئے، معلوم ہو گا ابوطالب توحید الٰہی کا مجسم تھے۔الراقم)

۲۔ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے کہا نکاح سے مقصود میرا فقط یہ ہے کہ میں آپ کی ازواج میں محشور ہوں۔عہد فاروقی رضی اللہ عنہ میں ان کا وصال ہوا۔

۳۔ حضرت عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا ۴ دن نبوت میں پیدا ہوئیں تھیں ۱۷ رمضان شریف ۵۶ یا ۵۷ یا ۵۸ ہجری میں وصال فرمایا۔

۴۔ حفصہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہا شعبان میں نکاح میں آئیں (ام المومنین بنیں) شعبان ۴۵ھ میں وصال ہوا۔ مروان بن الحکم امیر مدینہ منورہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

۵۔ سیدہ زینب بنت خزیمہ ہلالیہ ۳ھ میں ان سے نکاح ہوا بعد عقد مبارک دو ماہ تین دن زندہ رہ کر وصال فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ عمر شریف تیس سال تھی۔ ان کے علاوہ صرف حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں فوت ہو گئیں۔ ایک قول کے مطابق حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا بھی زوجہ تھیں۔

۶۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہند بنت ابی امیہ آخر شوال میں ۴ھ یا ۲ھ میں نکاح ہوا۔ ۳۲۸ احادیث مروی ہیں۔ وصال زمانہ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ میں ہوا۔ عمر ۸۴ سال۔ یزید کے عہد میں وصال والی روایت صحیح ہے۔ وفات میں آخرین ازواج ہیں۔

۷۔ زینب بن جحش رضی اللہ عنہا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے ان کو جدا کر دیا۔ تب ۵ھ میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا نکاح ہوا ۳ یا ۴ یا ۵ھ میں۔ ان سے دس احادیث مروی ہیں۔ ۲۰ یا ۲۱ھ میں بعمر ۵۳ سال وصال ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ وفات میں ازواج رضی اللہ عنہن میں یہ اولین ہیں (مدینہ شریف) سے پہلے یہی نعش پر اٹھائی گئیں۔ نعش بمعنی لکڑی کی تیار کردہ باپردہ صنعت بشکل گہوارہ۔

۸۔ جوریہ بنت الحارث خزاعیہ رضی اللہ عنہا ان کو ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے خرید کر آزاد کیا پھر بیاہ کیا ان کے باپ اسلام لائے۔ سات حدیثیں مروی ہیں۔ بعمر ۷۰ سال ربیع الاول ۵۶ھ میں وصال فرمایا مروان بن الحکم نے نماز

جنازہ پڑھائی۔

۹۔ ریحانہ بنت یزید رضی اللہ عنہا اسیرانِ بنی قریظہ میں سے تھیں۔ نہایت جمیلہ وسیمہ تھیں بخوشی مسلمان ہوئیں۔ تب آزاد کر کے نکاح کرلیا۔ (محرم ۶ھ میں) ان کی شدتِ غیرت پر طلاق دی وہ سخت گریاں ہوئیں تو رجوع فرمالیا۔ اکثر اہل سیر نے ان کو منجملہ زوجات کے شمار نہیں کیا۔

۱۰۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان امویہ: نجاشی رضی اللہ عنہ نے ان کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔ خالد بن سعید یا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم متولی ہوئے ۷ھ میں مدینہ شریف روانہ کیا۔ ۴۴ھ میں وصال ہوا۔

۱۱۔ صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی۔ یہ سبطِ ہارون علیہ السلام سے تھیں۔ تعداد مرویات ۱۰ وصال: رمضان ۵۰ یا ۵۲ھ میں

۱۲۔ میمونہ بنت الحارث ہلالیہ رضی اللہ عنہا ان کا نام برہ تھا۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کی خالہ ہیں۔ تعداد مرویات ۷۶۔ ۵۱ھ میں بعمر ۸۰ سال انتقال فرمایا۔ یہ آخری ازواج جن سے آپ نے نکاح فرمایا

بعض میں ۹ امہات المؤمنین کو جمع کیا ہے جو بوقت وصالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑیں۔

تُوُفِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ عَنْ تِسْعَ نِسْوَۃٌ
اِلَیْھِنَّ تعزّٰی المُکَرَّاتُ وَتُنْسَبُ

فَعَائِشَۃُ وَ مَیْمُوْنَۃُ وَ صَفِیَّۃُ
وَحَفْصَۃُ تَتْلُوْھُنَّ ھِنْدٌ وَ زَیْنَبُ

جُوَيْرِيَةٌ مَعْ رَمْلَةٌ ثُمَّ سَوْدَهٌ
ثَلَاثٌ وَسِتٌّ ذِكْرُهُنَّ لِلْعُذْبُ

شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب بہجۃ الحاوی میں ذکر کیا ہے کہ افضل زوجاتِ مطہرات خدیجہ رضی اللہ عنہا وعائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ (شرح عبدالسلام میں جوہرہ پر ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا وفاطمہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔ یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے)

ایک اور روایت عن عائشہ رضی اللہ عنہا: فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ہیں۔ پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا ام فاطمہ رضی اللہ عنہا اور پھر عائشہ رضی اللہ عنہا۔

ایک اور روایت (بخار سبکی میں غالباً) مریم رضی اللہ عنہا افضل۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مریم بنت عمران خیر النساء العالمین پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد ثم فاطمہ رضی اللہ عنہا ثم آسیہ رضی اللہ عنہا بنت مزاحم (فرعون کی بیوی)

شیخ الاسلام نے شرح بخاری میں لکھا ہے افضلیت محمول ہے احوال پر عائشہ رضی اللہ عنہا من حیث العلم افضل ازواج ہیں۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا من حیث التقدم کہ سب سے پہلے ایمان لائیں اور مہمات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت کی اور فاطمہ رضی اللہ عنہا حیث القرابۃ اور مریم والدۂ عیسیٰ علیہ السلام۔ (ان کی نبوت میں اختلاف ہے۔ ان کا ذکر قرآن حکیم میں انبیاء کے ساتھ ہے) اور زنِ فرعون آسیہ رضی اللہ عنہا) اس حیثیت سے کہ احادیث اخبار میں ان کی تفصیل کا بہت ذکر ہے۔ یہ قول جید ہے۔

حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کو بوجہ ام ابراہیم علیہ السلام بن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرف حاصل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد تین ذکور (صاحبزادے) چار اناث (صاحبادیاں) اول مولود قاسم رضی اللہ عنہ پھر زینب رضی اللہ عنہا پھر رقیہ رضی اللہ عنہا پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا پھر ام کلثوم رضی اللہ عنہا پھر

عبداللہ (طیب وطاہر) صرف مگر ابراہیم علیہ السلام مدینے میں پیدا ہوئے۔

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کی عمر دو سال یا کم وبیش۔ مکہ شریف میں دفن ہوئے۔

حضرت عبداللہ نے صغرسنی میں مکہ شریف میں وصال فرمایا۔

ابراہیم علیہ السلام ۸ھ میں ولادت اور ۱۰ھ میں وصال بعمر ایک سال دس ماہ یا ایک سال چھ ماہ۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ولادت جب حضور علیہ السلام کی عمر شریف ۳۰ سال تھی۔

رقیہ رضی اللہ عنہا کی ولادت جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۳۳ سال تھی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۳۵ سال تھی۔

راوی حذیفہ رضی اللہ عنہ ایک فرشتہ ہے جو کبھی زمین پر نہ آیا قبل اس رات کے (شب ولادتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا) وہ اپنے رب سے اذن لیا کہ سلام کرے اور بشارت دی حسن رضی اللہ عنہ وحسین رضی اللہ عنہ جنتی جوانوں کے سردار۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا عالمین کی عورتوں کی سردار (رواہ احمد فی مسندہ واخرجہ تمام والبزاز۔ والطبرانی ابونعیم کہ اولادِ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر نار جہنم حرام اللہ نے فرمادی) طبرانی کے رجال ثقات ہیں۔

"قیامت کے دن جبکہ اولین وآخرین جمع ہونگے ایک زمین میں زیر عرش سے منادی ندا کرے گا کہ جلیل جل جلالہ فرماتا ہے اپنے سر جھکالو۔"

آنکھیں نیچی کرلو کیونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سواری پل صراط سے گذرنے والی ہے۔"

وصال:

وصالِ فاطمہ رضی اللہ عنہا ۳ رمضان ۱۱ھ بعمر ۲۸ سال حضرت علی رضی اللہ عنہ یا

عباس رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے انتقال پر سخت جزع کیا۔ روزانہ زیارتِ قبر فاطمہ رضی اللہ عنہا کرتے تھے۔ تین صاحبزادے ہوئے حسن و حسین و محسن رضی اللہ عنہم۔ محسن بچپن ہی میں وفات پاگئے اور دو دختر امّ کلثوم رضی اللہ عنہا اور زینب رضی اللہ عنہا ایک روایت رقیہ رضی اللہ عنہا بھی مگر بچپن میں وصال فرما گئیں۔



باب دوم:

اولادِ پاک رضی اللہ عنہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

صاحبزادگان:

۱۔ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ

۲۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

۳۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ

اولاد امجاد علیہم السلام حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

نہایت معتبر مستند اور صحیح بات بعد از تحقیق یہ ہے کہ نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں ہیں۔ جن کا حال جداگانہ تحریر کیا جاتا ہے۔ تمام اولاد پاک رضی اللہ عنہم سوائے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حضرت سیّدہ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہے۔ جو کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقد مبارک کے بعد پیدا ہوئی۔

ابناء النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

۱۔ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ

یہ پہلے مولودِ سعید ہیں۔ چلنا سیکھ گئے تھے۔ کہ وصال فرما گئے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم انہی کے اسم گرامی پر ہے۔ احادیث صحیحہ یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا کہ کوئی شخص آپ کے نام اور کنیت کو اپنے لئے جمع کرے۔ اور ابوالقاسم محمد کہلائے۔ (عمر ایک سال پانچ ماہ)

یہ سب سے بڑے فرزند تھے۔ اور اولادِ اطہر میں وصال فرمانے والے

بھی یہی ہیں۔ جنت المعلٰے یہی دفن ہیں۔ جہاں سیّدہ طاہرہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مزار شریف ہے۔ الراقم حقیر پُر تقصیر نے ایک ہی سال میں تین بار زیارت کی ہے۔

۲۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

(عمر ایک سال چھ ماہ آٹھ روز)

انہی کا لقب طیب وطاہر ہے (جمہور علمائے تحقیق کے نزدیک) لقب طیب خیرالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور لقب طاہر ام المومنین خدیجۃ الکبرٰی کی جانب سے عطا ہوا۔ مکہ معظمہ میں بعثتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہوئے۔ اور مکہ مکرمہ ہی میں وفات پائی۔ انہی کے وصال پر سورۃ الکوثر کا نزول ہوا تھا۔
کفار سمجھتے تھے کہ فرزند کے نہ بچنے سے اب کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیوا نہیں رہا۔ ان کو معلوم نہ تھا۔ زبور ۱۵۔۱۷ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شان میں ہے۔
"میں ساری پشتوں کو تیرا نام یاد دلاؤں گا سارے لوگ ابدالآباد تک تیری ستائش کریں گے"
زبور ۷۲۔۱۷ بھی آپ ہی کی شان میں ہے۔ "اس کے حق میں سدا دعا ہوگی"

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلِّمْ

کفار کا نام آج کوئی نہیں لیتا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہمیشہ ہوتا رہیگا۔ اولاد پاک خدیجہ رضی اللہ عنہا میں حضرت عبداللہؓ سب سے چھوٹے ہیں۔ کفار نے ان کے وصال پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتر کہا۔ بے فرزند دم کٹا۔
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادِ پاک پوری کائنات میں ہے۔ خوشخبری ملی

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ دنیا آخرت کی بھلائیوں اور نعمتوں کے مالک بن گئے۔ پوری خدائی کے مالک ہوئے۔

تا قیامت آپ ﷺ کے تمام کمالات اس میں داخل ہیں۔

۳۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ

بن سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ ولادت طیبہ مدینہ منورہ میں ہوئی۔ ولادت کی اطلاع ابورافع رضی اللہ عنہ نے دی جو کہ آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ اور دایہ سلمٰی رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے۔ حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ لونڈی تھی۔ حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا خاتونِ جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے تمام بچوں کی دایہ (قابلہ) تھیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا خاتون جنت کے غُسل میں مع اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا شامل تھیں۔

اطلاع ملنے پر لختِ جگر بچے کی خوشی میں مونسِ غریباں ﷺ نے ابورافع رضی اللہ عنہ کو ایک غلام عطا فرمایا تھا۔

سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

حضور نبی الانبیاء ﷺ نے مولودِ مسعود کا نام اپنے جَد بزرگوار سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے نام پر "ابرہیم" رکھا۔ اُمّ بردہ رضی اللہ عنہا (جو براء بن اوس انصاری رضی اللہ عنہ کی بیوی) نے دودھ پلایا۔ سیّدنا رحمتہ اللعلمین ﷺ نے اُم بردہ رضی اللہ عنہا کو ایک قطعہ نخلستان عطا فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایامِ رضاعت ابھی باقی تھے۔ کہ حُورانِ فردوس کی چھاتیوں کا شیر پینے کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام خلدِ بریں جا سدھائے۔ حضور ﷺ رحمت عالمیان ﷺ نے جب آخری بار صاحبزادے رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو وہ سانس

چھوڑ رہے تھے۔ رحیم و کریم نبی ﷺ نے ان کو گود میں لیا اور ارشاد فرمایا!

''ابرہیم حکم الٰہی کے سامنے ہم تیرے کس کام آسکتے ہیں؟''

پھر ارشاد فرمایا! ''ہم جانتے ہیں موت تو امر حق اور وعدۂ صدق ہے اگر ایسا نہ ہوتا تب ہم ابراہیم کا اَلَم (رنج وصدمہ) اس سے بھی زیادہ کرتے، آنکھ میں نم ہے دل میں غم ہے مگر ہم کوئی بات ایسی نہ کہیں گے جو رب تعالیٰ کو پسند نہ ہو'' وصال ۶ ربیع الاول ۱۰ھ میں ہوا۔

بخاری شریف میں ہے حضرت ابرہیم علیہ السلام کو ایام رضاعت کی تکمیل کے لئے جنتی دائی ملی۔

سورج گرہن:

اتفاق یہ ہوا جس دن حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا اس دن سورج گرہن بھی ہوا۔ (بخاری شریف) قدیم عرب کا اعتقاد تھا کہ سورج ابراہیم علیہ السلام کی موت پر گہنایا گیا۔ (کسوف اور خسوف کسی بڑے آدمی کی وفات سے ہوا کرتا ہے) اب کچھ مسلمان بھی یہی کہنے لگے۔ آپ ﷺ نے یہ سنا تو خطبہ ارشاد فرمایا! (صحیح بخاری کتاب الکسوف)

''سورج چاند کسی بھی انسان کی موت سے نہیں گہناتے وہ اللہ کی نشانیوں میں دو نشانیاں ہیں جب تم گہن دیکھو تو نماز پڑھا کرو'' حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پنگھوڑا ابھرا ابھرا نظر آتا تھا۔ اگر وہ زندہ رہتا تو نبی ہوتا مگر زندہ کیسے رہتا ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تو آخری نبی ہیں''۔

(راوی انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں'' وہ بچپن ہی میں مرگیا اگر تقدیر الٰہی میں ہوتا کہ محمد ﷺ کے بعد بھی نبی ہو تو وہ زندہ ضرور رہتا۔ مگر آپ ﷺ کے بعد کوئی

بھی نبی نہیں"۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا خاتون تھیں۔
جو قبطی نسل سے ہیں۔ جس طرح شاہِ مصر نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پیش کیا تھا۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ہم عصر شاہِ مصر نے ماریہ خاتون رضی اللہ عنہا کو خدمتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھیجا تھا۔ ابراہیم خلیل اللہ کا ہم عصر بادشاہ بت پرست اور جبار تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پابند مذہب عیسائی تھا۔ یہ پیشن گوئی حضرت داؤد علیہ السلام کی معرفت دی گئی تھی۔ (زبور) ماریہ رضی اللہ عنہا کا لقب ملِک یمن (دائیں ہاتھ شہزادی)۔ ماریہ رضی اللہ عنہا کا آنا ملک یمن کی نشانی میں ہوگا۔
ابراہیم رضی اللہ عنہ کی تاریخ شوال ۲۹ وصال ۱۰ھ محقق ہوگئی (تحقیقات کے بعد)
ولادت جمادی الآخر ۹ھ۔ سورۃ الکوثر کا نزول دوبارہ مدینہ منورہ میں بھی ہوا۔ (مسلم شریف) (بحوالہ رحمتہ اللعلمین جلد دوم)

رئیس المحققین:

عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ جلد دوم میں فرماتے ہیں۔
سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابا ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت سے یاد کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے خوش ہوئے۔

دو بھیڑیں عقیقہ میں ذبح فرمائیں سر کے بالوں کے برابر چاندی مساکین میں خیرات فرمائی۔ بال زمین میں دفن کروا دیئے گئے۔ اُم سیف رضی اللہ عنہا نے بھی دودھ پلایا۔

یہ ایک آہن گر کی زوجہ تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لختِ جگر کو دیکھنے کیلئے ان کے گھر جاتے تھے۔ (اس گھر اور ماریہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی الراقم نے زیارت کی ہے۔ صرف چار دیواری تھی احاطہ میں ایک پودا تھا جسے کاٹ دیا جاتا مگر وہ

پھر ہرا بھرا ہو جاتا یہ پودا اس جگہ اُگا تھا جہاں رسالت مآب ﷺ نے ایک بار غسل فرمایا تھا (معجزہ)

آہن گر کا گھر عوالی محلہ میں تھا۔ وہاں جب آپ ﷺ جاتے۔ ابراہیم علیہ السلام کو گود میں لیتے۔ پیار کرتے اس وقت آہن گر ابو یوسف رضی اللہ عنہ نے بھی آگ جلائی ہوتی اور گھر میں دھواں ہوتا۔ بعض اوقات آپ ﷺ کے جانے سے قبل حضرت انس رضی اللہ عنہ ان کو اطلاع کر دیتے تھے تاکہ وہ اپنا کام چھوڑ دیں۔ عوالی مدینہ شریف میں سیّدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے لئے ایک گھر بنایا ہوا تھا وہ مقام مشربہ ابراہیم کہلاتا تھا۔ لوگ اس کی زیارت کرتے اور برکات حاصل کرتے رہے ہیں۔

وصال کے قریب:

حضور سیّد المرسلین ﷺ دو صحابہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف لے گئے۔ آنسو بہنے لگے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا ''یارسول اللہ ﷺ آپ رو رہے ہیں'' فرمایا! ''میّت پر رحم اور شفقت کا اظہار ہے۔ جو رحم شفقت نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا''۔

ماریہ رضی اللہ عنہا فریاد کرنے لگیں۔

آپ ﷺ نے منع فرما دیا۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ بھی حضور ﷺ کے ساتھ رونے لگے۔

حدیث شریف:

''رونا رحمت ہے اور چیخنا شیطان کا کام ہے''

دایہ نے غسل دیا۔ یا بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ بھی موجود تھے۔ چھوٹے تختے پر اُٹھایا گیا۔ آپ ﷺ نے اور اصحاب رضی اللہ عنہم نے نمازِ جنازہ پڑھی۔

بقول عائشہ رضی اللہ عنہا ''نماز جنازہ نہ پڑھی گئی'' اس کی تاویل یہ ہے کہ ممکن

ہے نماز جنازہ با جماعت نہ ہو۔یا بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے پڑھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پڑھی ہو۔قبرستان جنت البقیع شریف میں دفن کیے گئے۔**قبرستان بقیع** میں جو بھی دفن ہو وہ بمطابق حدیث مبارکہ جنتی ہے۔

اس قبرستان میں دس ہزار اصحاب رضی اللہ عنہم کے مزارات ہیں۔ ہزاروں تابعین رحمۃ اللہ علیہم وائمہ رحمۃ اللہ علیہم اہلبیتِ نبوت رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز اقارب، امہات المومنین رضی اللہ عنہن صاحبزادیاں رضی اللہ عنہن امام حسن رضی اللہ عنہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ امام مالک رضی اللہ عنہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ دائی حلیمہ رضی اللہ عنہا فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا صالحین رضی اللہ عنہما شہداء اور بے شمار اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم مومن مومنات مسلمان مسلمات مدفون ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کئی بار جنت البقیع شریف میں تشریف لائے۔

بوئے نفسِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اب تک فضاء میں ہے
بڑھ کر ہے عنبر سے ریحان و طِیب سے

اب مزارات کے نشانات سعودی حکومت نے بالکل ختم کروا دیئے ہیں۔اکثر قبور ہموار ہیں بعض کے سرہانے ایک ایک پتھر رکھا ہوا ہے۔کبوتروں کی کثرت ہے۔سارا قبرستان بقعہ نور اور سادگی کا مظہر ہے۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دفن کیا گیا تو قبر کے اوپر نشان بھی لگایا گیا۔حضور سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پتھر اٹھا کر لائے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد و فرمان پر قبر پر پانی چھڑکا یا گیا۔

یہی قبر سب سے اول ہے جس پر پانی چھڑکا گیا۔اور قبر انور پر پانی رکھ دیا۔

حدیث مبارکہ: (بڑا اہم و عالی شان ارشاد)

"فرمایا ابراہیم علیہ السلام کی رحلت قبل ازیں تکمیل رضاعت ہوئی بقیہ دنوں کے لئے ان کی خاطر دودھ پلانے والی (حور کو جنت میں) متعین فرما دیا گیا عالمِ

برزخ میں۔"

مشائخ کا ارشاد:

مرنے کے بعد بھی روحانی ترقی ممکن ہے۔اس کا ماخذ یہی حدیث ہے ہمارے حضرت خواجہ توکّل شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کئی حضرات کے مرنے کے بعد قبر میں مقامات کی تکمیل فرمائی۔تفصیل کے لئے "ذکر خیر" مصنف خواجہ محبوب عالم شاہ ہاشمی سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ فرمایئے۔

بطور مثال (ا) واقعہ از "ذکر خیر" شریف مصنف حضرت خواجہ محبوب عالم ہاشمی سیدوی "مختصراً سائیں محمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بدن سے روح قدس سرّہ العزیز نکل گئی۔(کئی گھنٹے بعد تک پسینہ جاری تھا۔نبض چل رہی تھی ...... حکیم نے کہا۔نہ اس میں جان ہے یہ تو کوئی اور طاقت ہی ہے ...... حضرت انبالوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بّلے بّلے نور موجیں مار رہا ہے۔

احاطہ شاہ عبدالرسول رحمۃ اللہ علیہ میں دفن کئے گئے۔انوارات برسنے لگے۔ حضرت (خواجہ توکّل شاہ) اس پر فیض ڈال رہے تھے ...... بڑی دیر بعد فرمایا ...... محمد علی شاہ کا کام پورا ہوگیا"۔

- پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فقیر کو اتنی طاقت دی ہے کہ قبر میں بھی مقامات طے کرادے ...... فقیر کی موت بھی بیاہ ہے۔تمام مقامات اس کے موت کے ساتھ ہی کھل گئے۔

صحبت شاں خاک راا کسیر کرد
لطفِ شاں بر ہر دلے تاثیر کرد

یہ معلوم ہوتا تھا کہ جو مقامات اس کے باقی رہ گئے تھے وہ توجہ میں (قبر

میں) حضور علیہ السلام نے پورے کرا دیئے"

(۲) بعد ازاں فرمایا کہ ہمارے پیر بھائی سائیں عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ دفن وغیرہ کے کئی روز بعد تک ان کی قبر پر جاتے اور ان کی روح پر تصور کر کے اسم ذات (اللہ اللہ اللہ) پڑھتے۔ چنانچہ ان کی والدہ کو قبر ہی میں فیض ہو گیا تھا۔ اور قبر میں ان کی روح ذاکر ہو گئی تھی"

حدیث شریف بحوالہ مدارج النبوۃ جلد دوم:۔

"جو کوئی قرآن حکیم کے حفظ کی کوشش کرے اور حفظ کے دوران ہی مر جائے۔ اللہ اس کی قبر کے اندر ایک فرشتے کو متعین کرتا ہے کہ اس کا حفظ مکمل کرائے"

بناتِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(سلام اللہ علیھن)

سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے عقد مبارک کے بعد حضور جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں ان کے بطنِ طاہرہ سے پیدا ہوئیں۔

۱۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا حضرت قاسم رضی اللہ عنہ سے چھوٹی اور دیگر بہن بھائیوں سے بڑی۔

۲۔ سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا سے چھوٹی۔

۳۔ سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا چھوٹی۔

۴۔ خاتونِ جنت فاطمۃ الزاہرا بتول رضی اللہ عنہا ام کلثوم سے چھوٹی۔

یہ امر قرآن مجید سے ثابت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں دو سے زیادہ ہیں۔ سورۃ احزاب آیت ۵۹ میں مولا کریم نے "بناتک" فرمایا گیا ہے۔ لفظ بنات جمع ہے بنت کی۔ جمع عربی میں دو سے اوپر کے لئے ہے۔ تمام مسلک کے

حضرات کی کتب سے یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ کے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد آپ ﷺ کی ان سے چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ (آپ ﷺ کے خون سے) رب اصدق الصادقین ہے۔ رب سے بڑھ کر سچا کون ہے؟

ا۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا:

بنتِ حضور رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ولادت طیبہ پر آپ ﷺ کی عمر تیس سال کی تھی۔ نکاح ان کا مکّہ شریف میں ابوالعاص بن ربیع...... تا قصّی سے ہوا تھا۔ ان کی والدہ ہالہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی حقیقی بہن تھیں۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ ہی داخل اسلام ہوگئی تھیں۔ ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا اسلام تاخیر سے ہے۔

جنگ بدر میں ابوالعاص رضی اللہ عنہ قریش کی جانب تھے۔ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو اسیر کیا تھا۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ان کے فدیہ میں اپنا وہ ہار بھیجا تھا جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بیٹی رضی اللہ عنہا کو جہیز میں دیا تھا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا خدیجہ رضی اللہ عنہا یاد آگئیں۔ آپ ﷺ پر ایک کیفیت طاری ہوگئی صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا اگر دیکھو اسیر ابوالعاص کو رہا کر دیا جائے۔ اور فدیہ بھی واپس کر دیا جائے۔ چاہو تو ایسا کرو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''ہم اسی طرح کریں گے''

ابتدائے ایام میں مکہ معظّمہ میں کفار نے ابوالعاص رضی اللہ عنہ کو بہت اکسایا کہ وہ زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دیں۔ اس نے ہمیشہ انکار ہی کیا۔ ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے اس فعل کی تعریف شکر گزاری فرماتے ہوئے مختار دو عالم ﷺ فرمائی تھی۔

حضور اقدس ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری رضی اللہ عنہ کو سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو لانے کے لئے مکہ معظّمہ بھیجا۔ نصیحت فرمائی کہ مکہ شریف کے اندر نہ جانا۔ ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے بدر کے اسیروں سے رہائی پانے پر وعدہ کرلیا تھا کہ وہ

زینب رضی اللہ عنہا کو ہجرت کی اجازت دے گا۔

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا مدینہ شریف پہنچ گئیں۔ سفر ہجرت میں سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی مزاحمت مہار بن الاسود نے کی تھی۔ نیزہ مارا۔ ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ (یہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جرم معاف فرما دیا تھا۔

منقبت:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

هِيَ أَفْضَلُ بِنَاتِي أُصِيبَةٌ فِيَّ۔

''یہ میری بیٹیوں میں افضل ہے میرے لئے اسے مصیبت پہنچی۔

ابوالعاص رضی اللہ عنہ کو سیّدہ سے بہت محبت تھی۔ ان کی مدح میں اشعار کہے۔

''زینب رضی اللہ عنہا تو امین صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی صالحہ ہے مجھے اس کے اوصاف معلوم ہیں'' (مفہوم)

ابولعاص رضی اللہ عنہ

۶ ھ میں بغرض تجارت شام گئے تھے۔ ابوبصیر رضی اللہ عنہ اور ابو جندل رضی اللہ عنہ کے ہمراہی مسلمانوں (جو اسلام لانے کے جرم میں قریش کی قید میں رہ چکے تھے) اور اب شام میں تھے۔ ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا سامان ضبط کرلیا (پورے قافلہ کا) مگر ابوالعاص رضی اللہ عنہ کو گرفتار نہ کیا۔

نوٹ:۔ ابوبصیر رضی اللہ عنہ کا مزار شام کے ایک پہاڑ پر ہے۔ ابو جندل رضی اللہ عنہ عہدِ فاروقی میں غازیانِ شام میں شامل تھے۔ ابوالعاص شام سے سیدھے مدینہ پہنچے۔

پناہ:

نمازِ صبح کے دوران سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی آواز مسجد نبوی شریف میں صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم کے کانوں میں پڑھی۔"میں ابوالعاص کو پناہ دیتی ہوں" یہ آواز اس وقت سنی گئی جب سارے مسلمان رضی اللہ عنہم نماز پڑھ رہے تھے۔نماز سے فارغ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

"بخدا مجھے اس سے پہلے کچھ بھی علم نہ تھا میں نے یہ آواز تمہارے ساتھ ہی سنی ہے۔اور پناہ دینے کا حق تو ہر ادنیٰ مسلمان کو بھی ہے"۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں گئے اور بیٹی سے فرمایا!

"بیٹی ابوالعاص رضی اللہ عنہ کو عزت سے ٹھہراؤ خود اس سے الگ رہو تو اسے حلال نہیں"۔

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کی وہ تو قافلہ کا مال واپس لینے آیا ہے۔تب حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں یہ تقریر فرمائی!

"اس شخص کا تعلق ہم سے ہے وہ تم جانتے ہی ہو تم کو اس کا مال ہاتھ لگ گیا ہے یہ دادِ الٰہی ہے مگر میں یہ پسند کرتا ہوں کہ تم اس پر احسان کرو اور مال واپس کر دو۔لیکن اگر تم نے انکار کر دو گے تو میں سمجھتا ہوں تم زیادہ حق دار ہو"۔

مختار کل صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرضی سے حکم بھی دے سکتے تھے۔مگر ایسا نہ فرمایا

- تمام لوگوں نے مال واپس کر دیا۔ابوالعاص رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ پہنچے اور ہر شخص کو ذرا ذرا چیز واپس کر دی۔سب نے کہا"خدا تجھے جزائے خیر دے تم وفا دار اور کریم نکلے" تب ابوالعاص نے کلمہ شہادت پڑھا۔عازم مدینہ ہوئے۔مدینہ شریف پہنچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ سال کی مفارقت کے بعد نکاح اول ہی پر سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو سیّدنا ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے گھر رخصت کر دیا۔سیّدہ کا وصال ۸ھ میں مدینہ شریف میں ہوا اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا وصال ۱۲ھ میں ہوا۔

اولادِ پاک:

ان سے ایک فرزند علی رضی اللہ عنہ اور ایک دختر امامہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئی تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے رضاعت کے لئے چھوڑا ہوا تھا۔ ایام رضاعت کے بعد مدینہ شریف بلوالیا۔ خود پرورش اور تربیت فرمائی۔ فتح مکہ شریف کے روز یہی علی رضی اللہ عنہ سبط (نواسہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ناقہ شریف پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ردیف تھے۔ ابھی بلوغت کا آغاز ہوا۔ وصال فرما گئے جب بستر مرگ پر تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اطلاع ملی تو فرمایا!

''خدا ہی ہے جو واپس لیتا ہے یا عطا کرتا ہے اور اس کے ہاں ہر چیز کا وقت مقررہ ہے'' (حدیث مبارکہ)

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی خاص امر میں مصروف تھے اس لئے فوراً تشریف نہ لے جاسکے۔ خادم پھر حاضر ہوا کہ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم دیتی ہیں کہ ضرور تشریف لائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ چل پڑے۔ بچہ دکھایا گیا وصال ہو چکا

سیّدہ امامہ رضی اللہ عنہا:

بنتِ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا امامہ رضی اللہ عنہا وہ پیاری نواسی جن کو گود میں لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ امامہ کندھے پر ہوتیں رکوع کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر اتار لیتے پھر اٹھا لیتے (مسلم، نسائی، ابوداؤ)

ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

أَحَبُّ أَهْلِي إِلَيَّ

''اہل بیت میں میری سب سے زیادہ پیاری''۔

حضرت سیّدہ بتول فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت فرمائی تھی کہ امامہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح میں لے لیں اس پر عمل ہوا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ مجروح ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے امامہ کو وصیت فرمائی کی اگر وہ نکاح کرنا چاہیں تو مغیرہ بن نوفل رضی اللہ عنہ جو حارث عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پوتے تھے سے نکاح کرلیں۔ وصیت پر عمل ہوا مغیرہ رضی اللہ عنہ کے ہاں امامہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے یحیٰ نامی فرزند پیدا ہوا۔

نوٹ:۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد پر سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو تین بار یا سات بار غسل دیا گیا۔ خالص پانی میں بیری کے پتے ڈالے گئے۔ آخری پانی میں کافور ملایا گیا یا مشک۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہبند شریف عنایت فرمایا کہ اس سے تکفین کی جائے۔ اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر میں اتارا۔

واقعہ امامہ رضی اللہ عنہا:

ایک بار نجاشی رضی اللہ عنہ نے ایک حلّہ بھیجا۔ جس میں سونے کی انگوٹھی تھی۔ جس کا نگینہ حبشی تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ انگوٹھی سیّدہ امامہ رضی اللہ عنہا کو عطا فرمائی۔

واقعہ:

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے ھدیہ بھیجا جس میں سنہری ہار تھا۔ تمام امہات المومنین رضی اللہ عنہن ایک مکان میں جمع تھیں۔ امامہ رضی اللہ عنہا مٹی سے کھیل رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خوبصورت ترین اور عجیب ترین اپنے محبوب ترین اہل کو دوں گا۔ امہات المومنین رضی اللہ عنہن سمجھیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ملے گا مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے امامہ رضی اللہ عنہا کے گلے میں ڈال دیا۔

۲۔ سیّدہ رقیہؓ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

پہلی شادی ابولہب کے بیٹے سے ہوئی تھی۔ ابولہب نے بیٹے سے

کہا ''اگر تم رقیہ رضی اللہ عنہا سے علیحدگی اختیار نہیں کرتے تو تمہارے ساتھ میری نشست و برخاست حرام'' عتبہ نے تکمیل کی۔ اس وقت سورۃ تبت کا نزول ہوا تھا۔

حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کر دیا۔ دونوں نے ہجرت حبشہ کی وہاں ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ رضی اللہ عنہ تھا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے وصالِ رقیہ رضی اللہ عنہا کے بعد ۴ھ میں چھ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آنکھ پر مرغ نے ٹھونک ماری زخم ہو گیا اسی سے وصال ہوا۔

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ حبشہ سے مکہ آئے اور پھر مکہ معظّمہ سے دونوں نے مدینہ شریف کی طرف ہجرت فرمائی۔ غزوہ بدر کے دوران حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بیمار تھیں اس لئے تیمارداری کے باعث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بدر میں نہ جا سکے۔ البتہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں اصحاب بدر رضی اللہ عنہم میں شامل شمار فرمایا ہے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بھی ان کی خدمت کے لئے مدینہ شریف میں رہے تھے۔ جس دن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ فتح کی بشارت لے کر مدینہ منورہ آئے اسی روز حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے بیس سال کی عمر میں انتقال فرمایا بقیع شریف میں دفن کی گئیں۔

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ولادت کے تین سال بعد حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی ولادت پاک ہوئی تھی۔

حدیث شریف:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد خدا کی راہ میں ہجرت کرنے والا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا پہلا جوڑا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا دونوں حسن و جمال میں بہت بے مثل تھے۔

صدمہ:

قبرِ رقیہ رضی اللہ عنہا پر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیٹھ کر روتی تھیں۔ حضور رحمۃ اللعلمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پلو سے آپ رضی اللہ عنہا (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا) کے آنسو پونچھ رہے تھے۔ (بدر سے واپسی پر) مدینہ شریف میں یہ مشہور تھا کہ سب سے اچھا جوڑا جو دیکھا گیا ہے وہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور عثمان رضی اللہ عنہا ہیں۔

۳۔ سیدہ امّ کلثومؓ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرتِ امّ کلثوم رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح ابولہب کے بیٹے عتیبہ سے تھا۔ عتیبہ نے ابولہب کے کہنے پر طلاق دے دی اور وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بے ادبی اور گستاخی سے پیش آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص پھاڑ دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یا اللہ اپنے کتّوں میں سے ایک کتا اس پر مسلط کر دے"۔

شام کا سفر:

ابولہب کے ساتھ عتیبہ ایک قافلہ کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں ایک راہب کے عبادت خانہ کے پاس اُترے، راہب نے کہا یہاں درندے بہت ہیں۔ ابولہب نے اپنے ساتھیوں سے کہا "کیا تمہیں میری عمر اور میرا حق معلوم ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میرے بیٹے پر بددعا کی ہے تم اپنا سامان صومعہ کے اندر جمع کر دو اور عتیبہ کے لیے اس کے اوپر بستر کر دو اور خود اس کے ارد گرد سو جاؤ"۔ ایسا ہی کیا گیا۔

رات کو ایک شیر آیا، سب کو سونگھا پھر اس نے سامان کے اوپر کود کر عتیبہ کا سر کاٹ دیا۔ اہلِ قافلہ نے ہر چند تلاش کیا مگر نہ ملا۔

یہ معجزہ ہے۔

قابلِ توجہ۔ایک کافر کو بھی شہنشاہِ دو عالم ﷺ کی زبان پر یقین تھا۔

نکلے ،جو گل مونہوں اوہو تقدیر اے
کریں تو اشارہ جیہڑا اوہو بس تیر اے

جب حضور رسالت مآب ﷺ نے بد دعا فرمائی تھی۔ حضرت ابو طالب مجلس میں موجود تھے، ابو طالب نے فرمایا "مجھے معلوم ہے آپ کی دعا کے تیر سے وہ نہیں بچ سکے گا" (مفہوم) وہ لوگ سوئے نہ تھے پہرہ دے رہے تھے۔ رب تعالیٰ نے نیند مسلط کردی، شیر نے منہ بھی چاک کیا تھا۔

عقد مبارک:

۳ھ میں حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح کر دیا گیا۔ اسی لئے ان کو ذوالنورین کا خطاب ملا۔ حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا آسمانوں پر آسمانی مخلوق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین پکارتی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا "یہ جبریل علیہ السلام ہیں جو کہہ رہے ہیں خدائے بزرگ کا حکم ہے کہ میں اپنی دوسری بیٹی تجھ سے بیاہ دوں"

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی اولاد نہیں ہوئی۔ ۹ھ میں وصال فرمایا۔ بقیع شریف میں اپنی بہنوں کے ساتھ دفن کی گئیں۔ بخاری شریف میں ہے انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے مزار پر (قبر پر) تشریف فرما تھے اور ہر دو چشمانِ نورانی میں پانی تھا۔

۴۔حضرتِ سیدہ فاطمۃ الزہرا:

چوتھی صاحبزادی کا نام فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا تھا۔ ولادت طیبہ ا نبوی میں۔ سال میں اختلاف ہے۔ سیدۃ النساء العٰلمین (حدیث شریف) سید النساء اہلِ جنۃ سیدۃ

النساء المومنات۔ افضل النساء الجنۃ۔ (بخاری شریف)

نام کی وجہ:

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے محبت رکھنے والوں کو آگ سے محفوظ فرما دیا ہے۔ محب وہ ہے جو اصحاب رضی اللہ عنہم اور ازواج رضی اللہ عنہن پاک سے بھی محبت رکھے۔

بتول:

اپنے زمانہ کی تمام عورتوں سے بلحاظ دین اور حُسن و جمال منفرد۔ خدا کے سوا باقی ہر ایک سے بے نیاز۔ تارک الدنیا۔ ولادت سے قبل حضرت جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی ''بیٹی تولّد ہوگی نام فاطمہ رضی اللہ عنہا رکھنا'' فاطمہ رضی اللہ عنہا بمعنی پاک۔ بابرکت۔ خجستہ اطوار۔

زَہرا:

بمعنی حُسن و جمال میں بے مثل۔ امامین رضی اللہ عنہما کی ولادت مابین عصر و مغرب ہوتی رہی نفاس کا خون نہیں آیا۔ نماز عصر پہلے ادا فرمائی تھی۔ ولادت کے بعد فوراً غسل کیا اور نمازِ مغرب ادا فرمائی۔ زہرا بمعنی کلی۔ (جنت کی کلی (کبھی حیض نہ آیا۔

القابات:

زکیہ۔ راضیہ۔ طاہرہ۔ مطہرہ۔ طیبہ۔ جسم مبارک سے جنتی خوشبو آتی تھی۔ جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سونگھا کرتے تھے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا دنیا میں رہتے ہوئے دنیا سے الگ تھیں۔

بتول و فاطمہ و زہرا لقب اس واسطے پایا
اور دنیا میں رہیں اور دیں پتہ جنت کی نکہت کا

سرتاپا ہمشکلِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ چال ڈھال وضع قطع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھی۔ رب نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ۔ کی جیتی جاگتی تصویر بنایا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جیتی جاگتی تصویر کو دیکھا
کیا نظارہ جن آنکھوں نے تفسیرِ نبوت کا

کون فاطمہ: صاحبہ رازِ احمدِ مختار سیدِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم

حفیظ جالندھری بولے:

وہی آئینۂ عفت کا سب سے خوش نما جوہر
خدیجہ طاہر کے بطن کا اک بے بہا جوہر

امامِ نسائی رحمۃ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں: فرمایا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بیٹی حُور ہے بہ شکل آدمی۔ نہ اُن حیض آتا ہے نہ ان کے ایامِ نفاس جوزچگی میں ہوتے ہیں۔

وہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پوتی آمنہ رضی اللہ عنہ کے پور کی بیٹی
وہ کملی اوڑھنے والے محمد نور کی بیٹی

سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا نے آغوشِ نبوت میں پرورش و تربیت پائی۔ سدِّ بلوغت کو پہنچیں تو حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ سے نکاحِ مسنونہ ہوا۔

عقدِ مبارک کا حال:

غزوۂ بدر سے واپسی پر اللہ تعالیٰ کے حکم اور وحی کے مطابق نکاح کیا گیا۔ عمر شریف پندرہ سال پانچ ماہ تھی جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر اکیس سال۔ ایک مشکیزہ دو گھڑے جہیز میں شامل تھے۔

تفصیل نکاح مبارک از مختلف کتبِ سیرَ:

بحوالہ شاہنامہ اسلام مصنف حفیظ جالندھری رحمۃ اللہ علیہ نکاح مسجد نبوی شریف

میں ہوا۔ تمام مہاجرین رضی اللہ عنہم، انصار رضی اللہ عنہم (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) جمع تھے۔

مہاجر اور انصار جمع تھے سارے
اتر آئے تھے گویا ان کی تقریب میں تارے
علی باعزّ و شانِ ہاشمی تھا اُن کے جھرمٹ میں
وہ ماہِ آسماں ہاشمی اُن کے جھرمٹ میں
رُخِ شمس الضحٰے کی ضَو سے پُر تنویر تھی مسجد
سکون و سادگی کی خوشنما تصویر تھی مسجد
زمیں سے آسماں تک بس گئے نغمات روحانی
کہ خود قرآنِ ناطق نے پڑھی آیاتِ قرآنی

جہیز:

متاعِ دنیوی جو حصۂ زہرا میں آئی تھی
کھجوری کھُردرے سے بان کی اک چارپائی تھی
مشقت عمر بھر کرنا جو لکھا تھا مقدر میں
ملی تھیں چکیاں دو آٹا پیس لیں گھر میں
گھڑے مٹی کے دو تھے اور اک چمڑے کا گدا تھا
نہ ایسا خوشنما تھا نہ بد زیب اور بھدّا تھا
وہ زہرا جن کے گھر تسنیم و کوثر کی بھی ارزانی
ملی تھی مشک ان کو تاکہ لایا کریں پانی
چلی تھی باپ کے گھر سے نبی ﷺ کی لاڈلی پہنے
حیا کی چادریں عفت کا جامہ صبر کے گہنے

اسی کی تربیت میں اسوہ تھا یُمن و سعادت کا
اس کی گود سے دریا اُبلنا تھا شہادت کا
عشاء پڑھ کر چلا بیٹی کے گھر ہادی ﷺ زمانے کا
درِ بیتِ علیؓ پر اِذن مانگا اندر آنے کا

چند کلمات از ''از رحمتِ عالم'' ﷺ مصنف سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ۔

حق مہر۔ ایک معمولی زِرہ۔ صرف سوا سو روپے کی تھی۔ ایک کھال، ایک یمنی چادر۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے دولہا اور دلہن کے لیے مسجدِ نبوی شریف ﷺ کے قریب اپنا مکان پیش کیا۔ قبول فرما لیا گیا۔ دولہا دلہن جب نئے گھر گئے۔ حضور رحمۃ اللعلمین ﷺ دیکھنے تشریف لے گئے۔ پہلے دروازے پر کھڑے ہو کر اجازت مانگی۔ کیسا بے مثل عمل نمونہ پیش فرمایا۔ (پانی منگوانے والا واقعہ آگے آ رہا ہے)

سیدہ زہرا طیبہ طاہرہ
جانِ احمد ﷺ کی راحت پہ لاکھوں سلام

واقعہ:

حضور جناب سید المرسلین ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا ''ادائے مہر کے لیے کچھ ہے؟'' عرض کیا ''ایک گھوڑا اور ایک زِرہ'' فرمایا ''گھوڑا جہاد کے لیے ضروری ہے، ذِرہ فروخت کر دو'' وہ زِرہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے چار سو اسّی درہم میں خریدی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس میں سے کچھ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو دے دیئے تاکہ خوشبو خرید لائیں باقی رقم جہیز کے لیے اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کے حوالے کئے۔ ماہ ذوالحجہ میں رسمِ عروسی ادا کی گئی۔

بحوالہ حصن حصین شریف و دیگر کتب عرض ہے:

رخصتی پر حضور اقدس ﷺ اپنے جگرِ گوشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔

حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا "تھوڑا سا پانی لاؤ!" حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا لکڑی کے پیالے میں پانی لے کر حاضر ہوئیں۔ حضور رسالت مآب ﷺ نے ایک گھونٹ پانی منہ میں لے کر پیالے میں ڈال دیا اور فرمایا "آگے آؤ!" سیدہ رضی اللہ عنہا سامنے آ کر کھڑی ہوگئیں۔ آپ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سینے اور سر پر پانی چھڑکا اور فرمایا" اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ" پھر فرمایا "میری طرف پُشت کرو!" باقی پانی بھی یہی دعا پڑھ کر پُشت مبارک پر چھڑک دیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ فرمایا "پانی لاؤ" حضرتِ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "میں نے پانی کا پیالہ بھر کر پیش کردیا" وہی کلمات پڑھ کر اس پیالے میں کلی کر کے سر اور سینے پر پانی کے چھینٹے دیئے۔ فرمایا "پُشت پھیرو!" وہی کلمات پڑھ کر اور کلی کر کے (پیالہ میں) میرے مونڈھوں کے درمیان پانی کے چھینٹے دیئے اس کے بعد فرمایا اپنی دلہن رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ!۔ ہمیں بھی ایسا ہی کرنا چاہئے۔ سُنتِ مبارکہ پر عمل بھی اور فائدہ بھی برکات حاصل ہونگی۔

حضرتِ سلیمان سلمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ:

"رحمۃ للعلمین ج دوم" میں لکھتے ہیں:

خلاصہ: حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ سیدۂ عوراتِ عالم۔ سیدہ ابھی بچی ہی تھیں کہ حضور پُرنور ﷺ کعبہ شریف میں نماز کے دوران سجدے میں گئے تو عقبہ بن محیط ایک کافر قریشی نے اونٹ کی اوجھ آپ ﷺ کی پیٹھ مبارک پر لا رکھی۔ (بوجھ بھی کافی، بدبو بھی بہت) سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں باپ ﷺ کی پُشت مبارک سے اوجھ کو گرادیا۔

(صحیح بخاری)

غزوۂ اُحد:

غزوۂ اُحد میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عملاً حصہ لیا۔ حضور نُور علیٰ نُور صلی اللہ علیہ وسلم غار سے باہر نکل آئے تھے۔ حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے زخموں کو دھویا۔ خون نہ تھمتا تھا۔ کھجور کی صف کو جلا کر راکھ زخموں پر رکھی، خون بند ہو گیا۔ (صحیح بخاری)

علالت:

ایک بار حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "بیٹی کیا حال ہے؟" حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا جسمانی تکلیف ہے کھانے کی کوئی شے بھی نہیں۔ فرمایا "بیٹی تم اس پر خوش نہیں کہ تم اِنَّكِ سَيِّدَةُ النِّسَاءِ الْعٰلَمِيْنَ؟ قَالَتْ يَآبَتِ فَاَيْنَ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانِ؟ حضرت مریم علیہا السلام کدھر گئیں؟" وہ اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار اور تم اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار" تمہارا شوہر دنیا اور آخرت میں سید ہے۔ زَوْجَكِ سَيِّدًا فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا:

میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو سچ بولنے والا نہ دیکھا......

شیخ محمد رضا مصری:

کتاب "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بارے میں لکھتے ہیں: اوّل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگا تھا۔ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کی کنیز نے ان سے بار بار کہا کہ وہ جا کر رشتہ مانگیں! حضرتِ علی رضی اللہ عنہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گئے۔ پوچھا کس لیے آئے ہو؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ فرمایا "سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اپنا رشتہ مانگنے آئے ہو؟ عرض کیا ہاں!

نکاح کے بعد جب آپ ﷺ نے پانی ڈالا تھا تو یہ دعا بھی فرمائی تھی:

"اے خدا ان دونوں میں ان دونوں کے اوپر اور ان دونوں کی نسل میں برکت عطا فرما"

ولیمہ:

ولیمہ میں جَو کا دلیہ۔ کھجور۔ حیس تھا۔ (حیس کھجور۔ ستو۔ گھی سے بنا ہوا حلوا) ایک روایت ہے ولیمہ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی طرف سے دُنبہ ذبح کیا گیا تھا۔ انصار رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کی طرف سے مکئی کا دلیہ تیار کیا گیا تھا۔

حضرت علامہ شیخ ابن جوزلی رحمۃ اللہ علیہ:

"صفوۃ الصفا" میں لکھتے ہیں

جامع روایت ہے سیدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا جب سنِ بلوغت کو پہنچیں تو اکابرین قریش نکاح کے پیغام دینے لگے۔ فرمایا "اس کا اختیا قبضہ قدرت میں ہے" میں وحی کا انتظار کر رہا ہوں۔۔۔۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اظہار نہ فرمایا اور کہا "مجھے تنگدستی مانع ہے" جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھٹ کھٹایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "دروازہ کھول دو یہ وہ مرد ہے جس سے خدا اور رسول محبت کرتے ہیں اور وہ بھی خدا رسول سے محبت کرتا ہے" امّ سلمہ رضی اللہ عنہا دروازہ کھولنے کے لئے دوڑیں۔

۔حضور سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا "اللہ نے تمہارا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کا عقد آسمانوں پر باندھ دیا ہے جبریل علیہ السلام سے پہلے ایک اور فرشتہ بھی آیا اور کہا" آسمانوں پر علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہو چکا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی دامادی کا شرف بخشیے" آسمانوں پر آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطبہ پڑھا تمام مخلوق متعلقہ بہشت حورعین

شجرہ طوبیٰ تمام ملائکہ بیت المعمور کے قریب جمع ہوئے خدا تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل علیہ السلام میں نے نکاح کر دیا ہے ملائکہ کے درمیان اعلان کر دو اور میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری سناؤ اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کی خوشخبری دے دو فرمایا علی رضی اللہ عنہ اٹھو مسجد چلیں اور نکاح سرانجام دیں شاہِ مردان رضی اللہ عنہ خوشی سے باہر آئے احباب رضی اللہ عنہ بھی آ گئے صدیق و عمر رضی اللہ عنہم بھی حضور سب جہانوں کے شہنشاہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بلال رضی اللہ عنہ کو تمام مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کو جمع کرنے کا حکم ہوا۔ (اوپر نکاح ہو چکا مسجد نبوی شریف میں تجدید فرمائی گئی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے شکرانہ ادا کیا۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جو ازرہ خریدی تھی وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ھبہ فرما دی

نوٹ: اس عقد مبارک کا ذکر جمیل بالتفصیل ذکر خیر 3/4 میں لکھا ہے۔

فضائل منقبت اور سیرت طیبہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا:

۱) جب سیدہ رضی اللہ عنہا سردارِ درمیاں صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے سیدہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے پیشانی کو چوم لیتے اور اپنی جگہ پر بٹھا لیتے اسی طرح جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فاطمہ سلام اللہ علیہ کے پاس جلوہ افروز ہوتے تو سیدہ کھڑی ہو جاتیں اور آگے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ رحمت و برکت وشفقت وکرم تھام لیتیں اور اپنی جگہ بٹھا لیتیں۔

۲) بخاری شریف مسلم شریف میں ہے جس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا جو چیز فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پریشان کرے وہ مجھے پریشان کرتی ہے جو ان کو تکلیف دے وہ مجھے ستاتا ہے"۔

۳) قیامت تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا حسب ونسب انہی سے جاری رہے گا۔ مفصل بیان آگے صفحات پر انشا اللہ لکھا جائے گا۔

۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر پر جاتے تو سب کو مل کر آخر پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

سے مل کر جاتے اور واپسی پر پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ملتے پھر باقی حضرات رضی اللہ عنہا کو۔

۵) علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ سیدہ مریم رضی اللہ عنہا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا موازنہ فرماتے ہیں کہ حضرت مریم علیہا السلام کو صرف حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نسبت ہے مگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مولیٰ علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم سے تین نسبتیں جو کہ بہت قوی ہیں۔

نورِ چشم رحمتہ للعلمین۔آں امام اولین و آخرین
بانوئے آں تاجدار ھل اتی۔ مرتضیٰ مشکل کشا شیرِ خدا

۶) حدیث شریف ”اللہ تعالیٰ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے غضب سے غضب فرماتا ہے اور ان کی رضا کے ساتھ راضی ہوتا ہے“

۷) آیت تطہیر عن عائشہ رضی اللہ عنہا مشکوٰۃ بحوالہ مسلم صحیح روایت (مسلم و بخاری) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے جسم اطہر پر اون کی بنی ہوئی چادر تھی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ آ گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر مبارک میں داخل فرما لیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ آئے اُنہیں بھی چادر میں لیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہا آ گئے ان کو بھی ردائے اقدس میں داخل فرما لیا۔ اور یہ آیت پاک تلاوت فرمائی......

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ○

پھر چاروں کے حق میں یوں ارشاد فرمایا ”میں ان سے جنگ کروں گا جو ان سے جنگ کرے گا اور اُس سے صلح کروں گا جو ان کے ساتھ صلح کرے گا“

۸) اصحاب رضی اللہ عنہم نے (لوگوں نے) حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس کو زیادہ محبوب رکھتے تھے؟ فرمایا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پوچھا مردوں سے فرمایا علی رضی اللہ عنہ کو۔ جب یہی بات سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو۔

۹) پل صراط سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سواری گزرنے سے پہلے منادی کی جائے گی اے اہل محشر نظریں نیچی کرلو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی محبوب فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سواری گزرنے والی ہے"۔ مفہوم (سوانح کربلا۔ مصنف مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ)

۱۰) شواہد روایات احادیث سے ثابت و ظاہر کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو معلوم تھا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت بڑی بے دردی سے ہو گی تاہم صرف صبر و رضا اور ثابت قدمی کی دعا ہی فرمائی۔

۱۱) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا شعب ابی طالب کی تین سالہ قید محصوری میں بھی صابر رہیں اور عام الحزن مین بھی عام الحزن (غم کا سال) جس سال حضرت ابو طالب اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے وصال فرمایا۔

۱۲) فتح مکہ معظّمہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہا نے ابو جہل کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا فرمایا" فاطمہ رضی اللہ عنہا میرا گوشت پارہ ہے میں پسند نہیں کرتا کہ اسے تکلیف پہنچے اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور دشمنِ خدا کی بیٹی ایک شخص کے ہاں جمع نہ ہوں گی یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خواستگاری چھوڑ دی۔

۱۳) مباہلہ سورۃ آل عمرون آیت ٦١ نجران کے عیسائی پادریوں علماء کی جماعت مسجد نبوی میں حاضر ہوئے۔ عیسیٰ علیہ السلام پر مناظرہ ہوا۔ ناکامی پر

مباہلہ کے لئے آمادگی ظاہر کی حضرت سیدہ عالم ﷺ نے قبول فرمالی تشریف لائے گود مبارک میں امام حسین رضی اللہ عنہ دست مبارک میں امام حسن رضی اللہ عنہ، فاطمہ رضی اللہ عنہا اور علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''جب میں دعا کروں آمین کہنا''۔ عیسائیوں کے چودہ ۱۴ سرداروں نے کہا ''اے عیسائیو! میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں اگر یہ لوگ اللہ سے پہاڑ ہٹانے کو کہیں تو اللہ ان کی دعا سے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹا دے خدا کے لئے ان سے مباہلہ نہ کرو ورنہ قیامت تک روئے زمین پر کوئی عیسائی باقی نہیں رہے گا'' آخر کار انہوں نے عرض کیا مباہلہ کی ہماری رائے نہیں ہم جزیہ پر صلح کرتے ہیں۔ ہر سال آپ ﷺ کو دو ہزار جوڑے ۳۳ ہزار ذرہیں ۳۳ اونٹ ۳۴ گھوڑے دیا کریں گے قبول فرمالیا گیا۔ اور فرمایا قسم رب کی نجران والوں پر عذاب قریب ہی آ گیا تھا۔ اگر وہ مباہلہ کرتے تو بندر سور بن جاتے ان کا جنگل آگ سے بھڑ اٹھتا نجران کے چرند و پرند تک نیست و نابود ہو جاتے بلکہ ایک سال کے اندر روئے زمین کے عیسائی ہلاک ہو جاتے۔

(تفسیر نعیمی جلد سوم ص ۵۶۷، ۵۶۶ بحوالہ خزائن عرفان روح المعانی و کبیر وغیرہ)

- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب علی رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو فرمایا
اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ ......

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے بھی اہلبیت میں شامل فرمالیں فرمایا ازواج از قرآن مجید ہلبیت ہیں۔ تفسیر روح المعانی میں ہے کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم بھی مع اولاد اس واقعہ میں شامل تھے۔

۱۴ تسبیح فاطمہ رضی اللہ عنہا مشقت اپنا کام خود کرنا۔ حدیث بالکل

صحیح ہے جسے نسائی کے سوا دیگر جملہ صحاح میں اور دیگر کتب احادیث میں روایت کیا گیا ہے۔ راوی حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ چکی پیستے ہاتھوں پر نشان پڑ گئے مشک سے گردن پر نشان جھاڑو دینے سے کپڑے میلے ہوتے۔ گھر کا سارا کام خود کرتیں۔

مولانا شبلی نعمانی نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تفصیلاً مذکورہ حال لکھا ہے۔

گھس گھِس گئی تھیں ہاتھ کی دونوں ہتھیلیاں
چکی کے پیسنے کا جو رات دن کا کام تھا
سینہ پر مشک بھر کے جولاتی تھیں بار بار نور سے بھرا تھا مگر تیل تھا
اَٹ تھا لباس مبارک غبار سے جھاڑو کا مشغلہ بھی صبح و شام تھا

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرمان پر بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں بات نہ کر سکیں۔ واپس آ گئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فراغت پر خود تشریف لائے۔ سیدہ رضی اللہ عنہا خاموش رہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اظہار کیا۔ خادمہ کے لئے درخواست کی۔ فرمایا مجھے اصحاب صفہ مقدم ہیں کنیز کیسے دوں؟ فرمایا۔ میں تمھیں ایسی چیز ورد بتاتا ہوں کہ اس پر عمل کثیر سے زیادہ نفع بخش ہوگا سوتے وقت ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ ۳۴ بار اللہ اکبر کا ورد کیا کرو۔

نماز کے بعد بھی ہر نماز کے بعد دس دس بار پڑھنے کی بھی روایت ہے۔

۱۵۔ امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ساری ساری رات عبادت میں مشغول رہتیں (گھر کی مسجد کے محراب میں) دوسروں کے لئے پہلے اپنے لئے بعد میں دعا کرتیں۔

۱۶۔ زہد صبر و شکر: ایک دن سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے

گئے دیکھا کہ سیدہ نے اونٹ کے بالوں کا بنا ہوا موٹا لباس زیب تن فرمایا ہوا ہے اور بیٹھی ہوئی ہیں۔ آنجناب سرورِ کون و مکان ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا آج دنیا کی تنگی اور سختی کے وقت تم صابر رہو کل قیامت کے دن تمہیں جنت کی نعمتوں کا حصول ہوگا''۔

۱۷۔ بڑی طویل حدیث ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اکثر بھوک برداشت کریں حضور اقدس ﷺ نے صدرِ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ہاتھ رکھا اور دعا فرمائی ''اے خدا انہیں بھوک کی اذیت سے نجات دے'' سیدہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے ازاں بعد کبھی مجھے بھوک کا احساس نہ ہوا۔

۱۸) تمام مکارم اخلاق فضائل اوصاف آپ رضی اللہ عنہا پر ختم ہیں پردہ وشرم وحیا کی پیکر ہیں۔

۱۹) زُہد تقویٰ قناعت صبر وتحمل پر ایک واقعہ پڑھئے (ایسے کئی واقعات کتب سیر میں محفوظ و درج ہیں) سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا مسجد نبوی شریف میں تشریف لائیں روٹی کا ایک ٹکڑا ابّا جان (سیدِ کائنات ارض وسما ﷺ) کو دیا سرورِ عالم ﷺ نے پوچھا یہ کہاں سے آیا؟ عرض کیا تھوڑے سے جو پیس کر روٹی پکائی بچوں کو کھلائی خیال آیا کہ ابو جان ﷺ کو بھی کھلا دوں۔ آپ ﷺ کسی حال میں ہوں گے؟ ہمیں یہ روٹی تیسرے دن ملی۔ فاقہ تین روز رہا۔ حضور رحمت عالیجان ﷺ نے وہ ٹکڑا تناول فرما لیا۔اور بتایا کہ یہ پہلا ٹکڑا ہے جو چار دنوں دنوں کے بعد تیرے باپ ﷺ کے منہ میں پہنچا ہے۔

۲۰۔ لاہوری درویش علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے سیدہ خاتونِ جنت کے بارے میں بہت

کچھ لکھا ہے چند اشعار ملاحظہ فرمایئے فارسی ترجمہ:

آں ادب پروردۂ صبر و رضا
آسیا گردان ولب قرآن سرا

ترجمہ "صبر و رضا کے ماحول میں پرورش پائی چکی چلاتی رہتی تھیں اور لبوں پر تلاوت قرآن مجید جاری رہتی۔

مَزرَعِ تسلیم را حاصل بتولؓ
مادراں را اسوۂ کامل بتولؓ

ترجمہ "تسلیم و رضا کی کھیتی کی حاصل ساری کائنات کی ماؤں کے لئے تقلید کا مکمل نمونہ"۔

بہرِ محتاجے دِلش آں گونہ سوخت
بایہودی چادرِ خودرا فروخت

ترجمہ: ایک محتاج کے لئے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا دل ایسا تڑپا کہ اس کی مدد کے لئے ایک یہودی کے پاس اپنی چادر فروخت کردی۔

نوری و ہم آتشی فرمان برش
گم رضایش و رضائے شوہرشؓ

ترجمہ: نوری اور ناری مخلوق ان کی فرمانبردار تھی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے شوہر کی رضا میں اپنی رضا گم کردی۔

گریہ ہائے اُو زِبالیں بے نیاز
گوہر افشاندے برامانِ نماز

ترجمہ: فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گریہ تکیہ سے بے نیاز آنسوؤں کے موتی مصلے پر گرایا کرتیں۔

اشک اُو بر چید جبریل امیںؑ
ہم جو شبنم بر عرش بریں

ترجمہ۔ ان کے آنسو جبریل علیہ السلام چنتے تھے۔ قطرات شبنم کی طرح انہیں عرش پر ٹپکاتے تھے۔

رشتہ آئین حق زنجیر پاؤ است
پاس فرمانِ جنابِ مصطفیٰ ﷺ است

ترجمہ۔ مجھی شریعت کا پاس ہے بنت مطہرہ کا لحاظ ہے.........۔

ورنہ گرد تربتش گردیدے
سجدہ ہا برخاکِ اوپاشیدے

ترجمہ: ورنہ میں ان کی تربیت کا طواف کرتا اور خاکِ مزار پر سجدہ کرتا۔

۲۰۔ فرمانِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت

حضرت علی کو کہیں سے رقم ملی، سونے کا ہار خریدا، سیدہؓ نے پہنا۔ سیّد الانبیا ﷺ کو پتہ چلا۔ تشریف لائے۔ فرمایا'' کیا لوگوں سے یہ کہلوانا چاہتی ہو کہ محمد ﷺ کی بیٹی نے ہار پہنا ہے۔ بیٹی مغرور ہے امیروں کے سے زیور پہنتی ہے۔'' اُسی وقت ہار اتارا، بیچا، قیمت سے غلام خریدا اور آزاد فرمادیا۔

۲۱۔ محدثین رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پُر تکلف لباس پسند نہ تھا۔ انہیں اقرباء، اعزہ، سوتیلی ماؤں، نواسے نواسیوں سے با کمال محبت اور ان کا اکرام ہمیشہ ملحوظ خاطر رہتا تھا۔

۲۲۔ خانگی معاملات میں بعض اوقات حضرت علی رضی اللہ عنہ، فاطمہ رضی اللہ عنہا میں رنجش ہو جاتی۔ سید المرسلین ﷺ دونوں میں مصالحت فرمادیا کرتے۔

ایک روز کا ذکر ہے رسول اللہ ﷺ حضورت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دولت کدہ پر تشریف لے گئے۔ زہرا رضی اللہ عنہا سے پوچھا (بمطابق محاورہ عرب) ''تیرے چچا کا بیٹا کدھر ہے؟'' عرض کیا ''ہم دونوں میں کچھ اَن بَن ہو گئی ہے وہ ناراض ہو کر نکل گئے''۔ حضور اقدس ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا ''دیکھو وہ کدھر ہیں؟'' اُس نے عرض کی ''وہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں'' ساری کائنات کے ملجاو ماویٰ آقا و مولیٰ بے بسوں کے بس بے کسوں کے کس۔ محبّ الفقراء والغربآء والمساکین ﷺ مسجد نبوی شریف میں تشریف لائے۔ دیکھا کہ علی رضی اللہ عنہ پہلو کے بل لیٹے ہوئے ہیں اور خاک آلودہ ہیں۔ فرمایا ''اُٹھ بیٹھو اے ابو تراب'' راوی سہل بن سعد رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس نام (ابوتراب) سے پیارا کوئی نام نہ تھا۔

۲۳۔ قابلِ توجہ! ایک بار حضور رحمۃ للعلمین ﷺ ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دروازے پر پردہ لگایا تھا۔ حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو کنگن چاندی کے پہنائے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل نہ ہوئے اور واپس ہو گئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں کہ زینت اور زیور ہی نے اندر آنے سے روکا ہے۔ پردے کو پھاڑ دیا۔ کنگن اتار دیئے۔ امامین شریفین کریمین حسنین رضی اللہ عنہما روتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے کنگن لیے اور ثوبان رضی اللہ عنہ کو دیئے کہ فلاں شخص کی آل کے ہاں لے جا میں یہ پسند نہیں کرتا میرے اہلِ بیت دنیاوی زندگی میں لزائذ سے لذیز ہوں۔ ثوبان رضی اللہ عنہ حضور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے ایک ہار اور عاج (بحری کچھوے کی پشت) کے دو کنگن خرید کر لائے بمطابق حکم۔ (عصب: ایک جانور کا دانت)

اُونٹنی کا واقعہ:

(بحوالہ نزہۃ المجالس جلد دوم از علامہ منصوری رحمۃ اللہ علیہ)

سیدہ کی گود میں اونٹنی نے جان دے دی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی نے کھانا پینا چھوڑ دیا۔ ایک رات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اونٹنی ملی اور عرض کیا۔ کیا آپ اپنے والد گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی پیغام دینا چاہتی ہیں؟ ......سیدہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں اونٹنی نے اپنا سر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی گود میں رکھ دیا اور جان بحق ہو گئی۔ اس کو کفن دے کر دفنایا گیا۔ تین دن کے بعد قبر کھولی گئی تو وہاں اس کا کوئی اثر نہ تھا۔

(بحوالہ شہاب نامہ مصنف قدرت اللہ شہاب رحمۃ اللہ علیہ ایڈیشن ۲۴واں ص ۱۱۸۰)

جناب قدرت اللہ شہاب لکھتے ہیں ایک بار میں کسی دُور دراز علاقے میں گیا (ضلع جھنگ میں جبکہ یہ وہاں بطور ڈپٹی کمشنر کام) کرتے تھے۔ وہاں پر ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک بوسیدہ مسجد تھی۔ میں جمعہ کی نماز پڑھنے اس مسجد میں گیا تو ایک نیم خواندہ مولوی صاحب اردو میں بے حد طویل خطبہ دے رہے تھے ان کا خطبہ گذرے ہوئے زمانوں کی عجیب وغریب داستانوں سے اٹا اٹ بھرا ہوا تھا کسی کہانی پر ہنسنے کو جی چاہتا تھا کسی پر حیرت ہوتی تھی لیکن انہوں نے ایک داستان ایسے انداز سے سُنائی کہ تھوڑی سی رقت طاری کر کے وہ سیدھی میرے دل میں اُتر گئی۔ یہ حصہ ایک باپ صلی اللہ علیہ وسلم اور بیٹی رضی اللہ عنہا (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا) کی باہمی محبت اور احترام کا تھا۔ مولوی صاحب بتا رہے تھے کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کوئی درخواست منظور نہ فرماتے تو بڑے بڑے اصحاب رضی اللہ عنہم حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر اُن کی منت کرتے تھے کہ وہ اُن کی درخواست آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جائیں اور منظور کروا لائیں۔ حضور

اقدس ﷺ کے دل میں بیٹی کا اتنا پیار اور احترام تھا کہ اکثر اوقات آپ ﷺ خوش دلی سے منظور فرما لیتے تھے۔ اس کہانی کو قبول کرنے کے لیے میرا دل بے اختیار آمادہ ہو گیا۔

جمعہ کی نماز کے بعد میں اس بوسیدہ سی مسجد میں نوافل پڑھتا رہا۔ برائے ایصالِ ثواب حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ پھر میں نے پوری یکسوئی سے گڑگڑا کر یہ دعا مانگی ''یا اللہ! میں نہیں جانتا یہ داستان صحیح ہے یا غلط لیکن میرا دل گواہی دیتا ہے تیرے رسول ﷺ کے دل میں خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کے لیے اس سے بھی زیادہ محبت اور عزت کا جذبہ موجزن ہوگا اس لیے میں درخواست کرتا ہوں کہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی روح مبارک کو اجازت مرحمت فرمائیں۔ میری ایک درخواست حضور ﷺ کے حضور پیش کر کے منظور کروالیں''

درخواست یہ ہے کہ میں اللہ کی راہ کا متلاشی ہوں۔ سیدھے سادھے مروجہ راستوں پر چلنے کی سکت نہیں رکھتا اگر سلسلہ اویسیہ واقعی افسانہ نہیں تو اللہ کی اجازت سے مجھے اس سلسلہ سے استفادہ کرنے کی ترکیب اور توفیق عطا فرمائی جائے'' اس بات کا میں نے اپنے گھر یا باہر کسی سے ذکر تک نہ کیا۔ چھ سات ہفتے گذر گئے اور میں اسے بھول گیا پھر اچانک سات سمندر پار میری ایک جرمن بھابی کا ایک عجیب خط موصول ہوا۔ وہ مشرف بہ اسلام ہو چکی تھیں اور نہایت اعلیٰ درجہ کی پابندِ صوم وصلوٰۃ تھیں۔ انہوں لکھا:

The other right I had the good fortunate to see "Fatima" daughter of the Holy Prophet (PBUH). She talked to me most graciously and said, "Tell your father in law Qudrat Ullah Shahab that I have submitted his request to my excellent father, Who has, very kindly, accepted".

''گذشتہ رات میں نے خوش قسمتی سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ انہوں نے بڑی مہربانی اور وقار سے فرمایا میں نے تمہارے بھائی قدرت اللہ شہاب کی درخواست اپنے عظیم ترین معزز ترین باپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں کردی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت کرم نوازی فرماتے ہوئے منظور فرمائی ہے''

آگے وہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی مراد پوری ہوتی رہی۔

وصالِ سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا:

وصال تین رمضان المبارک ۱۱ھ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے چھ ماہ بعد بقیع شریف میں دفن ہوئیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ روایات سے معلوم ہوتا ہے نمازِ جنازہ حضرتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہی نے پڑھائی تھی۔ دورانِ شب دفن کیا گیا۔ ایک روایت ہے کہ گھر ہی میں دفن کیا گیا جو آج کل روضۂ اقدس کے اندر ہے۔ پہلی روایت جنت البقیع والی ہی درست ہے۔

سن ۳۰۰ھ میں اہلبیت نبوت کی قبور پر ایک پتھر تھا جس پر لکھا تھا ھذا قبرِ فَاطِمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسیدۃ النساء العلمین رضی اللہ عنہا و قبر حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ، جعفر بن محمد علیھم التحیۃ والسلام۔ یہیں امامِ زین العابدین رضی اللہ عنہ، امامِ محمد باقر رضی اللہ عنہ کے مزارات ہیں۔ امام حسن علیہ السلام کی وصیت تھی مجھے روضہ شریف کے اندر دفن کرنا اگر مزاحمت ہو تو امی جان فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پہلو میں۔ اس سے بھی ثابت ہے کہ بقیع میں مزارِ اقدس ہے۔

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا نے کہا عورتوں کا جنازہ جس طرح اب لے جایا جاتا ہے مجھے یہ پسند نہیں۔ اسماء رضی اللہ عنہا زوجہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بتایا: ''میں نے حبشہ میں دیکھا ہے کھجور کی شاخیں منگوا کر چارپائی پر لگائیں ان پر

کپڑا ڈالیں۔ اس طرح پردہ بن جاتا ہے فرمایا یہ خوب ہے۔ جب میں مرُوں تو اور علی رضی اللہ عنہ غسل دینا اور اسی طرح کرنا۔ عمر شریف ۳۰ یا ۳۵ سال۔ انہی سے ائمہ طریقت ہوئے اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نسلِ پاک چلی۔

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال سے تھوڑی دیر پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سرگوشی فرمائی کہ: حضرت جبرائیل ہر سال مجھ پر قرآنِ مجید ایک بار پیش کیا کرتے تھے اور انہوں نے اس بار مجھ پر دو بار قرآن شریف پیش کیا۔ میں نہیں خیال کرتا مگر یہ کہ میری وفات قریب ہے۔ تم اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا۔ تو میں تمہارا بہترین پیشوا ہوں تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گھبراہٹ دیکھی تو مجھ سے دوبارہ سرگوشی فرمائی اے فاطمہ! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم جنتی لوگوں کی بیویوں کی سردار ہو اور ایک روایت میں ہے کہ آپ۔ نے مجھ سے سرگوشی کی کہ اس بیماری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگی تو میں روئی پھر مجھ سے دوبارہ سرگوشی کی خبر دی کہ میں اہلبیت میں پہلی ہوں گی جو ان کے پیچھے پہنچوں گی۔ (متفق علیہ)

حضور رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں یہ بات چھپانے کی تھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے قوتِ اجتہادیہ سے معلوم کرلیا تھا بعد از وصال چھپانے کی ضرورت نہ رہی تو بیان فرمادیا۔ بلکہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے اصرار پر اظہار فرمایا تھا۔

غلط فہمی کا ازالہ:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ناراض نہ ہوئیں اور نہ ہی ہوسکتی تھیں کیونکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حدیث شریف پیش کرکے معذرت کرلی تھی۔ فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ناراضگی کسی مسلمان کا کام نہیں۔ چہ جائیکہ سیدۂ کائنات رضی اللہ عنہا ناراض ہوں، حدیث "میرا کوئی وارث نہ ہوگا" (بخاری شریف)

جمہور اہلسنّت و جماعت کا فتویٰ:

یہ ناممکن ہے کہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا جیسی ہستی مختارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سُن کر ناراض ہوں۔ بحوالہ: بروایت بخاری اور شرح نہج البلاغہ و دیگر بے شمار مستند و معتبر کتب۔ یہ واقعہ باغ فدک کا ہے جو الراقم نے ذکر خیر 3/1 میں تفصیل سے لکھا ہے۔

سیدہ خاتونِ جنت اور شانِ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ:

زہد، قناعت، صبر، شکر و فقر و فاقہ کی کیفیت۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ''تم میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عیادت کے لیے میرے ہمراہ چلو گے؟'' میں نے عرض کیا ''حاضر ہوں'' چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ساتھ لے کر خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کے مکان پر گئے۔ دستک دی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا ''دوسرا کون ہے؟'' فرمایا ''عمران'' سیدہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق مبعوث فرمایا: میرے پاس صرف ایک چادر ہے اگر جسم ڈھانپتی ہوں تو سر ننگا ہو جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چادر (اپنی چادر) پھینکی اور فرمایا سر ڈھانپ لو'' پھر عمران رضی اللہ عنہ بھی اندر گئے۔ پوچھا ''طبیعت کیسی ہے؟'' عرض کیا ''آج دوہری تکلیف ہے ایک بیماری دوسری بھوک'' حضور شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشکبار آنکھوں سے فرمایا میں نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا اگر دعا مانگوں ضرور مل جائے گا مگر میں نے آخرت کو ترجیح دی ہے'' پھر سیدہ رضی اللہ عنہا کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ''تم جنت میں عورتوں کی سردار ہو'' پوچھا حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت مریم علیہا السلام کے ہوتے ہوئے بھی؟'' حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار اور تم اپنے

زمانے کی عورتوں کی سردار ہو۔ جنت میں کوئی دکھ اور تکلیف نہ ہوگی۔ اپنے خاوند کے ساتھ خوش رہو میں نے تیرا نکاح آخرت کے سردار سے کیا ہے"۔

(از مکاشفۃ القلوب مصنف حضرت امامِ غزالی حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ)

نسب طاہر کی برکات:

صاحب روح البیان آیتِ تطہیر کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

روایت ہے ایک عَلَوِیَہ (اولادِ علی رضی اللہ عنہ) فقیرہ اپنی لڑکیوں کے ساتھ سمر قند کی مسجد میں اُتریں۔ خوراک کی خاطر حاکمِ شہر کے پاس گئیں۔ آج رات کی خوراک مل جائے مسافرہ علویہ ہیں!۔ حاکم نے کہا کوئی تیرا گواہ ہے کہ تو اولادِ علی رضی اللہ عنہ ہے؟ کہا شہر میں میرا کوئی جان پہچان نہیں ہے۔ سو حاکم ان سے پھیر گیا۔ وہ ایک مجوسی کی طرف گئیں جو ضامنِ شہر تھا اور اپنا حال بیان کیا۔ مجوسی نے ان کو اپنی لڑکیوں کی طرف بھیج دیا اور کہلا بھیجا کہ خوب خاطر داری کرو! حاکمِ شہر نے دیکھا کہ قیامت برپا ہو چکی ہے......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھنڈا ہے۔ اہلِ جنت کے واسطے محل تقسیم کئے جا رہے ہیں۔ حاکم نے ایک سبز زمرد کا عالی شان محل دیکھ کر عرض کیا۔ یہ محل کس کا ہے؟ فرمایا ایماندار توحید پرست (موحد) کا۔ عرض کیا میں مسلمان موحّد ہوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا کوئی گواہ ہے کہ تو مسلمان موحّد ہے؟ پس حاکم خواب سے بیدار ہو کر چیخنے لگا اپنے چہرے پر طمانچے مارنے لگا۔ پوچھا علویہ فقیرہ کہاں ہیں؟ لوگوں نے بتایا مجوسی کے ہاں ہیں۔ وہاں سے ان کو بلوایا۔ مجوسی نے انکار کیا مجھ سے ہزار اشرفی لے لو انہیں میری سپرد کر دو! مجوسی نے کہا ایسا نہیں ہوگا ہم علویہ کے ہاتھ پر مسلمان ہو چکے ہیں اور ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ وہ عالی شان محل (جو تُو نے دیکھا) ہمارے واسطے ہے۔

یہ بھی ضرور پڑھ لیں:

بغداد میں ایک سرمایہ دار سوداگر تھا۔ جماعت سے نماز پڑھی۔ سلام پھیرا تو ایک علوی کھڑے ہوئے اور کہا ”مجھے اپنی ایک لڑکی کا نکاح کرنا ہے بحقِ رسول اللہ ﷺ مجھے اس کے جہیز کے لیے عنایت کرو۔ سوداگر نے ساری پونجی پانچ سو درہم تھے اس کو دے دی۔ رات کو خواب میں نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ ﷺ خوش ہو کر فرمارہے ہیں ”اے جوان! تُو نے میرے لیے تُحفہ بھیجا تھا...... پس شہرِ بلخ کی طرف جاؤ وہاں عبداللہ بن طاہر سے کہو کہ محمد ﷺ نے تمہیں سلام بھیجا ہے۔ میں نے تمہاری طرف اپنا ایک دوست بھیجا ہے جس کا مجھ پر احسان ہے اس کو پانچ سو اسرفی دے دو۔ (اشرفی درہم سے دس گنا ہے)...... سوداگر نے بیوی کو آگاہ کیا۔ بیوی نے کہا آپ کی واپسی تک ہماری خوراک کا کون متولی ہوگا۔ سوداگر نانبائی کی طرف گئے اور کہا دو وقت کا کھانا میری عدم موجودگی میں میرے گھر والوں کو پہنچاتے رہو میں تمہیں یہ درہم کے بدلے اشرفی دوں گا۔ نانبائی نے کہا جنہوں نے تمہیں بلخ جانے کے لیے حکم دیا ہے انہوں نے مجھے حکم دیا ہے تمہارے بلخ سے واپس آنے تک تمہارے گھر میں کھانا پہنچاتا رہوں۔ پس سوداگر خوش ہو گیا......

بلخ کے قریب پہنچا تو عبداللہ بن طاہر نے اس کا استقبال کیا۔ شاباش دی۔ رسول اللہ ﷺ کے قاصد جس نے تمہیں بھیجا ہے انہوں نے مجھے آپ سے حُسنِ سلوک کا حکم دیا ہے۔ تین دن تک خوب خاطر داری کی۔ پانچ اشرفی دیں اور پانچ سو اشرفی حضور آقا کریم ﷺ کے قاصد ہونے کی حیثیت سے دیں اور ان کے ساتھ ایک جماعت کر دی جو گھر تک پہنچائے۔ (ماخوذ: فیوض العارفین حصہ دہم ص۶۳، ۶۴ مصنف علامہ مفتی ابوالبشیر دل محمد رحمۃ اللہ علیہ چشتی صابری جالندھری

خطیب جامع مسجد سمندری ضلع لائلپور (فیصل آباد) شعبان المبارک ۱۳۸۲ھ)

لفظ ''پنجتن'' کا استعمال غلط ہے

پنجتن:

(پنجتن پاک) کی اصطلاع ایران سے آئی۔ یہ کلمہ ہرگز استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ ہمارے علماء اور نعت خوان بھی یہ غلطی کرتے ہیں۔ اگر پنجتن ہی پاک ہے تو اولادِ کرام رضی اللہ عنہم ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہم اولادِ فاطمہ رضی اللہ عنہم۔ امامین حسنین رضی اللہ عنہما کے علاوہ خاتونِ کربلا سیدہ زینب رضی اللہ عنہا، امام زین العابدین رضی اللہ عنہ، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟ کیا یہ ہستیاں ناپاک ہیں؟ نعوذ باللہ من ذالک۔ یہ اصطلاح استعمال نہ کرنا چاہئے۔

اہل بیتؑ:

اہل بیت میں بمطابقِ قرآنِ مجید ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہم سے شامل ہیں۔ (بیوی ہی کو گھر والی) کہا جاتا ہے۔ اولادِ کرام رضی اللہ عنہم نواسے رضی اللہ عنہم نواسیاں رضی اللہ عنہم خاص نزدیکی رشتہ دار بھی اہل بیتؑ میں شامل ہیں۔

آل:

اس کلمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام نام لیوا گھر والے خلفاء رضی اللہ عنہم اصحاب رضی اللہ عنہم تابعین رضی اللہ عنہم محدثین رضی اللہ عنہم اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ بلکہ تمام ماننے والے آتے ہیں۔ بمطابق قرآنِ مجید لفظ آل کی تشریح گذشتہ سطور میں کی گئی ہے۔ جیسا کہ قرآنِ مجید میں فرعون کے ماننے والوں اور لشکریوں کو آلِ فرعون کئی بار کہا گیا ہے۔

غدیر خم:

حرمینِ شریفین کے درمیان ایک جگہ کا نام ''خم'' ہے وہاں ایک تالاب

تھا۔ اس کو غدیرِ خم کہتے تھے۔ وہاں جنابِ رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا "میں دو چیزیں قرآنِ مجید اور اہلبیت تم میں چھوڑ کر جاتا ہوں۔ جس نے انہیں پکڑا وہ ہدایت یافتہ۔ جس نے انہیں چھوڑا وہ گمراہی میں۔ قرآن اور اہلبیت والی مذکورہ حدیث الراقم نے خود دیکھی ہے۔

کئی بزرگانِ دینِ اسلام نے ایسا ہی فرمایا ہے جن میں الراقم اپنے قبلہ حضرت خواجہ صدیق احمد شاہ سیدی قدس سرہ فاضل دیوبند اور عظیم ولی اکمل ماہر علوم و معارف کامل عارف باللہ قطب الاقطاب، مجددِ طریقت کا نام پیش کر سکتا ہے۔

ثقلین یعنی زینت کی چیزیں۔ جن وانس سے زمین پر زینت ہے

ایمان کی زینت اور دین کی رونق قرآن اور اہلبیت سے ہے۔ کتاب اللہ میں سُنتِ رسول اللہ ﷺ بھی داخل ہے۔ سنتِ کے بغیر قرآن پر عمل ناممکن ہے۔ سنتِ مطہرہ رسول اللہ ﷺ قرآن کی شرح اور تفسیر ہے۔ ایک جسم کا گھر ہے اور ایک ذکر کا گھر ہے۔ یہ آبادی دنیا کا ذریعہ ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم خانہ والے اولاد کرام رضی اللہ عنہم ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہم اہل بیتِ نبوت ہیں۔ ذکر خانہ والے علماء صالحین تا قیامت ہوں گے۔ ذکر خانہ والوں کے دلوں میں آپ کا نُور ہے بلکہ خود آپ ﷺ جلوہ گر ہیں ہے۔

در دلِ مسلم مقامِ مصطفٰے است
آبروئے ما زنام مصطفٰے است

(اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

فرمایا: "اہلبیت" کی نافرمانی اور بے ادبی نہ کرنا ورنہ دین کھو بیٹھو گے۔ (شرح مشکوٰۃ۔ مراۃ ج ہشتم ص ۴۵۶ و دیگر کتب صحیحہ)

اولادِ پاکؓ حضور سید المرسلین ﷺ پر ایک نفیس معلوماتی بیان:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "ابتر" کہنے والے نیست و نابود ہو گئے لیکن دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہ ہوگا جہاں شافع یومِ النشور ﷺ کی اولاد پاک اور سادات موجود نہ ہوں۔ عابد بیمار امام زین العابدین علیہ السلام کی نسلِ اقدس تمام اطراف و اکناف عالم میں پھیلی ہوئی ہے۔ تمام بزرگوں اماموں، ولیوں کو حضور نور علی نور ﷺ کے حُسن و جمال کا مظہر بنایا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ گلستانِ زہرا رضی اللہ عنہا کے پھول ہیں۔ اسی طرح بے شمار اولیاء و صلحا و شہداء۔

خواجۂ خواجگان معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ حسن حسینی باغ کے درخشندہ پھول ہیں۔

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تُو ہے عینِ نور تیر سارا گھرانہ نور کا

خونِ خیرالرسل سے ہے جن کا خیر
ان کی بے لوث طنیت پہ لاکھوں سلام

آبِ تطہیر سے جس میں پودے جمے
اس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام

پارہ ہائے صف غُنچہ ہائے قُدس
اہلبیتِ نبوت پہ لاکھوں سلام

(احمد رضا خان بریلوی)

اہم نکتہ:

والدہ کی نسبت مغلوب ہوتی ہے باپ کی نسبت غالب ہوتی ہے ساری نسل باپ ہی سے منسوب ہوتی ہے لیکن ساری کائنات کے مختار شہنشاہ ﷺ کی یہ خاص اہم خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ کی لختِ جگر فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولادِ پاک آپ ﷺ ہی کی طرف منسوب ہے۔ امامِ حسن رضی اللہ عنہ کو فرمایا "اِبْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ" امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادتِ اطہر پر فرمایا "مَا سَمَّیْتُ اِبْنِیْ"

رَاوی حَدیث: حضرتِ جابر رضی اللہ عنہ "سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دونوں صاحبزادوں کا ولی اور سرپرست میں ہوں اور ان کا قبیلہ و خاندان مجھ سے ہے" (حدیثِ پاک)

روایت: "جو شخص میری اولاد اور میرے درمیان حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے فرق کرے اور یہ کہے کہ علی رضی اللہ عنہ کی اولاد ہے اور آپ ﷺ کی نہیں وہ ملعون و مردود اور ذلیل و خوار ہے"

اعتراض:

فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ دیگر تین صاحبزادیوں رضی اللہ عنہن کے حق میں یہ کیوں نہیں؟

جواب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا بیٹا بلوغت سے پہلے وصال فرما گیا۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا بیٹا چھ سال کی عمر میں فوت ہوا۔ سیدہ امّ کلثوم رضی اللہ عنہا سے اولاد نہ ہوئی۔ تینوں صاحبزادے بچپن میں فوت ہوئے۔ لہٰذا یہ بشارت اولادِ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر منحصر ہوگئی۔

نہایت اہم بات:

بظاہر تمام نسلِ انسانی کے باپ حضرت ابوالبشر سیدنا آدم علیٰ نبینا علیہ السلام ہیں لیکن تمام مخلوقات اور موجودات کی اصل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ (شواہد دلائل ثبوت براہین کتب احادیث و سیرت میں موجود ہیں) کُنْتُ نَبِیًّا آدَمَ بَیْنَ الرُّوْحِ

وَالْجَسَدِ...... (ترمذی شریف): اس حدیث کی تفسیر وتشریح خصائص الکبریٰ شریف ج اول میں بڑی وضاحت سے درج ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہے۔

سیدنا آدم علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: "اے وہ ذات صلی اللہ علیہ وسلم جو بظاہر میری ذرع اور میرے نخل ہیں لیکن در حقیقت میری اساس اور میرے اصل ہیں" حضور سرورِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں اگرچہ صورت اور ظاہر کے اعتبار سے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فرع اور نسل ہوں لیکن دراصل وہ میری فرع ہیں اور میں اُن کی اصل ہوں" اعلیٰحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میری نخل
اس گل کی یاد میں یہ صدا ابو البشر کی ہے

مذکورہ روایت کا ترجمہ:

"اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود نہ ہوتا تو کوئی ممکن عدم سے وجود میں نہ آتا" (خلاصہ ومفہوم بے شمار احادیث) معراج والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے۔ آپ خاتم النبیین ہیں۔ اگر آپ۔ کی اولاد نرینہ باقی رکھی جاتی اور صاحبزادوں کو نبوت اور رسالت عطا نہ کی جاتی تو اولادِ پاک رضی اللہ عنہم اس شرف سے محروم رہتی۔ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق حدیث میں ہے کریم بن کریم بن کریم بن کریم علیہ السلام یوسف نبی یعقوب نبی اسحٰق نبی علیہ السلام ابراہیم نبی علیہم السلام۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد نبی نہ ہوتی تو اس عظمت سے بہرہ ور نہ ہوسکتی۔ اگر اولاد صاحبزادے خلقتِ نبوت سے نوازے جاتے تو خاتمیت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ امتیازی میں فرق آتا۔ امامین کریمین حسنین رضی اللہ عنہما کو آپ۔ کے مشابہ بنایا گیا۔

اک سینہ تک مشابہ اک وہاں سے پاؤں تک
حسن سبطین ان کے جاموں میں ہے نیمہ نور کا

صاف شکل پاک ہے ان دونوں کے ملنے سے عیاں
خطِ توام میں لکھا ہے یہ دورقہ نور کا

کیا بات رضا اس چمنانِ کرم کی
زہرا ہے کلی جس کے حسن و حسین پھول

(احمد رضا بریلوی)

حدیث: ''میری اہلبیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی سے ہے جو اس میں میں سوار ہوا نجات پا گیا''

صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا:

اصحابی کا النجوم بایھم اقتدیتھم اھتدیھم

''میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند ہیں۔ جس کی بھی اتباع کرو گے ہدایت پا جاؤ گے''

منزلِ مقصود

سے ہمکنار ہونے کا ذریعہ یہ ہے کہ ''حبّ اہلبیت ؓ کی کشتی پر سوار ہو جاؤ اور صحابہ ؓ کے انوار سے رہنمائی حاصل کرو۔''

اہل بیت کا ہے بیڑا پار اصحابِ ؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نجم ہیں اور ناؤ ہے عزت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی

صلی اللہ علےٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ واصحابہٖ وسلم

(ماخوذ از ''کوثر الخیرات'' مصنف مولانا محمد اشرف سیالوی)

قاضی عیاض اُندلسی رحمۃ اللہ علیہ

کتاب الشفا شریف میں فرماتے ہیں۔
حضور رحمۃ اللعلمین ﷺ کی تعظیم و تکریم میں سے یہ بھی ہے آپ کی آل، ازواجؓ، اولادؓ سے نیکی کی جائے۔ اہل بیت کون ہیں؟ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ۔ازواجؓ تو اہل بیت ہوتی ہی ہیں۔ اولادِ علی رضی اللہ عنہ اولادِ جعفر رضی اللہ عنہ، اولاد عقیل رضی اللہ عنہ۔ اولادِ عباس رضی اللہ عنہ بھی اس میں شامل ہیں۔
حدیث: ''آلِ محمد ﷺ سے محبت پل صراط سے بخیریت گزر جانے کی سند ہے۔''

سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

کا مشہور واقعہ کتاب الشفا میں بھی ہے۔ جنید شاہی پہلوان تھے اور کبھی ہارے نہ تھے۔ ایک غریب کمزور سید زادے سے کشتی کا اتفاق ہوا۔ سید زادہ نے کان میں بتایا وہ سید زادہ ہیں لحاظ رکھنا۔ جنید نے انہیں جتا دیا۔ حضور قاسم خزائن اللہ ﷺ نے جنید کو امام الاولیا بنا دیا۔

حضرت عباسؓ:

سے حضور ﷺ نے فرمایا ''اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ ایمان کا نور کسی کے دل میں اُس وقت تک داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اللہ و رسول ﷺ کے لیے تم سے زیادہ محبت نہ کرے۔'''' جس نے میرے چچا کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی۔'' (حدیث شریف) ایک بار فرمایا'' کل آپ صاحبزادگان تشریف لائیں۔'' چنانچہ عباسؓ سب کو لے کر حاضر ہوئے۔ آپؓ نے سب کو اکٹھا کر کے اپنی چادر میں ڈھانپ دیا۔ فرمایا'' یا اللہ یہ میرے چچا میرے باپ کی جگہ ہیں اور یہ میرے اہلبیت ہیں، انہیں آگ سے ایسے بچانا

جیسے میں نے چھپا رکھا ہے۔"

سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ:

کسی بات پر امیر مدینہ منورہ جعفر بن سلیمان نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو کوڑے مارے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو گئے۔ لوگ اٹھا کر گھر لائے۔ ہوش آنے پر فرمایا "میں تمہیں گواہ بنا کر اعلان کرتا ہوں کہ میں نے اپنے مارنے والے کو معاف کر دیا ہے۔"...... پوچھا کیوں؟ فرمایا، مجھے اس بات سے خوف ہوا کہیں میں قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حالت میں ملوں کہ میرے باعث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں سے ایک فرد دوزخ میں جائے۔ منصور نے جعفر سے امام کا بدلہ لینے کا ارادہ کیا فرمایا" خدا کی قسم جب کوڑا میری پشت سے اٹھاتا تھا میں اس وقت معاف کر دیتا تھا۔ بوجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت داری کے۔"

ازواج، آل، اولاد، اہلبیت، اصحاب کی توہین حرام ہے نقص نکالنا حرام ہے ایسی حرکت کرنے والا ملعون ہے۔ ان کو تکلیف پہنچانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانا ہے۔" ان کا گستاخ واجب القتل ہے یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے۔

(بحوالہ کتاب الشفاء شریف)

عظمتِ اہل بیتِ نبوت:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (پارہ ۲۵ الشوریٰ)

"فرما دو میں تبلیغ کے بدلے کوئی اجرت نہیں مانگتا بلکہ میں تم سے اپنے قرابت کی محبت مانگتا ہوں۔"

احادیثِ مبارکہ کا مفہوم وخلاصہ:

جو شخص اہل بیت کی محبت میں مرے گا وہ شہید ہوگا۔ بخشا ہوا مرے گا۔

قبر میں جنت کے دروازے کھولے جائیں گے۔ منکر نکیر مژدہ جنت سُنائیں گے۔ جنت میں تازہ دُلہن کی طرح جائے گا۔ رحمت کے فرشتے اس کی قبر کے زائرین بنیں گے۔ کامل الایمان ہو گا۔ان سے محبت علم وحکمت و برکات کے حصول کا ذریعہ ہے۔ بے حساب جنت میں داخلہ ملے گا۔

اُس بتول جگر پارۂ مصطفےٰ
حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام

جس کا آنچل نہ دیکھا دہر نے
اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

سیدہ زاہدہ طیبہ طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

(فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

لفظ اھل:

ہم عقیدہ پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ ماننے والوں پر بھی۔ بیوی پر بھی۔ قرآن مجید میں درجنوں مقامات پر یہ کلمے بے شمار معانی میں استعمال ہوا ہے۔

لفظ آل.

آلِ فرعون۔آل ابراھیم۔آل یعقوب آلِ لُوط ساتھیوں پر استعمال ہوا۔

سیدہ کے اقارب اولادِ:

۱) والدہ گرامی: دنیا و دین و آخرت کے سلطانِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

مختصر مدح شریف ذکر خیر (ا) میں لکھنے کی حقیرانہ جدو جہد کی ہے۔ جو اشاعت کے مراحل میں ہے۔

۲) والدہ معظمہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ذکر خیر ذکر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا کے ضمن میں ہو چکا۔

۳) شوہر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم۔ کا ذکر خیر نمبر 3/4 میں ابتدا تا آخر عرض کیا ہے۔ یہاں ایک جملہ پڑھ لیں حضرت علی رضی اللہ عنہ دن کے وقت شہسوار رات کے وقت راہب (عابد) ایک طرف فوجوں کی کمان ہو رہی ہے دوسری طرف محراب و مسجد میں کمال خضوع خشوع سے عبادت اور سجدہ ریزی ہے۔

۴) بیٹے: امام حسین رضی اللہ عنہ، حضرت محسن رضی اللہ عنہ، امام حسن رضی اللہ عنہ (تین) جن کا ذکرِ پاک بطور حصولِ تبرک و ذریعہ نجات سمجھتے ہوئے آگلے صفحات پر مختصراً عرض کرنے کی سعی کی ہے۔

۵) صاحزادیاں دو سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بمطابق ایک روایت ایک صاجزادیاں رقیہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں صغیر سنی میں وفات پائی۔

• سیدہ زینب خاتونِ کربلاؓ کا مختصر تذکرہ:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شیرِ دل بیٹی۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”زینب ہم شبیہہ خدیجہ رضی اللہ عنہ ہے کنیت اُمّ الحسن۔ کربلا کے بعد امّ المصائب کنیت مشہور ہوئی۔

القاب نائبۃ الزہرا شریکۃ الحسین۔ رافیہ بالقدر وقضاء۔ شجاعہ، فصیحہ، بلیغہ، زاہدہ، فاضلہ، صابرہ، شاکرہ، عابدہ، طیبہ، طاہرہ، خطیبہ،

ولادت:

جمادی الاوّل ۵ ھ ولادت پر نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں نہ تھے تین دن بعد تشریف لائے تو حضرت فاطمہ سیدہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے زینب رضی اللہ عنہا کو گود میں لیا کھجور چبائی اور لعاب شریف بچی کے منہ میں ڈالا۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا حضور سرورِ انبیا ﷺ کے کاندھوں پر سوار ہوتیں۔ وصالِ آنحضرت ﷺ پر سارے بچے موجود تھے۔ زینب رضی اللہ عنہا کی عمر چھ سال تھی آپ ﷺ کے سینہ مبارک پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے سر رکھ دیا سراجاً منیراً ﷺ نے پیشانی چومی دلاسا دیا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال رحلت بھی زینب رضی اللہ عنہا نے دیکھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینۃ العلم کے دروازے ہوں اور معلم ہوں ان کے بچے ان کے شاگردوں کیسی اعلیٰ تعلیم کا حصول ہوگا۔ ہر صفت میں مثل فاطمہ رضی اللہ عنہا ہو گئیں۔ چہرے پر نانا جان ﷺ کا جمال وجلال۔ اطوار میں وقار حیدری۔ علم و فضل میں بے مثل۔ خطابت ورثے میں ملی۔ قیام کوفہ میں رہا۔ بھائی حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے دیکھی۔ زخمی باپ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کا حال بھی دیکھا۔ غم والم کا پہاڑ ٹوٹا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے زینب کا نکاح فرما دیا۔ اس وقت عمر ۱۱ یا ۱۳ سال تھی۔ خانگی زندگی بہت خوشگوار رہی حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا "زینب رضی اللہ عنہا بہترین گھر والی ہے" خاوند مالدار تھے زینب بدستور **صبر و قناعت سادگی جفا کشی کا مجسمہ رہیں۔**

درس و تدریس کا کام بھی کرتیں ۶۱ ھ میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ میدانِ کربلا میں تھیں دو پسران عون رضی اللہ عنہ و محمد رضی اللہ عنہ دونوں بیٹے راہِ خدا میں بھائی

حسین رضی اللہ عنہ پر قربان کر دئے۔

"تیرو جن تے آہ نہ کرنا ظلم شمر دا سہنا"۔بچوں کو وصیت فرمائی سیدہ زینب نے صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا میدانِ کربلا میں ان کے سامنے جملہ احباب عزیز و اقارب بیٹے بھانجے بھتیجے بھائی شہید ہوئے بے مثل صبر کا ثبوت دیا ایسا کوئی کلمہ زبان سے نہیں نکلا جس سے بے صبری ثابت ہو۔

تمام شہداء کی تڑپتی ہوئی لاشیں دیکھیں سرِ نیزے پر دیکھے لاشیں پامال ہوتی ہوئی دیکھیں لیکن صبر کا دامن نہ چھوڑا۔

۱۲ محرم ۶۱ھ میں میدانِ کربلا رضی اللہ عنہ کا قافلہ کوفہ میں ابنِ زیادہ لعین کے سامنے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے عبرت ناک خطبہ دیا۔ پھر دمشق میں قافلہ پہنچا۔ یزید کے پاس۔ خطبہ ارشاد فرمایا اہل بیت کا قافلہ واپس مدینہ منورہ آیا۔ کسی جگہ بھی بے صبری کا مظاہرہ نہ کیا صبر کیوں نہ کرتیں؟

ہل گیا سی عرش خدا دا نالے قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم دی ہلی
بی بی زینب قیدن بن کے جدوں ول شام دے چلی

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا صابرین کی سردار۔ بھائی صابر، باپ صابر، نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ صبر و استقامت کی تلقین فرمائی۔ ان کا یقین کامل تھا......اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ......خدا تعالیٰ کی معیت انہیں حاصل تھی۔ شہیدانِ کربلا رضی اللہ عنہم تمام صابرین کے امام ہیں صبران کے گھر سے نکلا۔

سلام اس پر وہ جس کی آل میں شوقِ شہادت تھا
سلام ان پر وہ جن کے واسطے مرنا عبادت تھا

سلام بی بی فاطمہؓ پر اور شاہزادوں پر
سلام پاک زینبؓ پر سلام اس کے ارادوں پر (زاہد فخری)

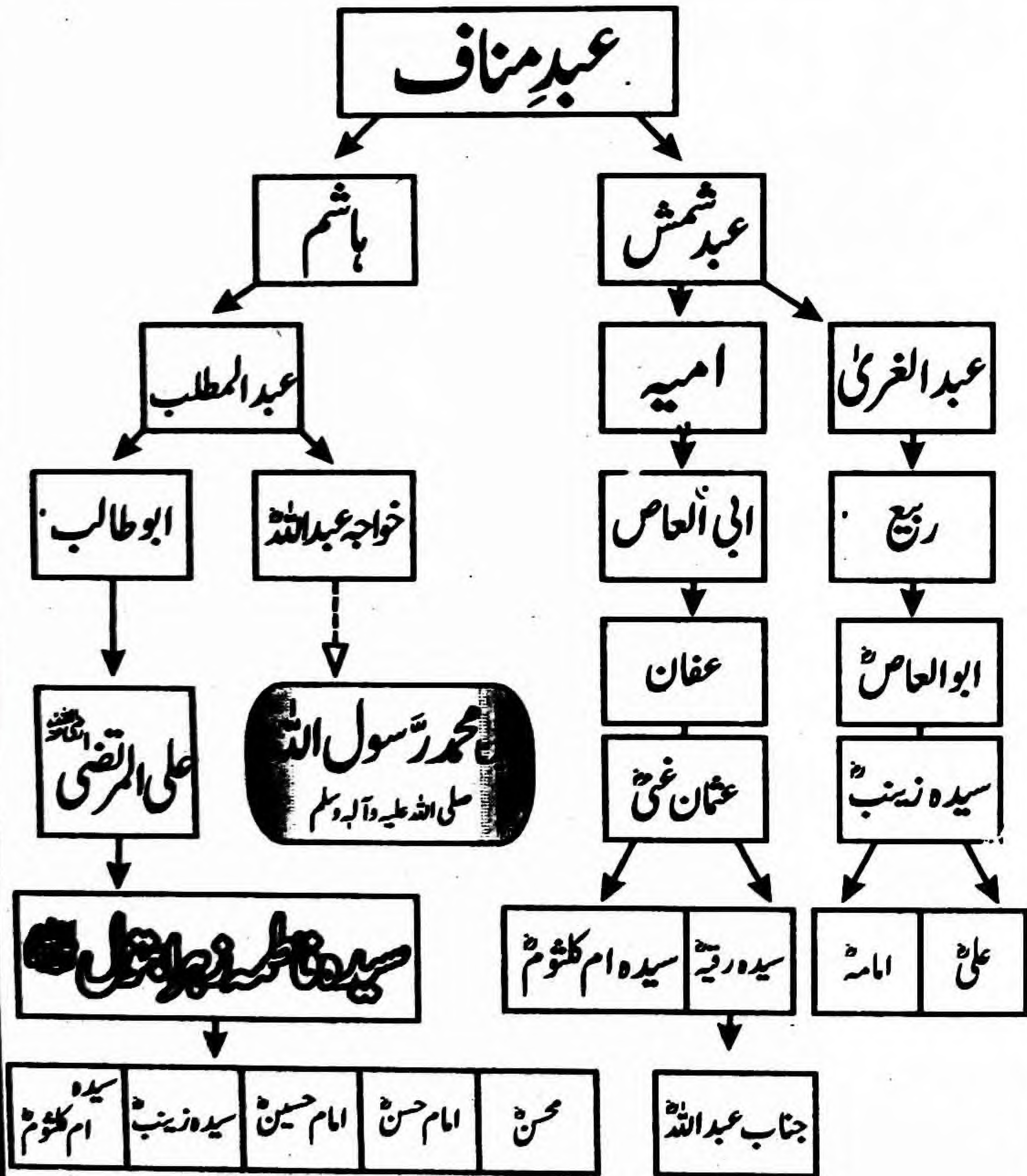
اشعار بابت شرم حیا و پردہ:

یہ سینما یہ گھر یہ مدرسے یہ چمن
انہیں کے بھیس میں شیطان نے لیا ہے جنم
یہ سیر گاہیں کہ مقتل ہیں شرم و غیرت کے
یہ معیصیت کے مناظر ہیں زینت عالم
یہ شرحِ آئیہ عصمت ہے جو ہے بیش نہ کم
دل و نظر کی تباہی ہے قربِ نامحرم
حیا ہے آنکھ میں باقی نہ ہے خوف خدا
بہت دنوں سے نظام حیات ہے برہم
یہ نیم باز برقعہ یہ دیدہ زیب نقاب
جھلک رہا ہے جھلا جھل قمیص کا ریشم
تیری حیات ہے کردارِ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ
تیرے فسانے کا موضوع عصمتِ مریمؑ
وہی ہے راہ تیرے عزم و شوق کی منزل
جہاں ہیں عائشہؓ و فاطمہؓ کے نقشِ قدم

ضروری نوٹ:

صاحبزادوں حسنین کریمین شریفین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کا ذکر خیر آخر پر کیا گیا ہے اولادِ و اقارب حسین رضی اللہ عنہ کے عنوان کے تحت چند کلمات سیدہ زینب رضی اللہ عنہا پر بھی لکھے ہیں۔ (بحوالہ سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا از جناب طالب الہاشمی)

سیدنا نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بنات رضی اللہ عنہن



اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ
وَاَصْحَابِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ وَ عَلٰی عِبَادِہِ الصّٰلِحِیْنَ ○

محمد عبد الخالق توکلی

باب سوم:

مشمولات

باندیاںؓ:

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی باندیاں۔

۱) حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا۔

۲) جاریہ ریحانہ رضی اللہ عنہا۔

۳) جاریہ جمیلہ رضی اللہ عنہا۔

۴) سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش رضی اللہ عنہ نے چوتھی باندی پیش فرمائی تھی۔

پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا (زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی والدہ) کا ذکرِ شجاعت ام سلیم رضی اللہ عنہا۔ اسماء بن یزید رضی اللہ عنہ صرف خیمہ کی چوب ہی سے نو ۹ عیسائیوں عدو کو قتل کیا تھا۔

ام عمارہ رضی اللہ عنہا۔ اُم حرام رضی اللہ عنہا۔

چچی فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد (والدہ علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ)

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ۔

رضاعی بھائی۔

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا۔

خدامؓ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ ایمن رضی اللہ عنہ، ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ۔

خادمائیںؓ:

موالیٰ رضی اللہ عنہما۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ (تعداد ۵۰)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا حسین تذکرہ۔ ملتی جلتی شکلوں والے حضرات رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دودھ شریک بہنیں رضی اللہ عنہما۔

اعلان نبوت سے قبل خصوصی دوست محافظین رضی اللہ عنہم کاتبین رضی اللہ عنہم ایمان افروز واقعات (حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ۔ عمر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ)

سفیر اور قاصدؓ:

جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ عمال رضی اللہ عنہ، موذن رضی اللہ عنہ، شاعر رضی اللہ عنہ، خطیب رضی اللہ عنہ، حدی خوان رضی اللہ عنہ۔ (سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا تذکرہ) بہنیں رضی اللہ عنہما (۱۱ کا ذکر خیر) مہکتی کلیاں رضی اللہ عنہما (۲۱ کا حسین تذکرہ مختصراً) ایمان افروز حسین تذکرہ ضرور پڑھیے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلقینؓ

باندیاںؓ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باندیوں کی تعداد میں چار ہے:

۱) حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا بنت شمعون۔ مصر کے حاکم اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس نے اپنے تحائف کیساتھ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا تھا۔ یہ اسلام لائیں۔ ملک یمن کی حیثیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصرف فرمایا۔ انہی کے مبارک بطن سے حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے۔ عوالی مدینہ میں ان کی خاطر مکان بنایا گیا۔ آجکل بھی اسے

مشربہ ابراہیم کہا جاتا ہے۔اب سیاہ رنگ کے پتھروں کے چار دیواری ہے اس مکان میں حضور رحمۃ اللعلمین ﷺ تشریف لے جاتے تھے۔
حضرت ماریہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ الراقم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تبلیغی خطوط مبارک میں بھی ذکر خیر۔(۱) میں کیا ہے۔

۲) سیدہ جاریہ ریحانہ رضی اللہ عنہا بنت زید بن عمرو انہیں ملک یمن کے طور پر شرفِ صحبت بخشا تھا۔مزار شریف بقیع شریف میں ہے۔

۳) جاریہ جمیلہ رضی اللہ عنہا۔

۴) سیدہ زینب بن جحش رضی اللہ عنہا نے چوتھی باندی پیش فرمائی تھی۔

عمات (چاچے) پھوپھیاں رضاعی اور جدات رضی اللہ عنہن

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا:

پھوپھیوں میں ایک حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔یہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں عزوہ خندق میں موجود تھیں۔ایک یہودی نے ان کو شہید کیا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس یہودی کو جہنم رسید کر دیا۔

بہادری کا واقعہ:

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے ایک لکڑی لے کر ایک یہودی کے سر پر ماری جو قلعہ کی دیوار سے نیچے اترا تھا۔آپ رضی اللہ عنہا نے حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا ”اب اس کا سر کاٹ کر پھینک آؤ“۔حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے پہلے کی طرح اب بھی معذوری ظاہر کی سر کاٹنے کا کام بھی صفیہ رضی اللہ عنہا نے کیا تھا۔

یہ غزوہ احد میں نیزے سے لڑی تھیں۔جب معلوم ہوا کہ برادر حمزہ رضی اللہ عنہ کو مُثلہ کیا گیا تب بھی نہایت صابرہ رہیں۔بہت فصیح و بلیغ شاعرہ بھی تھیں۔

احد کے روز صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا ’’آج آپ پر یہ وہ دن آیا جس میں آفتاب سیاہ ہو گیا ہے اس سے پہلے روشن تھا‘‘۔

۲) ام سلیم رضی اللہ عنہا والدہ انس رضی اللہ عنہ کے گھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آرام فرمایا کرتے تھے۔

۳) اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت خدمت گزار تھیں ۹ھ میں انہوں نے خیمہ کی چوب (لکڑی) سے نو (۹) عیسائیوں کو قتل کیا تھا۔ احادیث بھی روایت کیں۔

۴) اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا۔ ہر غزوہ میں شریک رہیں ان کا حال پوچھنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔

۵) اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شہادت کی خبر تین دن تواتر خواب دیکھ کر فرمائی تھی۔ بہت خدمت گزار تھیں۔ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا۔

۶) چچی حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا زوجہ حضرت ابو طالب والدہ علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ ان کے

بیٹے: طالبؓ۔ عقیلؓ۔ جعفرؓ۔ علیؓ

بیٹیاں: ام ہانیؓ۔ عمانہؓ۔ ربطہؓ

انہوں نے بہت پیار سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت فرمائی۔ ان کے کفن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص مبارک عطا فرمائی اور ان کی قبر انور میں لیٹ گئے۔ (قبر کو جنتی قطعہ بنا دیا) مزید حال ذکر خیر 3/4 میں دیکھئے۔

سیدنا عباسؓ خاص خاص بات:

ان کی والدہ نے سب سے پہلے کعبہ شریف پر دیبا کا غلاف چڑھایا عباس بچپن میں گم ہو گئے تھے۔ غلاف کی منت مانی تھی۔

اسیرانِ بدر میں ان کے بند سخت ہوئے تو رونے لگے سب کے بند

ڈھیلے کر دئے گئے اسلام کو پوشیدہ رکھا تھا۔ آپ ﷺ کو ان پر شروع ہی سے مکمل اعتماد تھا۔ بدر میں حکم دیا گیا۔ عباس رضی اللہ عنہ سامنے آئیں قتل نہ کئے جائیں۔ عام الفتح میں آپ کے ساتھ ہجرت کی۔ غزوہ خیبر کی فتح پر اسلام کا اعلان کر دیا تھا۔'' عباس رضی اللہ عنہ میرے والد کے قائم مقام'' (حدیث) جب آپ ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہما کو مع اولاد رضی اللہ عنہم چادر میں لے کر دعا فرمائی۔ درو دیوار نے بھی آمین کہا''۔'' ان کے بیٹے کا لقب ابو الخلفاء''۔ آپ ﷺ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے کان میں اذان اقامت کہی تھی۔

حضرت سیدنا حمزہؓ (چچا):

لقب سید الشہداء عطا فرمایا گیا۔

حدیث شریف'' اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے ساتویں آسمان پر یہ مرقوم ہے حمزہ اسد اللہ۔ اسد رسولہ۔ اسلام میں پہلے علمبردار۔ سپہ سالار۔ آیت کریمہ......یاایھا النفس المطئنة ارجعی......اے نفسِ مطئنہ خدا کی طرف پلٹ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور آیات بھی۔ اُحد میں شہید ہوئے اور مُثلہ کیا گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چیخ نکل گئی۔ مصیبت زدہ اور غمناک ہوئے روئے بے ہوشی طاری ہوگئی۔ بے اختیاری میں فریاد آہ وزاری واقع ہوئی۔ جنازہ پر ستر تکبریں کہیں۔ آباواجداد امہات کا ذکر ذکرِ خیر (ا) میں کیا گیا ہے۔

رضائی بھائی:

حمزہ رضی اللہ عنہ۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ۔ بن حارث۔

سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد بھی بہن بھائیوں میں شمار ہے۔ رضاعی بہن قیدیوں میں لائی گئی حضور اقدس ﷺ نے چادر مبارک بچھادی۔ چادر پر بٹھایا

گزرے ہوئے حالات یاد آئے تو آنسو آ گئے۔ احترام فرمایا۔ آپ ﷺ نے اس کو تین غلام کئی اونٹ اور بکریاں عطا فرمائیں۔ دیگر انعامات سے نوازا۔ یہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں۔ ان کی آپ ﷺ نے بہت خدمت کی۔

حلیمہ سعدیہؓ:

مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوئیں۔ انعامات سے نوازا ان کا مزار بقیع شریف میں ہے۔ آپ ﷺ برائے زیارت جایا کرتے تھے۔ حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنہا کا بھی بڑا احترام فرماتے تھے۔ اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کا بھی۔ یہ دونوں ہجرتوں میں شامل تھیں۔ مدینہ شریف بھی رہیں۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں رہیں ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے شاہِ دوجہان ﷺ اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کو امی بعد امی فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت پر امّ ایمن رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''آج اسلام ضعیف ہو گیا'' حدیث مبارک: جو شخص جنتی عورت سے نکاح کرنا چاہے اُسے اُمّ ایمن رضی اللہ عنہ سے کرنا چاہیے''۔

خدّامؓ:

أ) حضرت انس مالک رضی اللہ عنہ دس سال آپ ﷺ کی خدمت میں رہے۔ وصال بصرہ میں ہوا۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی مال اور اولاد میں کثیر برکت ہوئی انگوروں کا باغ دوبار پھل دیتا۔ عمر ۱۰۰ سال اسّی فرزند ایک سو چھ ۱۰۶ بچے ان سے پیدا ہوئے تھے۔ بحوالہ مدارج النبوۃ مکتوبات شریف امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ۔ ایک روایت ۷۰ بیٹے ۳۶ بیٹیاں ۲۲۸۶ احادیث کی روایت فرمائی۔ ان کے فرزند اور پوتے بھی محدث تھے۔

بوقت وصال ۱۲۰ افراد بچے بچیاں ان کے گرد تھے۔ محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ نے غسل دیا تھا۔

۲) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ نعلین مبارک مسواک۔ عصا۔ بستر کے انچارج تھے۔ مقربین میں سے تھے۔ حاضر باش تھے۔ ''میں ان سے راضی ہوں جن سے ابن مسعود راضی ہے'' (حدیث)

۳) ایمن رضی اللہ عنہما بن اُمّ ایمن رضی اللہ عنہما مشک۔ چھاگل کو اٹھاتے۔

۴) ربیع بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ۔ وضو کے لئے اپنی لانے والے سفر وحضر کے ساتھی۔ روایات کی ہیں۔

۵) عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اونٹ کو لے کر چلتے۔ امیر۔ کبیر۔ شریف۔ فصیح شاعر۔ صحابی رضی اللہ عنہ تھے۔ مصر میں وصال ہوا۔ روایات کی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا'' دو عظیم سورتیں پڑھا کر و خلق الناس۔ اور لوگوں کو تعلیم دو'' تمام روحانی جسمانی آفات و بلیات کو رفع کرنے والی ہیں (احمد رحمۃ اللہ علیہ، ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، نسائی رحمۃ اللہ علیہ ساتھ اخلاص سورۃ کا بھی احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ذکر ہے)

۶) سعد رضی اللہ عنہ۔

۷) فلح
اسلح بن شریک رضی اللہ عنہ راحلہ کی خبر گیری فرماتے۔ اونٹ پر باندھنے والی کاٹھی۔

۸) ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ۔ اکابر زاہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے خادم تھے۔ بے شمار فضائل ۳۱ یا ۳۲ ہجری میں وصال ہوا۔ تنہا زندگی بسر کی۔ تنہا ہی وصال فرمایا۔ نماز جنازہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ مضوع ربزہ میں۔ حضور عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کو بھیجا تھا۔ حدیث شریف۔ '' ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ برابری رکھنے والے تھے'' حضرت جرائیل علیہ السلام نے کہا'' آسمان والے ابو ذر کو زمین والوں کی نسبت زیادہ جانتے ہیں کیونکہ یہ سورۃ اخلاص کا ورد بکثرت کرتے ہیں اور اپنے آپ کو باقیوں سے کمتر سمجھتے ہیں'' ...... بوقت وصال ماں بیوی رونے لگیں۔ کیوں روتی ہو؟ کہا کیونکہ ویران جگہ، پر ہیں ہمارے پاس کفن کا کپڑا بھی نہیں۔ فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سناتا ہوں'' وصال پر اہل اسلام کی جماعت پہنچ جائے گی'' چنانچہ عبد اللہ بن مسعود مع احباب رضی اللہ عنہم آ گئے تھے۔ ایک انصاری جوان کی چادر میں تکفین کی گئی۔ حضرت علی کا ارشاد ہے کہ'' ابو ذر رضی اللہ عنہ بے مثل عالم تھے''...... بہت بڑے عابد اور زاہد تھے۔ سنت کی سختی سے پابندی کرتے اور کرواتے تھے۔

۹) مہاجر رضی اللہ عنہ۔ امّ سلمہ کے غلام مہاجر نام کے کئی اصحاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

۱۰) حضرت صفین رضی اللہ عنہ۔

۱۱) حضرت نعیم رضی اللہ عنہ۔

۱۲) حضرت ابو الحمراء رضی اللہ عنہ۔

۱۳) ابو اسمح رضی اللہ عنہ۔

خادمائیں:

امّ ایمن رضی اللہ عنہا، حضرت خولہ رضی اللہ عنہا، امّ رافع رضی اللہ عنہا، حضرت میمونہ بن سعد رضی اللہ عنہا، امّ عیاش رضی اللہ عنہا۔

خدام:

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے علاوہ تحمر رضی اللہ عنہ، بکیر رضی اللہ عنہ، شریک رضی اللہ عنہ، اسعد رضی اللہ عنہ،

ثعلبہ رضی اللہ عنہ، سالم رضی اللہ عنہ، سابق رضی اللہ عنہ، سلمٰی رضی اللہ عنہ، ابو سلام رضی اللہ عنہ، ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ، انصاری غلام رضی اللہ عنہ، ھند رضی اللہ عنہ۔

موالیؓ:

مولےٰ بمعنی محبّ، دوست، مددگار، مالک غلام، قریب ابنِ عم، ہمسایہ، ابنِ اخت تابع، وغیرہ بے شمار معنی ہیں مولیٰ کے۔ یہاں مراد آزاد شدہ غلام۔

۱) حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ بن زید رضی اللہ عنہ کا ذکر بہت تفصیل کے ساتھ مدارج النبوۃ میں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گود مبارک میں ایک طرف حنین کریمین رضی اللہ عنہ اور دوسری طرف اسامہ رضی اللہ عنہ ہوتے تھے۔

۲) ثوبان رضی اللہ عنہ۔

۳) ابو کبشہ رضی اللہ عنہ۔

۴) آنسہ رضی اللہ عنہ، صالح رضی اللہ عنہ، ریاح رضی اللہ عنہ، یسار رضی اللہ عنہ، ابو رافع رضی اللہ عنہ، زید رضی اللہ عنہ، (مذکورہ کے علاوہ) عبید رضی اللہ عنہ، سفینہ رضی اللہ عنہ، مابور قبطی رضی اللہ عنہ، ابو واقد رضی اللہ عنہ، ہشام رضی اللہ عنہ، بازار رضی اللہ عنہ، حسین رضی اللہ عنہ، اسلم رضی اللہ عنہ، سعید رضی اللہ عنہ، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، سندر رضی اللہ عنہ، ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ، ابولبابہ رضی اللہ عنہ۔ قریباً پچاس غلاموں کی لسٹ مع ذکر خیر مدارج النبوۃ میں مذکور ہے۔ ان حضرات رضی اللہ عنہم کے بڑے فضائل ہیں کرامتیں ہیں۔ الراقم احقر العباد بیمار گنہ گار لکھ نہیں سکا۔ مثلاً ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ کشتی میں سوار تھے ایک ہاتھ میں قرآن مجید اور دوسرے میں سوئی۔ سوئی دریا میں گر پڑی کہنے لگے خدا کی قسم! اے دریا میری سوئی مجھے لٹا دو۔ پس دریا سے سوئی ظاہر ہوئی انہوں نے لے لی۔

(مدارج النبوۃ ج ۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی جلتی شکل والے حضرات القدس:

آدم علیہ السلام..........

ابراہیم علیہ السلام..........

جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ..........

حضرت قثم رضی اللہ عنہ..........

ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ..........

امام حسن رضی اللہ عنہ..........

امام حسین رضی اللہ عنہ..........

علی اکبر رضی اللہ عنہ..........

سائب رضی اللہ عنہ..........

حضرت مسلم رضی اللہ عنہ..........

کابس رضی اللہ عنہ..........

دودھ شریک بہنیں:

حذافہ بنت شیما رضی اللہ عنہا، بنت حلیمہ رضی اللہ عنہا، امینہ رضی اللہ عنہا، صدیقہ رضی اللہ عنہا۔

داماد:

ابوالعاص رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ،

نواسے اور نواسیاںؓ:

حضرت علی بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ، حضرت امامہ بنت ابوالعاص رضی اللہ عنہا، حضرت عبد اللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، حضرت محسن رضی اللہ عنہ، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا۔ آٹھ تعداد۔

سیدنا سلمان فارسیؓ:

نوٹ: ان کے اسلام لانے کا واقعہ ذکر خیر (۱) میں لکھا ہے۔

لوگ ان سے پوچھتے تمہارا باپ کون ہے؟ تمہارا نسب کس طرح ہے؟ تو سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جواباً فرماتے تھے کہ اسلام میرا نسب ہے اسلام ہی میرا والد ہے۔ عمر ۳۶۰ سال یا ۲۵۰ سال۔ بعض کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو بھی انہوں نے دیکھا تھا۔ دو جہان کے والی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''سلمان منا اہل البیت'' غزوہ خندق میں ان کی تدبیر کے مطابق ہی خندق کھودی گئی۔ بلا طلب ہی حاضر ہو جایا کرتے حدیث ''ان پر جنت مشتاق ہے''۔

عہد فاروق میں مدائن کے حاکم تھے۔ صرف ایک عبا اوپر رکھتے پہنتے اور بس نہ کہیں رہائش نہ گھر۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مواحباب ان کا استقبال فرمایا کرتے تھے۔

قبول اسلام کا تفصیلی حال خصائص الکبریٰ میں دیکھئے بحوالہ ذکر خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم (اردو ترجمہ) از قبلہ ام پیکر اخلاق حسنہ، حسین و جمال کے مرقع مجدد طریقت قطب الاقطاب خواجہ صدیق احمد سیددی قدس سرہ۔

حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ''علم و حکمت میں لقمان حکیم رضی اللہ عنہ کے برابر تھے''۔

عجیب واقعہ:

اپنی تنخواہ فقراء میں تقسیم فرما دیتے اور خود بوریہ بافی اور رسیاں (بان) بنا کر اپنا گزارہ کرتے۔ ایک مرتبہ کہیں باہر تھے ایک شخص نے مزدور سمجھ کر کہا بوجھ میرے گھر تک پہنچا دو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے سامان اٹھایا اس کے ساتھ ہوئے آگے چل کر جب اسے معلوم ہوا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ سے

گر پڑا اور معافی چاہی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''ہم دوسروں کے بوجھ ہی اٹھانے والے ہیں''۔

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک مائی بڑھیا سے یہی فرمایا تھا۔

''جیدا کوئی چان والا نہیں اوہدی پنڈ میں ہی چاناہاں'' (ترجمہ)

سیدنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وصال سے قبل بہت گریہ زاری کیا کرتے تھے احباب نے وجہ پوچھی فرمایا ''میرے پاس سامان ہے'' حالانکہ صرف پانی کی مشک اور ایک کمبل تھا۔ مزار اقدس مدائن میں ہے۔ اس جگہ کا نام سلمان پارک ہے۔ نزد شہر بصرہ۔ آپ رضی اللہ عنہ کی نسل موجود ہے عمر دو سو پچاس برس سے زائد تھی۔ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کے پیچھے نماز ادا فرمائی۔ (امدارج النبوۃ ج ۲ کتاب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ مصنف حضرت سید زوار حسین شاہ صاحب)

اعلانِ نبوت سے قبل حضور نور علیٰ نور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی دوست

۱) سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

۲) حکیم بن حزام رئیس مکہ رضی اللہ عنہ۔

۳) ضماد بن ثعلبہ الازری رضی اللہ عنہ۔

بارگاہِ اقدس کے محافظین ؓ:

۱) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سید الانصار کا لقب بخشا گیا۔ ستر ہزار ملائکہ نے ان کی نماز جنازہ میں آکر شرکت کی۔ جبرائیل نے کہا اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو خوشخبری دے دو آسمان کے دروازے کھول دئے گئے ہیں کہ ان کا استقبال کریں۔ ان کے وصال پر رب کا عرش بھی حرکت وجد میں آ گیا ہے۔

۲) محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ۔

۳) حضرت زکوان رضی اللہ عنہ۔

۴) زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ۔

۵) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نمبر ۴، ۵، دونوں عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔

۶) سعد بن مالک رضی اللہ عنہ۔

۷) عباد بن بشر رضی اللہ عنہ۔

۸) حضرت ابوایوسف انصاری رضی اللہ عنہ۔

۹) حضرت بلال رضی اللہ عنہ۔

۱۰) مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ۔

ان چند حضرت کے نام برائے حصولِ برکات لکھے ہیں۔

دربارِ نبوت کے کاتبینؓ:

روضۃ الاحباب میں تعداد چالیس درج ہے الراقم ناچیز بوجہ علالت نام چھوڑ رہا ہے۔صرف ایک دو بزرگوں کا ذکر نہایت ایمان افزوں ذکر ہے۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بھتیجے تھے عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔غزوہ اُحد میں حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح دفاع فرماتے رہے۔کہ انگلیاں مفلوج ہوگئیں۔صرف اُسی دن چوبیس زخم آئے۔طلحہ رضی اللہ عنہ پر قدم رکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے روز اونچے پتھر پر چڑھے تھے۔فرمایا اے طلحہ! یہ جبرئیل علیہ السلام میں یہ تم کو سلام کہتے ہیں نیز کہتے ہیں قیامت کے ہولناک دن میں طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوں گا۔حضرت عمر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ۔احد کے روز متقولین میں لاش نہ ملی ملائکہ نے ان کی تدفین فرمادی۔لوگوں کو آسمان کے درمیان یہ دکھائی دئے جب کہ ملائکہ انہیں لے جارہے تھے۔(مدارج النبوۃ جلد دوم)

سیدِ عالیان صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیرؓ اور قاصدؓ

کاتبین رضی اللہ عنہ کی طرح ان کے اسمائے گرامی بھی لکھنے بندہ بوجہ علالت قاصر ہے ان مقدس ہستیوں کے طفیل اللہ تعالیٰ اس گنہ گار کا خاتمہ بالخیر فرماد ہے۔ آمین صرف ایک دو بزرگوں کا حال:

حضرت جریر بن عبد اللہؓ:

نہایت حسین وجمیل تھے۔ ان کا احترام کرنے کا حکم بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ملتا تھا۔ ان کے لئے اپنی چادر مبارک بچھا کر اوپر بیٹھایا تھا صورت وسیرت بلند ترین تھی یہ یمنی تھے۔ قوم کے سردار تھے۔ ان کے آنے سے قبل خطبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تمہارے پاس یمنی آدمی آرہا ہے جس کے چہرے پر فرشتہ نے ہاتھ پھیرا ہے۔ بدیع الجمال سید مطاع تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو اس امت کا یوسف کہا کرتے تھے ان کے سینہ مبارک پر حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ رحمت پھیرا جس کی ٹھنڈک آپ رضی اللہ عنہ نے سینے میں محسود کی۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ:

بصری۔ حدیث ”ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ایک مزمار آلِ داوٗد علیہ السلام کے مزامیر سے عطا ہوا ہے“ میرط اور مزمار کی آواز اتنی حسین نہ تھی جتنی کہ تلاوت قرآن مجید میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی آواز۔

ارشاد مبارک:

”خدا کی یاد دلانے اور اس کی طرف ذوق وشوق دلانے والی چیز تلاوت قرآن مجید سننے سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہے“۔

حضور اقدس ﷺ بھی ان کی تلاوت سے لطف اندوز ہوتے تھے۔

معاذ بن جبلؓ:

انصاری۔ نجبا اور اخیار صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے "اللہ نے ان کی رائے کو قرآن وسنت کے باربر قرار دیا ہے" تمام مجتہدین کے مقتدا اور امام تھے حدیث "قیامت کے دن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ علماء کے امام کی صورت میں اٹھیں گے" عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے معاذ رضی اللہ عنہ کا سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے تشبیہ دینا۔ خلیل ہمارا معمول ہے۔ بے بخل حسین۔ علم۔ حیا اور سخاوت میں یکتا تھے۔ منعل ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا ذکرِ جمیل ذکر خیر 3/4 میں تفصیلاً لکھا ہے۔

بارگاہ رسالت کے عمال:

عبدالرحمٰن بن عوفؓ، عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ، عینیہ بن حصین رضی اللہ عنہ، ایاس بن قیس رضی اللہ عنہ، ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ، حارث بن عوف رضی اللہ عنہ، اعجم بن سفیان رضی اللہ عنہ، بعید ین حاجب رضی اللہ عنہ، عامر بن مالک رضی اللہ عنہ، سعد رضی اللہ عنہ، عوف رضی اللہ عنہ، ضحاک رضی اللہ عنہ۔

۱) عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا تذکرہ مختصراً۔ غزوہ تبوک میں ان کے پیچھے آنخضرت ﷺ نے نماز ادا فرمائی تھی۔ اغنیاء صحابہ رضی اللہ عنہ میں سے تھے۔ تجارت پیشہ اور عشرہ مبشرہ میں ہے۔ "غزوہ احد میں ان کے ساتھ فرشتے بھی مدد کرتے تھے"۔ بڑے مفتی تھے وصالِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد امہات المومنین رضی اللہ عنہ کی کفالت فرماتے رہے۔ بقیع شریف میں مزار ہے۔

۲) عددی بن حاتم رضی اللہ عنہ۔ سخی بن سخی تھے۔

موذنؓ، شاعرؓ، خطیبؓ، حدی خوانؓ:

مؤذن: سیدنا بلال رضی اللہ عنہ۔ ریاح کے بیٹے حبشی، والدہ حمامہ قدیم الاسلام

صادق الاسلام اور طاہر القلب تھے۔کنیت ابو عبداللہ سرات کے رہنے والے تھے

مالک امیہ بن خلف سخت دھوپ میں ریگزار میں لے جاتا۔ گلے میں رسی ڈالتا۔ سینے پر بھاری پتھر رکھتا۔ پتھر سے کوٹا کرتا۔ گلیوں میں گھماتا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ احد احد کا نعرہ لگاتے۔ یہی کافر بدر میں بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد فرمایا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد شام چلے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''کیوں جاتے ہو'' بلال رضی اللہ عنہ نے کہا میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے اذان کہتا تھا۔'' عمر رضی اللہ عنہ شام گئے تو بلال رضی اللہ عنہ کو ملے بلال رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی خاطر وہاں اذان کہی سب رونے لگے ایک بار مدینہ شریف آئے تو اذان شروع کی۔ اذان مکمل نہ کر سکے۔ پھر شام چلے گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (خواب میں) تم ہماری زیارت کے لئے بھی نہیں آتے''۔ پھر مدینہ شریف حاضر ہوئے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا '' اذان کہو'' شروع کی لوگ رونے لگے جب............!

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط

کہا تو سارے شہر میں زلزلہ کی مانند کہرام مچ گیا۔ رونے کا شور اس قدر بلند ہوا جسے آج ہی رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کا دن ہو۔ اذان مکمل نہ کر سکے۔

ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ ''کون سا عمل کرتے ہو کہ میں نے جنت میں تجھے چلتے ہوئے تیری جوتیوں کی آواز سنی'' عرض کی۔ ''فرض نمازیں خوب طہارت سے ادا کرتا ہوں وضو کے بعد دو نفل پڑھتا ہوں''۔

دمشق میں وصال ہوا:

دوسرے موذن کا اسم گرامی ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اور تیسرے کا نام نامی ابو

محذورہ رضی اللہ عنہ۔

شعراء:

حضرت حسان رضی اللہ عنہ، کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ۔

مردوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ۱۶۰ خدام رضی اللہ عنہم تھے جو شعراء بھی تھے بارہ عورتیں رضی اللہ عنہن شاعرہ تھیں۔ نابغہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۲۰۰ یا ۱۸۰ سال تھی۔

خطیبؓ:

ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ............ حدی خوان بھی کئی حضرات رضی اللہ عنہم تھے۔
خنساء بنت عمرو بن الشرید رضی اللہ عنہا عظیم مشاعرہ تھیں۔ حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے دیر تک شعر سنتے۔ اور فصاحت و بلاغت پر تعجب فرماتے۔ جنگ قادسیہ میں اپنے چاروں بیٹوں کے ہمراہ موجود تھیں۔ وصال ۲۴ھ۔

ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہنیں:

پاکیزہ ہستیوں کا بصیرت افروز مختصر حال جو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت دار ہیں:

۱) حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا (چچا زاد بہن) ضباعہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دادی فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت عمرو کے بیٹے زبیر کی صاحبزادی تھیں۔ زبیر کی عاتکہ بنت ابی دہب المخزومیہ سے صرف دو بیٹیاں تھیں ضباع رضی اللہ عنہ اُمّ الحکیم رضی اللہ عنہ زبیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہت پیار کرتے تھے اور تعریف میں اشعار کہتے۔

ضباعہ ایک پہاڑ کا نام ہے۔ اس نام کی تین صحابیات رضی اللہ عنہ گذری ہیں۔
حضرت ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہ سے احادیث مروی ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے خود تسریف لے جاتے اور ان کے ہاں کھانا تناول فرماتے۔ بہادر خاتون تھیں۔ غزوہ خیبر میں شریک ہوئیں۔ آپ کے شوہر کا اسم گرامی حضرت مقداد رضی اللہ عنہ ہے ۴۰ھ میں وصال فرمایا۔

۲) حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا: حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا بنت زبیر بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ (چچا زاد بہن) شیرفِ صحابیت حاصل ہوا نام صفی ہ کنیت ام الحکیم۔ جناب زبیر اعلان نبوت سے پہلے انتقال فرما گئے بہت نیک تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بیوی عاتکہ کو ماں کہہ کر پکارتے تھے۔

۳) حضرت درہ رضی اللہ عنہا۔ ابولہب کی بیٹی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا زاد بہن اسلام قبول کیا۔ حضرت درہ رضی اللہ عنہ نے گندی فضا میں پرورش پائی کیونکہ ماں اروئی بنت حرب کنیت امّ جمیل بھی دشمن تھی۔ مکہ شریف ہی میں السلام لائیں۔ ہجرت فرمائی۔ نکاح پہلے حارث بن نوفل بن عبد المطلب سے تھا۔ حارث غزوہ بدر میں قتل ہوا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے ہوئی جو حسنین ترین تھے اور جن کی شکل میں حضرت جبریل علیہ السلام اکثر حاضر ہوتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت درہ رضی اللہ عنہا کی تعریف فرمائی یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے علم حاصل کرتی تھیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت خدمت گزار تھیں برائے وضو حضرت درہ رضی اللہ عنہ نے پانی کا لوٹا پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور فرمایا ''تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے'' (حدیث شریف) آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تین احادیث روایات فرمائیں۔ وصال ۲۰ھ میں ہوا۔

۴) ام ہانی رضی اللہ عنہا۔ حضرت ابو طالب کی صاحبزادی۔ نام فاختہ یا فاطمہ یا ہند۔

کنیت امّ ہانی۔ والدہ سیدہ کریمہ فاطمہ بن اسد بن ہاشم۔ صاحب الرائے اور ادیب تھیں۔ حضور ﷺ سے بے حد محبت تھی۔ فتح مکہ کے موقع پر حارث بن ہشام اور زبیر بن ابی امیہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر پناہ گزین ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ تلوار لے کر ہمشیرہ کے گھر پہنچے برائے قتل کرنا چاہتے ہیں"۔ امّ ہانی رضی اللہ عنہا سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "جس کو آپ نے پناہ دی اس کو ہم نے پناہ دی جس کو آپ نے امان دی اس کو ہم نے بھی امان دی" اس واقعہ کے بعد حارث بن ہشام اور زبیر بن ابی امیہ صدق دل سے مسلمان ہو گئے رضی اللہ عنہما صحیح بخاری و مسلم میں: راوی امّ ہانی رضی اللہ عنہا حضور ﷺ فتح مکہ کے دن میرے گھر تشریف لائے غسل فرمایا آٹھ رکعتیں نماز پڑھی۔ یہ چاشت کا وقت تھا۔ (دوسری روایت)

حضور ﷺ نے فرمایا "امّ ہانی! کھانا ہے جس کو ہم کھائیں" عرض کیا "سوکھے ٹکڑوں کے سوا میرے پاس کچھ نہیں۔ مجھے شرم آتی ہے کہ وہ میں پیش کروں آپ نے فرمایا "انہی کو لے آؤ"۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ ٹکڑے پانی میں بھگو دئے اور نمک منگوا لیا۔ اور فرمایا کوئی سالن ہے؟ عرض کیا "صرف سرکہ"۔ آپ ﷺ نے سرکہ ٹکڑوں پر جھڑک کر انہی کو تناول فرما لیا اور خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ فرمایا "اے امّ ہانی! بہترین سالن سرکہ ہے وہ گھر حقیر نہیں رہتا جس میں سرکہ ہو" مسند ابی داؤد میں امّ ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے...... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک خادمہ سے برتین لے کر (پانی شربت) پی لیا اور پھر حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کو پینے کے لئے دیا (خلاصہ و مفہوم) امّ ہانی رضی اللہ عنہا نے پی کر کہا "میں روزہ سے تھی" پوچھا "قضا روزہ یا نفلی" امّ ہانی نے کہا "نفلی" فرمایا "کوئی ہرج نہیں"۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا ام ہانی رضی اللہ عنہا بکری لے لو یہ بہت بابرکت جانور ہے"

شب معراج انہی کے مبارک گھر سے حضور ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تھے۔ (سیرۃ حلبیہ جلد دوم) مرویات ۴۶ چھیالیس۔ وصال ۵۰ھ۔

۵) حضرت جمانہ رضی اللہ عنہا۔ محبوب چچا ابو طالب کی بیٹی۔ آپ ﷺ کی چچا زاد بہن فتح خیبر تک حیات تھیں۔

۶) حضرت امّ کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی پہلا نکاح امام حسن رضی اللہ عنہ سے ہوا بعد میں علیحدگی ہو گئی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کرلیا ان کی وفات کے بعد عمران بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا کوفہ میں مزارِ پاک ہے (چچازاد بہن)

۷) حضرت ام حبیب رضی اللہ عنہا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چچا زاد بہن، والدہ امّ الفضل رضی اللہ عنہا ان کا بچپن تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہو گیا۔

۸) حضرت اروئی بنت کریز رضی اللہ عنہا (والدہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ)

آپ رضی اللہ عنہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی پھوپھی امّ الحکیم البیضا بنت عبد المطلب کی بیٹی تھیں (پھوپھی زاد بہن) ان کا نکاح عفان بن ابی العاص سے ہوا۔ ان سے حضرت عثمان ~~کے نکاح میں آئیں~~۔ ان سے امّ کلثوم رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔ حضرت اروئی رضی اللہ عنہا بے شمار اوصاف رکھتی تھیں۔ صحابیات رضی اللہ عنہن میں بلند مقام والی تھیں۔ ذوالجبرتین تھیں۔ والدۂ عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سیدہ امّ کلثوم رضی اللہ عنہا (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحزادیاں) کی ساس عمر ۹۰ سال مزار جنت البقیع میں ہے۔

۹) حضرت سعدیٰ بن تکریز رضی اللہ عنہا۔ (پھوپھی زاد بہن) حضرت اروی رضی اللہ عنہا کی سگی بہن ابتداء ہی میں ایمان لائیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خالہ جان۔ انہی کے اشعار سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے متاثر ہو کر بہت جلد اسلام قبول فرمالیا بوساطت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

جب سیدہ رقیہ سلامہ اللہ علیھا سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح مبارک ہوا تو حضرت سعدیٰ رضی اللہ عنہا نے اشعار کہے جن میں سے ایک کا ترجمہ یہ ہے۔ ''پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک صاحبزادی کا نکاح ان سے کردیا یہ عقد ایسا ہے جیسے چاند اور سورج بغیر افق کے مل گئے ہوں''۔

۱۰) حضرت امامہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہا۔ سید الشہداء عم رسول حضرت حمزہ کی صاحبزادی۔ سلمی رضی اللہ عنہا بنت عمیس کے بطن سے تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی (چچازاد بہن) نام فاطمہ یا عمارہ یا امامہ۔ غزوہ احد میں اپنے باپ کی شہادت کا علم نہ تھا عمر کمسن تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی بنالیا تھا۔ (منہ بولی)

غزوہ احد کے بعد مسلمان مدینہ شریف میں داخل ہو رہے تھے یہ اپنے باپ کے لئے دودھ اور کھجور کا شیرہ لائی تھیں۔ بڑے تجسس سے لشکر کی طرف دیکھ کر اپنے ابو جان کو تلاش کر رہی تھیں۔ جب اپنے والد کو نہ پایا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھنے لگیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں فرمانے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آنے ہی والے ہیں دیکھ کر پوچھا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد کہاں ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں تیرا باپ ہوں'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ گئیں کہ میرے والد شہید ہو گئے۔ آپ رونے لگیں یہ دیکھ کر صحابہ رضی اللہ عنہم بھی رونے لگے۔ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں نے بنت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اپنی فرزندی میں لے لیا''

جب سن شعور کو پہنچیں تو حضور پاک ﷺ نے ان کا نکاح حضرت مسلمہ بن ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔

۱۱) حضرت شیماء رضی اللہ عنہا۔ نام خداقہ یا جدامہ۔ لقب شیما یا شماء۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی۔ اور حضور اقدس ﷺ کی دودھ شریک بہن۔ آپ ﷺ کی خوب خدمت کرتیں اور محبت کرتیں۔ غزوہ حنین سے اموال غنیمت عورتیں بچے اور غلام مسلمانوں کے ہاتھ آئے ان قیدیوں میں حضرت شیما رضی اللہ عنہا بھی تھیں حضرت شیما رضی اللہ عنہا نے اصحاب سے کہا ''میں تمہارے سردار ﷺ کی بہن ہوں''۔

جب بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئیں آپ نے پوچھا ''رضاعی بہن ہونے کی کیا نشانی ہے''۔ حضرت شیما رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یہ کانٹے کا نشان جو آپ نے مجھے کاٹا تھا اور میں آپ کو گود میں لئے بیٹھی تھی۔ (بعض روایات کندھے پر نشان تھا کاٹنے کا) بچپن کا زمانہ یاد کر کے آپ ﷺ آبدیدہ ہو گئے اور اپنی چادر مبارک زمین پر بچھا کر اگر پسند کریں تو اپنی قوم میں واپس چلی جائیں'' حضرت شیما رضی اللہ عنہا نے اپنی قوم میں جان پسند کیا۔ پھر مشرف بہ اسلام ہوئیں۔

- تمام قیدی حضرت شیما رضی اللہ عنہا کی وجہ سے آزاد کر دئے گئے۔ (ماہنامہ بنات عائشہ رضی اللہ عنہا۔ کراچی جون جولائی ۲۰۰۲ء ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنت طلحہ:

حضرات تابعین رحمہم اللہ کی صف اول میں شامل ایک قابل فخر ماں حضرت عائشہ بنت طلحہ رضی اللہ عنہا گوناگوں خوبیوں اور علمی و عملی کمالات کے باعث بہت مشہور ہیں حضرت عشرہ مبشرہ میں سے ایک صحابی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ اپنے

تقویٰ وللّٰہیت کی بنا پر مستجاب الدعاء اور صادقہ الرؤیا بھی تھیں۔ بڑی عظیم الشان صفات پر فائز ہو چکی تھیں۔ بہت سے امور کا القاء آپ کو خواب میں ہوتا تھا۔ ایک بار انہوں نے اپنے والد مرحوم حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو ان کے انتقال کے تیس برس بعد خواب میں دیکھا کہ وہ کہہ رہے ہیں" میری بیٹی! مجھے اس پانی سے نکالو یہ پانی مجھے اذیت پہنچا رہا ہے یہاں ایک چشمہ ہے جو میرے لئے باعث تکلیف ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نیند سے بیدار ہوئیں تو معززین کو جمع کیا ساری بات بتلائی اور خود ایک پالکی میں سوار ہوئیں تمام لوگوں کو لے کر قبرستان پہنچیں اور لوگوں کو قبر کشائی کا حکم دیا۔ جب قبر کھودی گئی تو لوگوں نے دیکھا کہ تیس سال قبل جس کیفیت میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا تھا اسی طرح موجود ہیں جسم کا کوئی بال تک بیکا نہیں ہوا تھا اور ان کا جسم ایک جانب سے پانی لگ لگ کر سیل کی وجہ سے سبز ہو گیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبدالرحمٰن بن سلامتی التیمی رحمۃ اللہ علیہ کو مقرر کیا۔ وہ قبر سے نکال کر اچھی طرح دوبارہ کفن لپیٹ لیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور پھر آل ابی بکر کے محلہ میں ایک جگہ خریدی گئی وہاں ان کو دفن کیا گیا۔ اس کے متصل ایک مسجد بھی تعمیر کرائی گئی۔ یہ قبر زائرین کا مرکز توجہ بن گئی قبر کی مٹی بھی خوشبو دار ہوگئی۔ بڑے بڑے علماء حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے زانوں تلمذ طے کرتے تھے۔ ان کی مرویات سے استدلال کرتے تھے۔ امام یحیٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ امام ابو زرع دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے استفادہ کیا ہے۔ (بنات عائشہ رضی اللہ عنہا سالنامہ شمارہ ۱۲۰ جلد ا ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ قسط ۸ مصنف ابو امامہ قاسمی بعنوان قابلِ فخر مائیں)

گلستان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی مہکتی کلیاں

پاکیزہ روح پرور اسلامی معاشرہ کی چند خواتین کا ذکر برائے حصول نجاتِ اُخروی (الراقم) یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشارہ پر اپنی جان و مال شوہر اولاد

نچھاور کرنے والی صحابیات رضی اللہ عنہما مسلمانوں کی مائیں۔

ا۔جن کیلئے آسمان سے پانی اترا:

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا خفیہ سے اسلام کی تبلیغ کا کام کرتی تھیں۔ جب کفار کو معلوم ہوا تو وہ ان کو دھوپ میں کھڑا کر دیتے گرمی اور پیاس سے بے ہوش ہو جایا کرتیں پھر مکہ معظّمہ سے نکال دیا گیا اکیلی نے مدینہ شریف کا راستہ لیا۔ایک قافلہ سے پانی مانگا۔اہل قافلہ نے کہا اگر اپنا دین بدل دو تو پانی مل سکتا ہے پانی نہ ملنے پر صبر کر کے لیٹ گئیں حق تعالیٰ نے آسمان سے ایک ڈول پانی کا اتارا انہوں نے پیا اس کے بعد تمام عمر پانی کی تکلیف نہیں ہوئی۔

۲۔سات بدری صحابہؓ کی والدہؓ:

سیدہ حضرت عفراء انصاریہ رضی اللہ عنہا بنی نجار سے تھیں۔ان کے سات لڑکے تھے یہ سب غزوہ بدر میں شریک ہوئے فرعون امت ابو جہل انہی کی صاحبزادے معاذ رضی اللہ عنہ اور معوذ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔معوذ رضی اللہ عنہ اور عوف رضی اللہ عنہ شہید ہوئے بقیہ کے نام ایاس رضی اللہ عنہ۔عامل رضی اللہ عنہ، خالد رضی اللہ عنہ، عامر رضی اللہ عنہ۔

۳۔خادم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہؓ:

امّ سلیم رضی اللہ عنہا بنی نجار سے تھیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ اور بال مبارک جمع کیا کرتی تھیں اور آپ کی رشتہ میں خالہ بھی تھیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے جاتے آرام فرماتے۔غزوہ حنین میں امّ سلیم رضی اللہ عنہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا ام سلیط رضی اللہ عنہا ام حارث رضی اللہ عنہا۔نے ڈٹ کر مقابلہ کیا تھا۔

۴۔نیزہ بازی اور تیر اندازی کی ماہر:

شفاء بنت عبد اللہ صحابیہ رضی اللہ عنہا ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی مشورہ لیا

کرتے تھے۔

۵۔حضور ﷺ کا دفاع کرنے والی صحابیہؓ:

امّ عمارہ انصاریہ رضی اللہ عنہا۔عقبہ اولیٰ منیٰ کی گھاٹی میں اپنے قافلہ کے ساتھ بیعت ہوئیں۔غزہ احد، حدیبیہ، خیبر، حنین کی جنگوں اور عمرۃ القضاء میں شریک ہوئیں۔

غزوہ احد میں ان کے پاس ڈھال تھی۔کمر میں ایک کپڑا باندھ رکھا تھا زخمیوں کو پانی بھی پلایا۔

کپڑا جلا کر زخم بھر دیتی تھیں۔حضور ﷺ پر جو حملہ کرتا آپ روکتیں دشمن کے گھوڑے کی ٹانگ پر حملہ کرتیں۔امّ عمارہ رضی اللہ عنہا کو اسی زخم آئے بیت رضوان میں بھی شریک تھیں۔

۶۔اسلام کی سب پہلی شہید سیدہ سمیہؓ:

ان کے شوہر سیدنا یاسر رضی اللہ عنہ رحمۃ اللعلمین ﷺ تشریف لا کر ان کو فرماتے آل یاسر تم کو خوشخبری ہو مغفرت اور جنت کی۔

ابو جہل نے حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کی دونوں ٹانگیں دو اونٹوں سے علیحدہ علیحدہ باندھ کر شرم گاہ میں نیزہ مارا۔اسلام کے لئے پہلا خون انہی کا بہا۔

۷۔جن کی بصارت لوٹا دی گئی:

حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا اسلام لانے کے بعد نابینا ہو گئیں۔حضور ﷺ کی دعا سے بصارت واپس آ گئی کفار مارتے مارتے لہولہان کر دیتے۔

۸۔مسجد نبوی شریف میں خیمہ نصب کرنے والی صحابیہؓ:

رفیدہ رضی اللہ عنہا نے مسجد نبوی میں ایک خیمہ نصب کیا ہوا تھا۔جس میں زخمیوں کا

علاج کیا جاتا تھا۔ حضرت سعد بن ماعز رضی اللہ عنہ کا علاج اور وصال اس خیمہ میں ہوا۔

۹۔ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ سیدہ:

سید فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ اور خاتونِ جنت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ساس ان کے دفن سے قبل قبر میں تھوڑی دیر حضور رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم خود لیٹے۔ ان کا ذکرِ خیر الراقم نے اور مقام پر بھی کیا ہے۔

۱۰۔ جنہوں نے ایک سو بارہ خواتین کو مسلمان کیا:

حضرت ناجبہ رضی اللہ عنہا انصاری کے گھرانے بنو اسلم کی بہت حسین قابل لائق خاتون تھیں ہر مہینے دو مرتبہ مختلف قبائل کو سفر کر کے اسلام کی دعوت دیتیں موثر تقریر کرتیں۔ بیمار کی تیمار داری کرتیں۔ (۱۱۲) عورتوں کو مسلمان کیا۔ جنگ یرموک میں تلوار سے لڑیں۔ یرموک کی فتح میں ان کا بڑا دخل تھا۔

۱۱۔ چار بیٹوں سمیت جنگ قادسیہ میں شریک کار:

مشہور شاعرہ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا۔ جنگ قادسیہ میں اپنے چار بیٹوں سمیت شریک ہوئیں۔ مورچہ سخت تھا۔ جہاد کی ترغیب دیتیں چاروں بیٹے شہید ہو گئے دیکھ کر الحمد اللہ کہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹوں کی تنخواہ ان کو دیا کرتے تھے۔

۱۲۔ جن کی شکایت عرش بریں پر سنی گئی:

حضرت خولہ بنت حکیم ثعلبہ رضی اللہ عنہا حضرت عبادہ اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی۔ ان کے کئی بچے تھے شوہر نے ان کو ماں کہہ دیا اس سے عربوں میں طلاق پڑ جاتی تھی۔ یہ دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بارے میں کوئی حکم نہیں آیا۔ یہ رونے لگیں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

قد سمع الله قول الّتی تجادلك فی زوجها۔

(پارہ ۲۸......آیت المجادلہ سورۃ)

۱۳۔جن کے گھر سے سفر معراج کی ابتداء ہوئی:

حضرت امّ ہانی رضی اللہ عنہا پہلے بیان ہو چکا۔

۱۴۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنہیں ''میری ماں'' کہہ کر پکارا:

سیدہ امّ ایمن رضی اللہ عنہا۔ حضور کو ورثہ میں ملیں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا نام قرآن مجید میں ہے (غزوہ موتہ میں دردناک شہادت پائی) کے ساتھ ام ایمن رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا اُسامہ رضی اللہ عنہ ان سے پیدا ہوئے۔ حضور علیہ السلام ان کو ''میری ماں'' کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر رو رہی تھیں۔ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم نے فرمایا'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ خدا کے ہاں بہت بہتر ہے''۔تو بولیں اس سے میں بے خبر نہیں۔ میرے رونے کا سبب وحی کا سلسلہ بند ہو گیا قیامت تک۔

۱۵۔بدر کے پہلے شہید کی والدہ ماجدہ:

حضرت ربیع بنت نظر رضی اللہ عنہا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی پھوپھی۔ان کے بیٹے حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ بدر کے پہلے شہید ہیں۔ بشارتِ جنت الفردوس سن کر کیا'' بخ بخ'' واہ واہ اے حارثہ۔

۱۶۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پھوپھی:

پھوپھی زاد بہن حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نہایت صابرہ تھیں۔

۱۷۔غزوات میں شرکت کرنے والی صحابیہ رض:

ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا۔

۱۸۔بہادر بیٹے کی بلند حوصلہ ماں:

سیدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما ان کا مبارک بیان ذکر خیر 3/1

سیرت طیبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں کیا ہے۔

۱۹۔ مشہور سخی حاتم طائی کی صاحبزادی:

حضرت سفانہ بنت حاتم طائی عدی گرفتار ہو کر آئیں۔ باپ کے اعلیٰ اوصاف بیان کئے۔ آزاد فرما دیا گیا۔ مع قبیلہ۔

۲۰۔ سمندر جہاد میں شرکت کرنے والی صحابیہؓ:

امّ حرام رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت میں قبرص جزیرہ کے جہاد میں شریک ہو کر شہادت پائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر آرام فرماتے تھے بیدار ہونے پر فرمایا ''میری امت کے کچھ آدمی مجھے دکھائے گئے جو سمندروں کی پشت پر سوار ہوں گے''۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کی میرے لئے بھی دعا فرمائیں۔

۲۱۔ بنو دنیار کی ایک خاتون جس کا باپ، شوہر، اور بھائی احد میں شہید ہوئے:

اس خاتون رضی اللہ عنہا نے فرمایا

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی اور برادر بھی فدا

اے شہہ دین تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

(ماہنامہ بنات عائشہ رضی اللہ عنہا ربیع الاوّل ۱۴۲۳ھ کراچی)

نوٹ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سعدیٰ بنت کریز رضی اللہ عنہ، حضرت ابوطلحہؓ انصاری رضی اللہ عنہ اپنی بیوی امّ سلیم رضی اللہ عنہا اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی امّ حکیم رضی اللہ عنہا کے ذریعے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔



باب چہارم:

اسلحہ جات اور سامانِ حرب

رسول اللہ ﷺ کے جنگی اسلحہ جات:

تلوار مبارک، زرہ مبارک، مِغفر مبارک، ڈھال شریف، نیزہ شریف، حربہ شریف، کمان شریف، خیمہ مبارک

جانور:۔ گھوڑوں کے نام۔ بغل (خچر) دراز گوش، اونٹ، بکریاں بکریوں کے نام اراقم نے ذکر خیر (۱) میں لکھے ہیں۔

مجن (ڈنڈا) مخصرہ (عصا مبارک) پیالہ شریف

گھر کا سامان:

برتن، پلنگ، موزے مبارک اور جبہ شریف عمامہ شریف کا ذکرِ جمیل۔

سامان حرب:

یہ بھی سیرت طیّبہ کا اہم جزو ہے۔ جہاد کیلئے آلات جہاد کی اہمیت ثابت ہوتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسلحہ جات سے محبت تھی۔ آپ ﷺ جنگی سامان کو محبوب رکھتے تھے۔ جنگ کے لئے سازوسامان کی تیاری، استعمال، صفائی اور اسلحہ سے محبت رکھنے کیلئے آپ ﷺ نے مسلمانوں کو ترغیب دی ہے۔ فضائل بیان فرمائے ہیں۔ اسلحہ ترک کرنے والوں کو وعیدیں سنائی ہیں۔ آپ ﷺ کی وراثت علم اور اسلحہ کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ اسلحہ اور جہاد ہی سے اسلام کا دفاع وابستہ ہے۔ اسلام غالب کرنے کا ضامن بھی ہے۔ آپ ﷺ کا ایک نام نبی السیف ﷺ بھی ہے۔ (ماہنامہ بنات عائشہ رضی اللہ عنہا ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ)

سوچا بھی ہے اے مردِ مسلمان تو نے
کیا چیز ہے فولاد کی شمشیر جگردار

حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواریں

رحمتِ عالمیان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تلواریں ترکی کے ایک میوزیم میں موجود ہیں اور مسلمانوں کو عزت سے جینے کیلئے دعوت جہاد دے رہی ہیں۔

(بناتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کراچی مذکورہ)

حدیث شریف میں ہے کہ

''جو شخص تلوار لٹکاتا ہے قیامت کے دن اسے ایمان کی چادر پہنائی جائے گی اور جب تک وہ تلوار مجاہد کے جسم پر رہتی ہے فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں'' (شفاء الصدور)

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کئی تلواریں تھیں۔ان کے تذکرے سے ایمان کو جلا بخشیں۔دس تلواروں کا ذکر آیا ہے۔

ا۔ذوالفقار:

غزوہ بدر میں مالِ غنیمت سے ہاتھ آئی۔اس کے درمیان ریڑھ کی ہڈی کی طرح مہرے تھے۔آپ نے ہمیشہ اسے استعمال فرمایا۔غزوہ خندق میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو عنایت فرمادی۔یہی وہ تلوار ہے جس کی شان اور شیر خدا کی شان میں یہ کہا گیا ہے۔

لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیْ لَاسَیْفَ اِلَّا ذُوْالْفِقَار۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم۔رہبر زندگی مصنف علامہ سعید الحسن شاہ)

۲۔ ماثور:

یہ پہلی تلوار ہے جو سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ (والد ماجد) کی وراثت میں حضور ﷺ کو ملی اور اسی کے ساتھ آپ نے ہجرت فرمائی۔

(بنات عائشہ رضی اللہ عنہا مذکورہ۔ مدارج النبوۃ ج ۲ رہبر زندگی)

۳۔ عَضْب:

بوقت غزوہ بدر حضرت سعد بن عبادہؓ نے بارگاہِ نبوی ﷺ میں بطور ہدیہ پیش کی تھی۔ (حوالہ جات مذکورہ)

۴۔ مخذم:

بمعنی ٹکڑے ٹکڑے کرنے والی (کاٹنے والی)

۵۔ الصمصام:

(کاٹنے والی) عمرو بن معدی رضی اللہ عنہ نے بطور ھدیہ پیش کی تھی۔

۶۔ القُلعی:

قلعہ نامی جگہ سے ملی تھی۔

۷۔ البتار:

(بہت کاٹنے والی)

۸۔ الحتف:

حتف بمعنی موت۔ (بنات عائشہ رضی اللہ عنہا)

۹۔ المرسوب:

جسم میں گھس کر ڈوبنے والی۔ ملکہ سبا (شہزادی بلقیس رضی اللہ عنہا) نے سیّدنا سلیمان

علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو بطور تحفہ دی تھی۔ (ایک روایت) سات تلواریں بلقیس رضی اللہ عنہا نے پیش کی تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ۹ ھ میں بنی طے کے بُت خانہ سے لائے تھے۔
(رہبر زندگی۔ مدارج النبوۃ جلد دوم۔ بنات عائشہ رضی اللہ عنہا)

۱۰۔ القضیب:

بمعنی بہت زیادہ کاٹنے والی یہ پہلی تلوار ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کمر مبارک سے باندھی تھی۔ (روضۃ الاحباب۔ رہبر زندگی......)

زرہ مبارک:

تعداد سات۔ زرہ بمعنی لوہے کا لباس جس سے سینہ کمر اور کندھوں کو ڈھانپا جاتا تھا۔

۱۔ ذات الفضول۔ یہ لمبی زرہ تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ابوالشحم یہودی سے پاس اپنے اہل وعیال کیلئے جَو کے بدلے رہن رکھی تھی۔ سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ نے بطور ہدیہ دی تھی۔ وصال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت بھی یہ گروی تھی۔

۲۔ ذات الوشاح۔

۳۔ السعدیہ۔ سُعد نامی ایک علاقہ کی طرف منسوب ہے۔ یہ حضرت داوٗد علیہ السلام کی زرہ تھی جو آپ جالوت کو قتل کرتے وقت پہن رکھی تھی (صُعدیہ)

۴۔ ذات الحواش۔ (ذات الحواشی)

۵۔ فِضہ۔ یہ یہود کے اسلحہ سے ملی تھی۔

۶۔ البترا۔

۷۔ الخریق۔ حریف نام کا بھی ذکر ہے۔ اسی کا نام روحا صاحب روضۃ

الاحباب نے لکھا ہے۔

مغفر شریف:

(خود۔ بیضہ) مانند ہلمٹ۔ لوہے کی ٹوپی۔

ایک کا نام الموشح اور دوسری کا نام السبوغ یا ذوالمسبوغ تھا۔ یہی بوقت فتح مکہ شریف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر مبارک پر تھا۔

ڈھال شریف:

تعداد تین۔ ازلق، ختق، دوفر

ایک ڈھال ہدیۃً پیش کی گئی اس پر عقاب یا کبش کی تصویر تھی۔ آپ نے تصویر کو مکروہ جانا اور اس پر اپنا دست مبارک رکھا۔ وہ تصویر اسی وقت غائب ہوگئی۔ (خصائص الکبیری جلد دوم) کبش بمعنی مینڈھا

نیزہ شریف:

تعداد چار یا پانچ۔ تین نیزے قینقاع سے ملے تھے۔ ایک المشویٰ جسے لگتا تھا فوراً ختم ہو جاتا تھا۔ باقی نیزے

ریان، البعہ البیضاء، اطہر، الحز تھے۔

ایک چھوٹی برچھی العنزہ تھی۔ ایک برچھی تھی نام البیھاء تھا۔

حربہ شریف:

حربہ بمعنی چوب دستی۔ یہ کئی تھے نبعہ، بیضہ صراح (حربہ چھوٹے نیزے کو کہتے ہیں) ایک کا نام "عنترۃ القر" تھا۔ اسے خدام نبی ﷺ ہمراہ رکھتے تا کہ استنجا کیلئے ڈھیلے کھود سکیں اور نماز کیلئے سُترہ بنا سکیں۔

کمان شریف:

پانچ یا چھ تھیں نام۔

الروحاء، الصغراء، البیضاء، الزوراء، الکتوم، السداد، ایک ترکش کا نام ذوالجمع تھا۔

یہ کمانیں بنی قینقاع کے اسلحہ سے لی تھیں۔

خیمہ مبارک:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کپڑے کے علاوہ چمڑے کے خیمے بھی استعمال فرمائے۔

علم مبارک (جھنڈے):

علم مبارک متعدد تھے۔ ایک کالے رنگ کا جس کا نام عقاب تھا۔ دوسرا سفید۔ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی چادروں سے علم تیار کر لیتے تھے۔

مویشی:

مویشیوں میں گھوڑے، اونٹ، خچر، دراز گوش، اور بکریاں تھیں۔

جنگی گھوڑے:

حدیث شریف میں ہے:

''جس نے سچے دل سے (جہاد کی نیت سے) گھوڑا باندھنے کا ارادہ کیا اسے ایک شہید کا اجر دیا جائے گا''

''راوی مقعل بن یسار رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے بعد گھوڑوں سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہ تھی''۔

گھوڑوں کا حسین تذکرہ

ا۔ السکب (تیز رفتار) یہ پہلا گھوڑا ہے جو حضور رحمت العالمیان ﷺ کی ملکیت میں آیا تھا۔ دس ارقیہ سونے یا چاندی سے خریدا تھا۔ یہ سفید پیشانی والا سرخ سیاہ رنگ والا تھا۔ جس کے بائیں پاؤں پر سفیدی تھی۔ آپ ﷺ سب سے پہلے اس پر غزوہ احد میں شرکت فرمائی تھی۔ اس دن مسلمانوں کے پاس السکب اور حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے سوا کوئی اور گھوڑا نہ تھا۔

۲۔ المرتجز (رجز پڑھنے والا) اس کی ہنہناہٹ بہت خوبصورت تھی۔ بہت اصیل تھا۔ "مرتجہ" بھی لکھا ہے۔ مُرتجس بھی نام لکھا ہے۔

۳۔ الخیف (لپٹنے والا) لمبی دشاندار دُم والا تھا۔ دُم کو زمین پر بچھانے والا تھا۔

۴۔ اللواز (چمٹنے والا) مقوقس بادشاہ نے بطور ہدیہ بھیجا تھا۔

۵۔ الظرب (ٹیلا) یہ دیوہیکل اور مضبوط گھوڑا تھا۔

۶۔ الورد (سرخ زردی مائل) تمیم داری رضی اللہ عنہ نے پیش کیا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو عنایت فرما دیا تھا۔

۷۔ سَبحہ (تیرنے والا) بہت تیز رفتار اور آرام دہ چال والا تھا۔

ان سات گھوڑوں پر تمام علماء متفق ہیں۔

۸۔ "ظریف"

۹۔ ضریکی

۱۰۔ ملادح

۱۱۔ لجر

یہ نام بھی مذکور ہیں:

ذوالعقال، ذواللمہ، المرجان، العیوب، الجر، السجل، الطرف، النجیب

خچر (بغل):

تین خچروں کے نام یہ ہیں۔ دلدل، فضہ، شہباء، اہل سیر نے مذید کا بھی ذکر کیا ہے۔ دلدل شاہ مقوقس نے بھیجا تھا۔ اس پر آپ سواری فرماتے۔ ابن العلاء بھی ایک خچر تھا۔

اُونٹ:

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی اونٹ تھے۔ ایک اونٹنی کا نام قصوای تھا۔ اسے شب ہجرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے خرید فرمایا تھا۔ یہ وہی ناقہ تھی جو ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے سامنے جا بیٹھی تھی۔ اس کی سواری کے دوران وحی کا نزول بھی ہو جاتا تھا۔ دیگر اونٹوں کے نام بخوفِ طوالت نہیں لکھے۔

بیس اونٹ مدینہ منورہ کے نواح میں غابہ نامی مقام پر چرائے جاتے تھے۔ دودھ دینے والی اونٹنیوں کی تعداد ۴۵ تھی۔ جن کو جناب ابن عبادۃ رضی اللہ عنہ نے خدمت اقدس میں پیش کیا تھا۔ ان تمام کے نام بھی کتب سیر میں درج ہیں۔

دراز گوش (حمار)

تین تھے۔ ایک شاہ مقوقس نے بھیجا تھا۔ ایک کا نام یعفور تھا۔ یعفور نے روزِ خیبر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام فرمایا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے عرض کیا میرا نام یزید بن شہاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے جَدِ اعلیٰ کی نسل سے ساٹھ حمار پیدا فرمائے۔ جن پر انبیاء علیہم السلام نے سواری فرمائی میرے جَدّ کی نسل سے میں آخری ہوں۔ جس پر آپ نے سواری فرمائی۔ آپ بھی آخری نبی ہیں۔ قبل ازیں میں ایک یہودی کی ملکیت تھا۔ میں دانستہ اُسے گرا دیتا تھا وہ

مجھے سخت اذیت دیتا تھا۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا تو ''یعفور'' ہے جب کسی صحابی کو بلانا ہوتا آپ ﷺ یعفور کو بھیج دیتے۔ وہ جاکر دروازے کو اپنے سر سے کوٹتا۔ مالکِ مکان باہر آتا تو یعفور سر سے اشارہ کر دیتا جس سے صحابی رضی اللہ عنہ سمجھ جاتے کہ مجھے بارگاہِ نبوت میں طلب فرمایا جارہا ہے۔

وصالِ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یعفور ایک کنویں پر آیا اور خود کو اس میں گرا دیا یہ محض فراق میں ایسا کیا۔ وہی کنواں یعفور کی قبر بنا۔ (رہبرِ زندگی از حضرت سعید الحسن شاہ مدظلہ،)

گوسفند (بکریاں):

سات بکریاں دودھ دینے والی تھیں۔ اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا ان کو چراتی تھیں۔ ایک روایت کے مطابق نو بکریاں تھیں۔ اسمائے گرامی یہ ہیں:

اجُوع، زمزم، سُقیا، برکتہ، وَرشہ، اِطلال، اطراف، غیشہ، قُمرہ، بکرے کا نام یم تھا۔

جن اونٹنیوں کا دودھ کاشانۂ نبوت میں آتا:۔ سَعِیدہ، وَعُومَہ، یَسِیرہ مُہرۃ، فُھدہُ

گھر کا سامان

بستر مبارک:

شہنشاہِ کونین ﷺ کا بستر مبارک چمڑے کا ہوتا تھا۔ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی۔ (بخاری، مسلم، شمائل، ترمذی، مشکوٰۃ، (راوی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور اِمام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ)

سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا راوی۔ کہ بستر مبارک ایک ٹاٹ تھا۔ ایک رات میں نے اسے چوہرا کر کے بچھا دیا تاکہ نرم ہوجائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا! دوہرا رہنے دیا کرو۔ (مفہوم حدیث، شمائل ترمذی)

تکیہ مبارک:

تکیہ مبارک چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔
(مسلم، مشکوٰۃ)

لباسِ اقدس:

یمنی دھاری دار چادر بہت پسند تھی اور ایسے ہی کرتہ
(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

رومی جبہ بھی زیب تن فرمایا۔ (ترمذی، بخاری، مسلم)

کُرتہ پسندیدہ ترین لباس تھا۔ راوی اُم سلمہ رضی اللہ عنہا (ترمذی، ابوداؤد)

پیوند لگی ہوئی کملی اور سادہ تہبند حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نکالا اور فرمایا وفات ان میں ہوئی۔ راوی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (بخاری، ومسلم)

عمامہ شریف:

عمامہ شریف کا شملہ دونوں کاندھوں کے درمیان چھوڑتے (ترمذی)

سیاہ عمامہ بھی باندھا (مسلم، نسائی) سفید اور زرد رنگ کا بھی استعمال فرمایا۔

خاتم (انگوٹھی مبارک):

پہلے سونے کی انگوٹھی پہنی۔ پھر اس کو پھینک دیا۔ چاندی کی انگوٹھی پہنی جس پر محمد رسول اللہ کے الفاظ منقش تھے۔ (ابن عمر رضی اللہ عنہ بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

نگینہ بھی چاندی کا تھا۔ عقیق کے نگینہ والی بھی پہنی۔ نگینہ ہتھیلی کی طرف ہوتا۔ (بخاری، مسلم)

موزے و نعلین مبارک:

دو سیاہ رنگ کے موزے نجاشی رضی اللہ عنہ نے بھیجے۔ آپ نے پہن لیا

(ابن ماجہ)

وضو کرتے وقت ان پر مسح فرمایا۔ (ترمذی)

نعلین شریف میں دو دو تسمے تھے۔ (ترمذی)

تیل اور کنگھی کا استعمال:

راوی انس رضی اللہ عنہ۔ سر مبارک کو بکثرت تیل لگاتے تھے۔ داڑھی شریف کو کنگھی فرماتے عمامہ شریف کے نیچے ایک کپڑا رکھ لیتے۔ (مشکوٰۃ۔ شمائل ترمذی)

سُرمہ اور خوشبو کا استعمال:

سراجا منیر صلی اللہ علیہ وسلم کو سرمہ اور خوشبو کی ضرورت نہ تھی۔ تاہم تعلیم اُمت کیلئے سرمہ اور خوشبو کا استعمال فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی ہر رات تین تین تین سلائیاں آنکھوں میں ڈالتے۔ (ترمذی شریف) خوشبو بھی استعمال فرمائی۔

مسواک:

مسواک کا بہت اہتمام فرماتے۔ ہر نماز سے پہلے مسواک فرماتے۔ جب نیند سے بیدار ہوتے تو مسواک کا استعمال فرماتے (بخاری، مسلم)

مدہن و آئینہ دان:

مُدہن کا ترجمہ تیل کی شیشی۔ آئینہ دان شاہِ اسکندریہ نے امّ المومنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کیساتھ ہدیۃً بھیجا تھا۔ اس میں کنگھی مسواک، قینچی، سرمہ دانی، اور آئینہ تھا۔

قصعہ:

ایک قصعہ تھا جس میں دس آدمیوں کی خوراک آجاتی۔

پلنگ مبارک:

ایک پلنگ مبارک تھا۔

عصائے مبارک:

آپ ﷺ دست مبارک میں عموماً عصاء شریف رکھتے تھے۔عصاء پر ٹیک لگانا اخلاقِ انبیاء علیہم السلام سے ہے۔(حدیث)

مِحجَن:

محجن ایسی چھڑی جس کا ایک سرا تیڑھا ہو۔طول ایک گز ہوتا۔

قدح مبارک:

چند ایک پیالے بھی تھے۔

نوٹ:۔اس باب چہارم کا بیان لکھنے کیلئے الراقم نے درج ذیل کتب مبارکہ سے مواد لیا۔

مدارج النبوۃ مترجم جلد دوم مصنف شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

رہبر زندگی اور طِب نبوی ﷺ مصنف۔حضرت علامہ سعید الحسن شاہ مدظلہٗ ماہنامہ بنات عائشہ رضی اللہ عنہا کراچی ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ

رحمت عالم ﷺ نمبر حصہ دوم

یا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رحمتہ اللعلمین

و علی الک واصحابک یا سند العاصین



باب پنجم:

سیرت طیبہ امام حسنؓ، امام حسینؓ، ائمہ طریقت اور علاماتِ قیامت

(سیرتِ طیبہ کے نہایت درخشندہ پہلو)

سیدنا امام حسنؓ:

صرف اخلاقِ کریمانہ اور سیرت طیبہ وفضائل ومنقبت پر عرض کیا جائے گا۔

وہ حسن ، مجتبیٰ سید الاسخیا
راکب دوش عزت پہ لاکھوں سلام

(فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

ہمشکل مصطفیٰ علیہ السلام (بخاری شریف) بارہ آئمہ طریقت میں سے دوسرے امام۔ ولادت پاک پر حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت امام رضی اللہ عنہ کے نام کو بہشت سے ایک نہایت عمدہ کپڑے پر لکھ کر بحضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے۔

ایک دن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو کندھوں پر اٹھایا اور قسم کھا کر فرمایا کہ ہمشکلِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ہم شکل علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نہیں ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وہیں تھے تبسم فرمانے لگے۔

آپ رضی اللہ عنہ کو ریحانۃ الرسول اور آخر الخلفاء راشدین رضی اللہ عنہم بالنص کہتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ سے پہلے حسن کسی کا نام نہ رکھا گیا۔ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے مژدہ ولادت بارگاہ رسالت میں پہنچایا فرمایا ''اسماء میرے فرزند کو لاؤ''۔

فضائل:

۱) بخاری ومسلم۔ راوی براء بن عاذب رضی اللہ عنہ ''میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

کی جناب حسن رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوشِ اقدس تھے اور فرما رہے تھے "یا رب میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی محبوب رکھ"۔ (سید ہے)

۲) بخاری شریف راوی ابوبکر رضی اللہ عنہ سید عالم جلوہ افروز تھے حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار حاضرین کی طرف نظر فرماتے اور ایک مرتبہ اس فرزندِ جمیل کی طرف فرمایا "یہ میرا فرزند سید ہے اللہ تعالیٰ اس کی بدولت مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا" حدیث حسن صحیح ہے۔ (یہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین صلح کی پیشگوئی ہے جو حرف بحرف پوری ہوئی)

۳) حسن و حسین رضی اللہ عنہم دنیا میں میرے دو پھول ہیں" (بخاری)

۴) "جنتی جوانوں کے سردار ہیں"۔

۵) راوی اُسامہ رضی اللہ عنہ رات کو آپ نکلے اپنی پشت پر کچھ لپٹے ہوئے تھے عرض کیا یہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کپڑا کھولا) حسن و حسین رضی اللہ عنہما تھے فرمایا "یہ میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے۔ یا اللہ میں ان کو دوست رکھتا ہوں تو بھی ان کو دوست رکھ اور جو ان کو دوست رکھے اُس کو بھی تو بھی دوست رکھ"۔

۶) توجہ طلب حدیث صحیح بحوالہ ترمذی شریف جلد دوم مترجم اشاعت ۱۹۸۸ء راوی عبدالرحمٰن ابن ابی نعیم۔ اہل عراق کے (حج کے دوران ایک مرد) نے ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا مچھر کے خون کا کیا حکم ہے جو کپڑے میں لگ جائے۔ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ دیکھ اس کو یہ مچھر کے خون کا حکم پوچھتا ہے اور قتل کر ڈالا انہوں نے حضور علیہ السلام کے فرزندِ ارجمند امام حسین رضی اللہ عنہ کو اور سُنا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے۔ "حسن اور

حسین رضی اللہ عنہم دونوں میرے پھول ہیں دنیا میں۔" (الراقم نے مذکورہ کتاب سے ترجمہ لکھا ہے)۔ مشکوۃ اور بخاری میں بھی یہ روایت ہے۔

۷) راوی انس بن مالک۔ ترمذی کسی نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے تھے کہ بلاؤ ہمارے دونوں بیٹوں کو اور ان کو سونگھتے تھے اور اپنے کلیجے سے لگاتے تھے۔

۸) ترمذی شریف۔ راوی ابی بُرُدَہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ میں تھے امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما آئے۔ دونوں کرتے سرخ پہنے ہوئے تھے بوجہ صغرسنی اور ضُعف گر پڑتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ممبر سے اترے دونوں کو اٹھالیا۔

مترجم مولانا بدیع الزمان لکھتے ہیں: افسوس ...... امت کے ظالموں نے کیا بدسلوکی کی کیسی ایذا اور تکلیف دی۔

۹) مشابہت:

راوی علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ امام حسن رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ تھے سینہ سے سر تک اور امام حسین رضی اللہ عنہ سینہ سے نیچے۔

۱۰) راوی ابن عباس رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ کو کندھے پر لئے ہوئے تھے ایک شخص نے کہا اے لڑکے! تو نے خوب سواری پائی حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اور سوار بھی خوب ہے۔ براء رضی اللہ عنہ بن عازب نے بھی روایت کی۔

۱۱) ابنِ سعد رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت لی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں ہوتے اور یہ والاشان صاحبزادے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک یا پشتِ اقدس پر بیٹھ جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک نہ اٹھاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں ہوتے ان کے لئے اپنے قدم میں طاہرین اتنا

کشادہ فرما دیتے کہ یہ نکل جاتے۔

۱۲) امام حسن رضی اللہ عنہ علم و وقار، چشمت دجاہ، جود و کرم، زہد طاعت میں بہت بلند ہیں ایک ایک سائل کو ایک ایک لاکھ کا عطیہ فرما دیتے پچیس حج پا پیادہ کیئے۔ تواضع، اخلاص اور ادب کا تقاضا کہ پیدل سفر فرماتے آپ رضی اللہ عنہ کا کلام شریں تھا۔ دو بار کل مال راہِ خدا میں دے ڈالا تین مرتبہ نصف مال دیا۔

(سوانح کربلا مصنف صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ)

۱۳) امام حسن کے وصال پر مردان رویا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اُن کی حیات میں تو بدسلوکیاں کیا کرتا تھا۔ مردان پہاڑ کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا کہ میں پہاڑ سے بھی زیادہ حلیم کے ساتھ ایسا کرتا تھا۔

۱۴) سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ حقائق و اصول کے علم میں اتنے بلند درجہ پر تھے کہ خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ جیسے بزرگ ان سے استفادہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک خط میں انہیں یوں خطاب کیا "اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے نور آپ سب کے سب بنی ہاشم ان کشتیوں کی مثال ہو جو گہرے دریا میں چل رہی ہوں چمکنے والے ستارے ہدایت کے جھنڈے اور دین کے پیشوا اور امام ہو جو شخص آپ کی اقتداء اور فرمانبرداری کرے گا وہ نجات پائے گا جیسا کہ نوح علیہ السلام کی کشتی میں جتنے بھی مومن سوار ہو گئے اُن کی نجات ہو گئی" (کشف المحجوب)

۱۵) حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس اندھیری رات میں تھے کہا کہ امّی جان رضی اللہ عنہا کے پاس جانا ہے۔ آسمان سے ایک روشنی آئی اس نُور میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ گھر چلے گئے۔

۱۶) اخلاق آموز حکایت: جنگل سے ایک اعرابی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اعرابی نے ماں باپ کی گیالیاں دینا شروع کیں فرمایا تجھے بھوک و پیاس لگی ہے یا اور کوئی تکلیف ہے۔ وہ گالیاں دیتا رہا آپ نے غلام سے فرمایا۔ اس اعرابی کو رپوؤں کا وہ بدرہ لا کر دے دو اور ساتھ ہی تاخیر کی معذرت چاہی اعرابی بے اختیار پکار اٹھا......!

اَشْهَدُ اَنَّكَ اِبْنِ رسولُ اللّٰهِ ط

آپ سیرۃً اور عملاً بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں۔ میں آپ کے حلم و فہم کی آزمائش کے لئے آیا تھا۔ (کشف المحجوب)

۱۷) ایک مرتبہ لوگوں نے عرض کی آپ فاقہ سے ہوتے ہیں مگر سائل کو رد نہیں کرتے فرمایا میں خود درگاہِ الٰہی کا سائل ہوں جس کا سائل ہوں وہ مجھے دیتا ہے اور جو میرا سائل بن کر آتا ہے اُسے میں دیتا ہوں۔

۱۸) **گریہ زاری**......خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ایک رات میں بیت اللہ میں عبادت کر رہا تھا ایک صاحب دیکھے کمبل سے منہ لپٹے ہوئے باب کعبہ پر مناجات فرماتے ہیں ساری رات گریہ زاری میں گزار دی وہ صبح آہِ سرد بھر کر روانہ ہوئے میں پیچھے گیا اور عرض کیا ''اپنی شکل دکھاؤ'' نام بتاؤ'' کمبل ہٹا کر فرمایا'' میرا نام حسن رضی اللہ عنہ ہے'' عرض کی اس قدر اشکباری میں کیا راز ہے۔ آپ کے دامن میں تو بڑے بڑے سیاہ کار پناہ لیں گے۔ فرمایا'' یہ بارگاہ شاہ بے نیاز کی ہے یہاں قدم رکھتے ہوئے سارے ڈرتے ہیں''

۱۹۔ **عفو و درگزر**......امام حسن رضی اللہ عنہ کے سر سے جدی پدری مادری سایہ اٹھ چکا تھا جب معاہدہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد واپس آ رہے تھے ایک

خارجی نے زانوں مبارک پر تلوار ماردی ہڈی تک زخم ہوا مگر آپ رضی اللہ عنہ نے خارجی کو کچھ نہ کہا۔

خلافت:

شہادت حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے بعد مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اہل کوفہ نے بیعت کی اس کے بعد آپ نے امرِ خلافت کا معاویہ رضی اللہ عنہ کو تفویض کرنا درج ذیل شرائط پر منظور فرمایا۔

ا) بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلافت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو پہنچے گی۔

۲) اہل مدینہ اہل حجاز اہل عراق میں سے کسی شخص سے بھی زمانہ حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کے متعلق کوئی مواخذہ ومطالبہ نہ کیا جائے۔

۳) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ امام حسن رضی اللہ عنہ کے دیون کو ادا کریں..... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے تمام شرائط منظور کر لیں باہم صلح ہوگئی حضور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ (پیش گوئی) ظاہر ہوا۔ ’’اللہ تعالیٰ میرے اس فرزند کی بدولت مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا‘‘۔

تختِ سلطنت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے خالی کر دیا۔ یہ واقعہ ربیع الاوّل ۴۱ھ کا ہے ساتھیوں نے ناراضگی کا اظہار کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سمجھا دیا ’’مجھے گوارا نہ ہوا ملک کے لئے تمہیں قتل کرواؤں‘‘۔

بعد ازاں آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار فرمائی۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فوجوں کا آمنا سامنا ہونے والا تھا۔ امام حسن رضی اللہ عنہ سمجھ گئے جس تک ایک فوج تباہ نہ ہوگی۔ لڑائی ختم نہ ہوگی سخت خون ریزی ہوگی ...... اس لئے صلح کر لی۔ ابو عامر سفیان بن لیلےٰ جو بوڑھا تھا نے کہا

''السلام علیك یا مُذلّ المومنین!'' فرمایا ایسا نہ کہو۔ میں سلطنت کے لئے مومنوں کا قتل پسند نہیں کرتا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا ایک لاکھ سالانہ مقرر تھا۔ ایک سال وظیفہ پہنچنے میں تاخیر ہوئی۔ چاہا کہ شکایت لکھیں قلم دوات منگائی مگر پھر توقف فرمایا خواب میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئے پوچھا اے فرزندِ ارجمند کیا حال ہے وظیفہ کی تاخیر کی شکایت کی فرمایا تم نے دوات قلم منگائی تھی کہ تم اپنی مثل ایک مخلوق کے پاس اپنی تکلیف کی شکایت لکھو عرض کیا ''مجبور تھا'' فرمایا یہ دعا پڑھو اس دعا پر ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے میرے پاس ایک لاکھ پچاس ہزار بھیج دئے پھر خواب میں دولتِ دیدار سے بہرہ ور ہوئے فرمایا ''اے حسن رضی اللہ عنہ! کیا حال حال ہے؟ میں نے حمد وثنا کے بعد واقعہ عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' جو مخلوق سے امید نہ رکھے اور خالق سے تو لگائے اس کے کام یونہی بنتے ہیں'' وہ دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اقْذِفْ فِیْ قَلْبِیْ رِجَائَكَ وَاقْطَعْ رِجَائِیْ عَمَّنْ سِوَاكَ حَتّٰی لَا اَرْجُوْا اَحَدًا غَیْرَكَ اَللّٰھُمَّ وَمَا ضَعُفَتْ عَنْہُ قُوَّتِیْ وَ قَعُرَ عَنْہُ عَمَلِیْ وَلَمْ تَنْتَہِ اِلَیْہِ رَغْبَتِیْ وَ لَمْ تَبْلُغْہُ مَسْئَلَتِیْ وَلَمْ یَجْرِ عَلٰی لِسَانِیْ مِمَّا اَعْطَیْتَ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ مِنَ الْیَقِیْنِ فَخُصَّنِیْ بِہٖ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ○

''یارب میرے میرے دل میں اپنی امید ڈال اور اپنے ماسوا سے میرے امید قطع کر یہاں تک کہ میں تیرے سوا کسی سے امید نہ رکھوں یا رب جس سے میری قوت عاجز اور عمل قاصر ہو اور جہاں تک میری رغبت اور

میرا سوال نہ پہنچے اور میری زبان پر جاری نہ ہو جو تو نے اوّلین و آخرین میں سے کسی کو عطا فرمایا ہو یقین سے یارب العالمین مجھ کو اسکے ساتھ ساتھ مخصوص فرما''......(سوانح کربلا)

کرامات:

حضرت امام رضی اللہ عنہ کی کرامتوں کی حد ہزاروں تک ہے صرف ایک بطور تبرک: ایک بار آپ رضی اللہ عنہ اور اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہیں روانہ ہوئے نخلستان آ گیا مگر خشک ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کاش یہ درخت ہرے ہوئے ہم تازہ کھجوریں کھاتے'' فرمایا'' تم کھانا چاہتے ہو'' عرض کی'' حضور چاہتا ہوں'' آپ رضی اللہ عنہ نے آہستہ آہستہ کچھ پڑھا فرمایا جاؤ توڑو اور کھاؤ۔ چنانچہ سیدنا ابنِ زبیر رضی اللہ عنہ نے کھجوریں کھائیں۔

شہادت:

کسی نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان قل ھو اللہ احد لکھی ہوئے ہے یہ خواب حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کیا گیا فرمایا'' حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عمر کے چند ہی روز رہ گئے ہیں۔ تعبیر صحیح نکلی زہر سے اسال کبدی ہوا آنتوں کے ٹکڑے کٹ کٹ کر اسہال میں خارج ہوئے چالیس دن تکلیف رہی امام حسن رضی اللہ عنہ نے بوقت وصال بیقراری کی اور پوچھنے پر آپ رضی اللہ عنہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آنے والے واقعات اور کوفیوں کی بدسلوکی کا تذکرہ فرمایا کربلا کا ہولناک منظر میرے پیشِ نظر تھا۔ مورخین نے زہر خورانی کی نسبت جعدہ کی طرف کی ہے اور اس کو امام کی زوجہ بتایا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ زہر یزید کے کہنے پر دی گی اس روایت کی سند بالکل صحیح

نہیں نہ کوئی معتبر حوالہ۔

بیوی:

امام رضی اللہ عنہ کی بیوی کا ساز باز یزید کے ساتھ کرنا' یہ بدترین تبرا ہے یہ خارجیوں کی روایت ہو گی یہ بعید ہے کہ امام رضی اللہ عنہ کی بیوی صحبت کی قدر نہ کرے ......جس کا جسم امام رضی اللہ عنہما کے جسم سے مس ہوا اس پر نار حرام۔(حدیث)

جب بیمار ہوئے فرمایا مجھے کئی بار زہر دیا گیا اس بار تو وہ سخت ہے کہ جس نے میرا کلیجہ کاٹ ڈالا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے پوچھا زہر کس نے دیا؟ فرمایا اگر وہی شخص ہے جس پر مجھے شک ہے تو یہ بدلا لینے کے لئے خدا تعالیٰ کافی ہے۔ اور اگر وہ نہیں تو میں نہیں چاہتا کسی بے گناہ کا خون ہو۔

واقعہ زہر:

دمشق میں چند دن قیام کے دوران ایک خبیث بے دین اندھے نے بظاہر محبت کر کے کھانے میں زہر لا کر کھلایا تھا۔ (تین بار) اندھا بڑا حیران تھا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ بچ گئے! چوتھی بار زہر دینے کی تجویز سوچی بعض لوگ اسے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہیں جو کہ بے بنیاد ہے۔ وہ صحابی رضی اللہ عنہ ہیں ان کے حق میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین دعا فرمائی ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دل کینوں سے پاک تھے قتل مومن پر وعید نار ہے خارجی حسن رضی اللہ عنہ کے متعدد نکاح پر بھی معترض ہیں اگر کوئی مباح فعل کرے تو مطعون کیوں ہو نکاح سنتِ مؤکدہ زیادت نکاح اور طلاق صباح ہے۔

خبیثہ:

محو کر دیں ایک خبیثہ آپ کے مکان پر آتی اور مردان سے انعام لیتی شہد

زہر ملا ہوا لاتی۔ ازواجِ حسن رضی اللہ عنہ سے محبت کرتی وہ منافق تھی۔ عمدہ کھجور زہر آلود بھی لاتی تقدیر الٰہی میں شہادت زہر سے ہونی تھی زہر آلود لکڑی سے آپ کا پاؤں بھی زخمی کر دیا تھا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اب اندھے کو ضرور پکڑیں گے۔ فرمایا وہ آخرت میں بھی اندھا ہے وہ خود مکاناتِ عمل کو پہنچے گا۔ چاہ کن راچاہ درپیش جراح نے بتایا تھا زخم زہر آلود آلہ سے ہوا ہے۔

اندھے نے لکڑی کے سرے کو انگل سے پاؤں پر رکھ کر زور سے دبایا تھا جس سے زخم ہوا تھا۔ واپس مدینہ منورہ پہنچنے پر اُسی خبیث عورت نے پھر کاروائی کی تھی اور پانی کی صراحی میں سخت زوداثر زہر ڈالا تھا وہ پانی پیا گیا تو حلق سے ناف تک اندر کے ٹکڑے ٹکڑے کر گیا۔

اس وقت سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا موجود تھے۔

(اوراقِ غم)

خواب میں بشارت:

امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابھی خواب میں نانا جان سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا ریاض بہشت کی سیر کرائی فرمایا کل رات تک ہمارے پاس آجاؤ گے۔

یاد رہے وہ پانی ایسا تھا جیسے سخت ترین تیزاب جگر کے سو (۱۰۰) یا ستر (۷۰) ٹکڑے باہر آئے آپ کا رنگ سبز ہوا۔ قے بھی شروع رہی۔

شب معراج محل:

شب معراج حضور سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز رنگ کا محل حسن رضی اللہ عنہ کے لئے دیکھا اور سرخ رنگ کا محل حسین رضی اللہ عنہ کے لئے دیکھا تھا (حدیث شریف)

(بحوالہ اوراقِ غم)

ایک واقعہ:

مختصراً بچپن میں عید کے دن نیا لباس مانگا گیا بار بار اصرار کیا بچوں کی ضد تھی۔ جبرائیل علیہ السلام دو جوڑے سرخ اور سبز بہشت سے لائے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے سبز جوڑا اور حسین رضی اللہ عنہ نے سرخ جوڑا پسند فرمایا۔ دونوں شہزادوں کی شہادت کی طرف اشارہ ہے۔

ہرنی نے بچہ پیش کر دیا:

ایک اعرابی نے ہرنی کا بچہ بطور ہدیہ پیش کیا اسی اثنا میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے۔ ہرنی کا بچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما دیا گیا وہ لے کر گھر چلے گئے تھوڑی دیر کے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ آئے اور ہرنی کا بچہ مانگا۔ بار بار مانگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہلاتے رہے اتنے میں ایک ہرنی اپنے بچے کو پہلو میں لٹکائے ہوئے آئی عرض کی شکاری ایک بچہ آپ کی خدمت میں لے آیا اور مجھے آواز آئی بچہ لے کر خدمتِ اقدس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو برائے امام حسین رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرنی کے حق میں دعا فرمائی اور بچہ لے کر حسین کو دے دیا۔

امامین حسنینؓ کی کشتی:

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کشتی لڑ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو فرمایا! حسین رضی اللہ عنہ کو پکڑ لو۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی۔ "آپ بڑے کو فرماتے ہیں۔ فرمایا اُدھر جبرائیل علیہ السلام حسین رضی اللہ عنہ کو کہہ رہے ہیں کہ حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ لو۔

تختی کا فیصلہ:

تختی لکھ کر دونوں صاحبزادے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئے

عرض کی کس کا خط اچھا ہے؟ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا۔ سیدہ نے کہا میں کیا بتاؤں۔ سات موتی ہیں ان کو زمین پر ڈالتی ہوں۔ جو زیادہ موتی چن لے اس کی تختی اچھی ہے۔ شہزادوں نے تین تین موتی اٹھائے۔ جبرائیل علیہ السلام روح الامین بحکم الٰہی آئے ایک موتی اٹھایا اس کے دو ٹکڑے کر دئے آدھا آدھا دنوں کے حصے میں آ گیا۔ حضور ﷺ آبدیدہ ہوئے اور فرمایا" آج اللہ کو اتنی رنجیدگی نامنظور ہے۔ مگر اس کی بے نیازی کے قربان۔ ایک دن ہوگا۔ دردناک تکلیف سے شہادت ہوگی۔

(مفہوم) (روضۃ الشہداء)

دلچسپ واقعہ قانونی مشورہ:-

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قانونی مشورہ کا ذکر لکھا جو نہایت دلچسپ ہے۔ ایک شخص کو گرفتا کر کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے لایا گیا۔ گرفتاری غیر آباد مقام سے ہوئی گرفتاری کے وقت اس کے ہاتھ خون آلود چھری تھی اور ایک لاش خاک وخون میں تڑپ رہی تھی۔ اس شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے اقبالِ جرم کرلیا۔ قصاص کا حکم فرما دیا۔ اتنے مین ایک اور شخص دوڑا دوڑا آیا اس نے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے سامنے اقبالِ جرم کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ملزم اول سے پوچھا تونے کیوں تسلیم کیا تھا؟ جن حالات میں میری گرفتاری کی گئی تھی میں نے سمجھا میرا انکار مفید نہ ہوگا۔ پوچھا واقعہ کیا ہے؟ کہا میں قصاب ہوں میں نے جائے وقوع کے قریب ہی بقرہ کو ذبح کیا تھا گوشت کاٹ رہا تھا مجھے پیشاب کا زور پڑا فارغ ہوا تو میری نظر لاش پر پڑ گئی دیکھنے کے لئے قریب پہنچا مجھے پولیس نے گرفتار کرلیا اور کہنے لگے یہی قاتل ہے۔

اب دوسرے سے دریافت فرمایا اس نے کہا میں ایک اعرابی ہوں مفلس

ہوں مقتول کو میں بہ طمع مال قتل کیا تھا میں ایک گوشہ میں محو کر دیں چھاپا پولیس آ گئی اُس نے پہلے ملزم کو پکڑ لیا اس کے خلاف فیصلہ سنایا گیا میرے دل نے مجھے آمادہ کیا کہ میں خود اقبال جرم کروں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے پوچھا تمہاری کیا رائے ہے؟ کہا یا امیر المومنین رضی اللہ عنہ اگر اس شخص نے ایک کو ہلاک کیا ہے تو ایک شخص کی جان بھی بچائی ہے اور اللہ نے فرمایا ہے ''جس نے ایک کو بچایا اُس نے سب کو بچایا'' مشورہ کو قبول فرمایا دونوں کو چھوڑ دیا مقتول کا خون بہا بیت المال سے دلوایا۔

چند احادیث:

جو حدیث امام حسن رضی اللہ عنہ نے روایت فرمائی ہیں۔

۱) دعائے قنوت۔

۲) انا آل محمد لا تحل لنا صدقة۔

۳) اِنَّهُمَا سَيِّدُ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔

۴) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا وَ اَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهُمَا۔

(بحوالہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مصنف قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری)

تدفین:

امام حسن رضی اللہ عنہ نے آخری وقت امام حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں نے امّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک بار ذکر کیا تھا کہ مجھے اپنے گھر میں دفن ہونے کی اجازت دیں انہوں نے مان لیا تھا۔ مجھے وہم ہوتا ہے مبادا انہوں نے میرا لحاظ کرتے ہوئے کہہ دیا ہو۔ اب تم میری وفات کے بعد جانا اور یہی درخواست کرنا اگر وہ بخوشی اجازت دیں دیں تو مجھے وہیں دفن کرنا ہاں میرا یہ بھی خیال ہے

کہ اہل حکومت مجھے وہاں دفن نہ ہونے دیں گے۔ اگر وہ ایسا کریں تو مت جھگڑنا اور پھر مجھے بقیع الفرقد میں دفن کر دینا۔

جب امام حسن رضی اللہ عنہ کے جسم اطہر سے روح انور نے پرواز کیا تو امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان سے اجازت مانگی تو انہوں نے کہا "ہاں! اور میں اسے عزت سمجھتی ہوں" نعم وکرامۃ۔

مروان حاکم مدینہ نے یہ واقعہ سنا تو بولا وہ بھی جھوٹا ہے اور وہ بھی جھوٹی ہے حسن رضی اللہ عنہ یہاں کبھی بھی دفن نہ ہوگا۔ الغرض امام ممدوح نے ۴۶ سال کی عمر میں ماہ ربیع الاول ۵۰ھ کو وفات پائی اور والدہ مکرمہ رضی اللہ عنہا کے پہلو میں دفن ہوئے۔

اولادِ حسنؓ:

واضح رہے "علیہ السلام" لکھنے پر اگر کسی محترم کو اعتراض ہو تو اس کی خاطر یہ عرض ہے کہ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری نے یہی کلمہ لکھا ہے ص ۱۱۶ سریۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد دوم غلام علی پرنٹرز لاہور الراقم تو اس ثبوت کے بغیر بھی یہ کلمہ لکھنا درست سمجھتا ہے ہم ایک دوسرے کو بھی کلمہ "سلام" استعمال کرتے ہیں اسی طرح اولیاء اللہ کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھنا درست ہے رب اپنے دوستوں سے بلاشبہ راضی ہے۔ بحوالہ شرح مسلم شریف مصنف علامہ غلام رسول سعیدی کراچی۔ اولادِ پاک: امام حسن رضی اللہ عنہ کے بارہ بیٹے تھے۔ بعض کتب میں تیرہ بھی لکھے ہیں۔

زیدہ، حسن مثنیٰ، حسین، طلحہ، اسماعیل، عبداللہ، حمزہ، یعقوب، عبدالرحمٰن، عبداللہ ابوبکر قاسم عمر رضی اللہ عنہم۔

پانچ بیٹیاں: فاطمہ، ام عبداللہ، ام الحسین رملہ، ام الحسن، رضی اللہ عنہن۔

نسل پاک ان کے چار فرزندوں یعنی زید، حسین مثنیٰ، حسین الاثرم، اور عمر رضی اللہ عنہم سے جاری ہوئی تھی مگر حسین اور عمر رضی اللہ عنہم کا سلسلہ ختم ہو گیا اور اب دنیا

میں زید رضی اللہ عنہ اور حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ سے اولاد باقی ہے۔

بیٹے عمر، قاسم عبداللہ رضی اللہ عنہم میدانِ کربلا میں شہید ہوئے تھے۔

زید بن حسن رضی اللہ عنہ المتوفی ۱۲۰ھ ماں کا نام فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت ابو مسعود عقبہ بن عمر بن ثعلبہ الخزرجی الانصاری ہے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے فرزند ابو محمد حسین سلطنتِ منصور میں امیر مدینہ ہو گئے تھے۔

حضرت سید گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ انہی کی اولاد سے ہیں۔ حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بھی زید رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہیں۔ حسن مثنیٰ بن حسن علیہ السلام المتوفی ۹۷ھ

والدہ خولہ رضی اللہ عنہا۔ صدقات علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اہتمام حسن مثنیٰ ہے کے متعلق تھا۔ یہ میدانِ کربلا میں تھے۔ سخت زخمی ہوئے بعد میں صحت یاب ہو گئے۔ سیدنا امامِ حسین رضی اللہ عنہ کی دختر فاطمہ رضی اللہ عنہا ان کے نکاح میں تھیں۔ جن سے ابراہیم الغمر، حسن مثلث عبداللہ محض پیدا ہوئے۔ یہ تینوں طرفین سے فاطمی ہیں۔ یہ بڑا اشرف ہے۔ عبداللہ محض شیخ بنو ہاشم کے لقب سے لقب تھے۔ ان کے پانچ فرزند تھے۔ عبداللہ محض رضی اللہ عنہ کے فرزند موسےٰ الجون رضی اللہ عنہ کی نسل سے امام الاولیاء ابو صالح سیدی الشیخ عبدالقادر جیلانی ہیں۔

داؤد بن حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ رومیہ ہیں۔ ان کی نسل سلیمان بن داؤد سے جاری ہے۔ سلیمان رضی اللہ عنہ کی والدہ امّ کلثوم رضی اللہ عنہا بنت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ہیں۔

ازواج امام حسن رحمۃ اللہ علیہ:

انہی کے نام کتب میں ہیں جن سے اولاد ہوئی۔ امّ بشیر، خولہ، فاطمہ، امّ ولد، امّ الحق، امّ الحسن، تصفیہ، امراء القیس، جعدہ بنت اشعث رضی اللہ عنہا۔

بعض حضرات نے یہ تعداد ستّر اور بعض نے ایک سو بیان کی۔ حضور ﷺ کا فرمان وارشاد ہے ''جس کا جسم میرے حسن کے جسم کے ساتھ متمسک ہوگا اس پر آتش دوزخ حرام ہو جائے گی'' (تذکرۃ الہمام)

آپ رضی اللہ عنہ کثیر التزذیح مشہور تھے۔ جسے آپ طلاق دیتے تھے وہ تا دمِ آخر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی محبت سے سرشار رہتی تھی۔ کسی غیر کی طرف التفات نہ کرتی تھی۔ (سوانح کربلا۔ شہادت نواسۂ سید الابرار ﷺ از مولانا عبدالسلام قادری رضوی)

گلشنِ نبوت کی ایک عظیم عارفہ سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا بنت زید رضی اللہ عنہ بن حسن انور بن امام حسن رضی اللہ عنہ

ولادت ۱۴۵ھ مکہ مکرمہ میں...... بلوغت پر مدینہ منوّرہ میں سکونت اختیار فرمائی، عبادت، ریاضت، زہد اور تقویٰ میں مشہور ہوئیں، ہمیشہ دن کو روزہ رکھتیں اور رات کو نماز میں کھڑی رہتیں، اکثر اوقات حرم نبوی شریف میں گذارتیں۔ پیدل تیس حج کئے۔ تین دنوں کے بعد ایک لُقمہ تناول فرماتیں۔ مصلّےٰ کے سامنے ایک ٹوکری ہوتی۔ جس چیز کی خواہش ہوتی ٹوکری میں نمودار ہو جاتی ان کا فرمان ہے ''جسے اللہ پر بھروسہ ہو دنیا اس کی فرمانبردار ہو جاتی ہے''

نکاح:

امامِ جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے جناب اسحٰق رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ایک بیٹا قاسم رضی اللہ عنہ اور ایک بیٹی امّ کلثوم رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔ مصر میں قیام فرمایا...... سانحہ کربلا کے بعد دوبارہ مدینہ منورہ جانے کا قصد فرمایا۔ اس سانحہ کے بعد مصر محبانِ اہل

بیت رضی اللہ عنہم کا مسکن و مرجع بن گیا تھا۔۔۔ مخلوق سیدہ نفیسہ رحمۃ اللہ علیہا کی خدمت میں بکثرت آتی اس لئے مدینہ شریف میں جانے کا ارادہ کرلیا۔ امیر مصر نے بہت منت سماجت کی تو سیدہ رحمۃ اللہ علیہا نے شرط لگائی کہ ہفتہ میں صرف دو دن زائرین آئیں۔ شرط قبول کی گئی۔ بلاشبہ سیدہ نفیسہ رحمۃ اللہ علیہا عظیم صاحبہ کرامت تھیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی خدمت میں حاضر ہوتے۔ دعا کرواتے نماز تراویح سیدہ نفیسہ رحمۃ اللہ علیہا کی مسجد میں پڑھاتے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدہ رحمۃ اللہ علیہا سے احادیث کی سماعت کی۔ مرض الموت میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حسب عادت ایک شاگرد کو دعا کے لئے بھیجا فرمایا" اللہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی زیارت سے مشرف فرمائے"۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے اب موت قریب ہے وصیت فرمائی حضرت نفیسہ رحمۃ اللہ علیہا جنازہ میں شریک ہوں جب فوت ہوئے تو سیدہ رحمۃ اللہ علیہا نے حاکم مصر کو پیغام بھجوایا کہ جنازہ میرے مکان کے قریب پڑھایا جائے مقتدی کی حیثیت سے نماز جنازہ میں شرکت فرمائی۔

غیبی ندا:

ایک مرد صالح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب جنازہ پڑھا جا چکا تو غیب سے آواز آئی اللہ تعالیٰ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے جنازہ میں شامل ہونے والوں کو بخش دیا۔ اور سیدہ رحمۃ اللہ علیہا کے جنازہ پڑھنے کی برکت سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی مغفرت فرمادی۔ (لازماً پڑھیں)

وصال:

سیدہ نفیسہ رحمۃ اللہ علیہا جس مکان میں قیام پذیر تھیں اسی میں اپنے ہاتھ سے

اپنی قبر کھودی پھر اس میں دو ہزار قرآن مجید ختم کئے یکم رجب ۲۰۸ھ کو بیمار ہوئیں۔ مدینہ منورہ میں اپنے خاوند اسحاق مؤتمن رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع بھجوائی طبیبوں نے روزہ افطار کرنے کا مشورہ دیا فرمایا۔ تیس (۳۰) سال سے دعا کر رہی تھی کہ بحالت روزہ روح پرواز کرے اب روزہ کیوں موقوف کروں؟ چند اشعار پڑھے۔ ترجمہ دو شعروں کا۔

"طبیبو دور ہٹ ہاؤ مجھے اپنے حبیب کے ساتھ رہنے دو محبوب کی طرف جانے کا اشتیاق حد سے بڑھ گیا اور محبت شعلہ زن ہے"۔

موت کے آثار شروع ہوئے تو سورۃ انعام کی تلاوت شروع کی جب اس آیت پر پہنچیں تو غش کی کیفیت طاری ہوگئی......!

لَهُمْ دارلسلم عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْ يَعْمَلُوْنَ○

"ان کے لئے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے اور وہی ان کے اعمال حسنہ کی وجہ سے ان کا مددگار ہے"۔

کلمہ شہادت پڑھا۔ وصال کے روز آپ کے شوہر مصر پہنچے اور جسد مبارک مدینہ شریف لے جانے کی خواہش کی لوگوں نے التجا کی نہ لے جائیں وہ نہ مانے رات ہوگئی۔ اگلے دن پھر لوگ حاضر ہوئے تو حضرت الحق رضی اللہ عنہ نے تدفین کی اجازت دے دی اور کہا رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کو اہل مصر کے ہاں ہی دفن کرو۔ چنانچہ سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کا مزار اقدس قاہرہ مصر میں ہے۔ (چند روز مصر میں مصنف محب اللہ نوری دامت برکاتہم العالیہ)

خونِ خیر الرسل سے جن کا خمیر
ان کی بے لوث طینت پر لاکھوں سلام

ان کی بالا شرافت پہ اعلیٰ درود
ان کی والا سیادت پہ لاکھوں سلام
تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو نے ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا
پارہائے صحف غنچہ ہائے قدس
اہلبیت نبوت پہ لاکھوں سلام
آبِ تطہیر سے جس میں پودے جمے
اس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام
(اعلیٰ حضرت بریلوی عِشیہ)

حسنؓ و حسینؓ دو صاحبزادے شاہ بہشت جواناں
زہراؓ بنت نبی ﷺ دے جائے ادناں وڈھریاں شاناں
(قصص الحسنین)

اوجِ مہر ہدیٰ موجِ بحرِ ندیٰ
روح روحِ شہادت پہ لاکھوں سلام
شہد خوار لعابِ زبان نبی ﷺ
چاشنی گیرِ عصمت پہ لاکھوں سلام
اس شہید بلا شاہِ گلگوں قبا
بیکسِ دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام
دُرِّ دُرجِ نجفِ مہر برج شرف
رنگ رومی شہادت پہ لاکھوں سلام
(اعلیٰ حضرت بریلوی نور اللہ مرقدہٗ)

امام حسینؓ وہ حسنؓ مجتبیٰ سید الاسخیاء
راکبِ دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام

قابلِ توجہ:

جب امام حسن رضی اللہ عنہ وضو فرماتے جسم کے تمام اعضاء کانپنے لگتے رنگ زرد ہو جاتا۔(احیاء العلوم)

دورانِ تلاوت جہاں کلمہ یاایھاالذین امنوا! آتا تو آپؓ لبیک اللھم لبیک فرماتے موت دوزخ کا حال آتا تو روتے۔

امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی سیرت طیبہ

ولادت مبارکہ:

۵ شعبان ۴ھ مدینہ منورہ میں۔ اسم گرامی: حسین رضی اللہ عنہ، کنیت: ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ، لقب: سبط رسول اللہ۔ ریحانۃ الرسول۔ "جنتی جوانوں کے سردار" حدیث شریف۔ "آپ رضی اللہ عنہ کو اپنا فرزند فرمایا" (حدیث)

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: "جس نے دونوں سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی" اور جس نے ان سے عداوت کی اس نے مجھ سے عداوت کی"۔ دونوں کو اپنا پھول فرمایا۔

ولادت پر اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا انہوں نے ولادت کی مبارک باد دی اور شہادت کی تعزیت کی۔ فطرس علیہ السلام نے جبرائیل علیہ السلام کو کہا مجھے ساتھ لے چلیں۔

فطرس فرشتہ:

فطرس تیسرے آسمان کا فرشتہ تھا۔ اس سے کسی کام میں قدرے تساہل

واقع ہوا اس پر اس کے بال و پر جل گئے۔ فطرس! اور اپنے جسم کو حسین رضی اللہ عنہ کے جسم سے مل لے مَس کرنے کی برکت سے اسی وقت بال و پر آ گئے۔

فطرس نے شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ پر عرض کیا "یا اللہ! کیا ہی اچھا ہوتا میں اپنے ستّر ہزار ماتحت ساتھیوں کو لے کر کربلا میں ہوتا اور امام رضی اللہ عنہ کی مدد کرتا" رب العزت نے فرمایا "تو ستر ہزار ملائکہ کو لے کر مزارِ حسین رضی اللہ عنہ پر چلا جا اور دن رات تا قیامت ثواب پہنچاتے رہنا"۔ (روضۃ الشہداء)

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اس قدر صاحبِ جمال تھے کہ اندھیرے میں اجالا ہو جاتا تھا۔ ترمذی شریف میں ہے "حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْ حُسَیْنٍ" یہ حدیث حسن ہے۔

رونے کی آواز:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنی تشریف لائے فرمایا "حسین رضی اللہ عنہ کو رلایا نہ کرو مجھے صدمہ ہوتا ہے"۔

کمالِ حلم:

آپ رضی اللہ عنہ کی خادمہ رضی اللہ عنہا سے کھانا آپ رضی اللہ عنہ کے سر پر گرا۔ کپڑے خراب ہوئے۔ خادمہ نے گھبرا کر پڑھا۔

وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ......

ہنس کر فرمایا ہم نے غصہ سرد کیا۔ تجھے معاف کیا خادمہ نے کہا...... واللہ یُحب المحسنین O فرمایا "تو اللہ کے لئے آزاد ہے"۔

سواری:

راوی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میری آنکھوں نے دیکھا اور کانوں نے سنا حسین رضی اللہ عنہ

ابھی بچے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی پشت پر تھے فرمایا چڑھو چڑھو حسین رضی اللہ عنہ اوپر کو چڑھتے جاتے تھے حتیٰ کہ پاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ پر آگئے اور منہ کے برابر منہ تھا۔ فرمایا ''منہ کھولو'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ چوم لیا ''الٰہی میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی محبت فرما''۔

آپ رضی اللہ عنہ کی ایک بیوی رباب رضی اللہ عنہا مہرو رفا کی پتلی تھی اس کی محبت میں آپ رضی اللہ عنہ نے کئی اشعار کہے۔

اخبارِ شہادت:

ولادت پر ہی یہ خبریں بھی مشہور ہو گئی تھیں۔ بحوالہ بیہقی مشکوٰۃ سوانحِ کربلا مصنف نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے تفصیل دیکھ لیں دیگر بے شمار کتب بھی۔ مگر اہلبیت نبوت رضی اللہ عنہم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم والدین اور خود حضور علیہ علیہ السلام نے دعا کے لئے ہاتھ نہ اٹھائے کہ سانحۂ کربلا نہ ہو بلکہ ثابت قدمی کی دعائیں فرمائیں۔ شہادت کی خبروں میں کئی احادیث وارد ہیں۔

ابنِ سعد رضی اللہ عنہ اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت کی۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت فرمائی امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت بھی مشہور ہے۔ حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے رواتی لی۔ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ حضرمی رضی اللہ عنہ سے......

نوٹ: واقعہ مباہلہ اور آیت تطہیر سے بھی کمال شان ظاہر ہے جس کی تفصیل الراقم نے ذکرِ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا میں لکھی ہے۔

شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ سیرتِ طیبہ حضور علیہ السلام کا اہم باب ہے جناب مولانا ڈاکٹر پروفیسر علامہ طاہر القادری صاحب نے اس عنوان پر تفصیلی بیان لکھا ہے۔ حضرت جناب علامہ سعید احمد کاظمی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کا اس پر ایک تفصیلی و تحقیقی و علمی مضمون رسالہ السعید ۱۶ جولائی ۱۹۵۹ء میں شائع ہوا تھا۔ شاہ عبد العزیز محدث

دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی خوب وضاحت فرمائی ہے۔ الراقم صرف خلاصہ عرض کرے گا۔

شہادت عظیم ترین نعمت ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اس نعمت سے محروم رہیں۔

شہید کے معانی:

۱) حاصر ہونا جو شہید ہوا فوراً اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاصر ہو گیا۔ غزوہ احد میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ نے ان سے بلا حجاب کلام فرمایا اور بلا حجاب دیدارِ الٰہی ہوا''۔ ''جب روح نے پرواز کی ہزاروں ملائکہ ان کے پاس حاضر تھے اور لاش پر پروں سے سایہ کئے ہوئے تھے''

۲) شہید بمعنی کسی چیز کو پالینا بحوالہ سنن ترمذی فضائل الجہاد۔ شہید کئی انعامات پاتا ہے مغفرت جنت عذاب سے حفاظت خوفِ قیامت سے محفوظ لباسِ ایمان۔ حوروں سے نکاح ستر افراد کی شفاعت کا اختیار۔

۳) شہید بمعنی مددگار، مدد کرنا، شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے۔

۵) پانچواں معانی گواہی دینا۔ شہید دینِ حق کی گواہی دیتا ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک باب ہی ہے تمام آزمائشیں امتحانات شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ میں مجتمع کر دی گئیں۔

ہر عمل کی دو حیثیتیں:

ایک عمل کی روح جو ہر دوسرے عمل کی ظاہری صورت۔

شہادت بھی ایک عمل ہے۔ ایک سری حالت اور دوسری ظاہری حالت ہے (جہری حالت) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے اندر روح اور جوہر بدرجہ اتم

موجود تھا۔ کئی بار شہادت کی آرزو فرمائی (بخاری شریف)۔ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے آپ کی نیت مبارک تھی کہ شہادت ملے۔ دوسرے اس کی عملی صورت ہے۔ ظاہری شکل میں واقع ہونا ہے شہادت سری مثلاً موت بوجہ زہر، پانی میں ڈوب کر، طاعون کی بیماری سے...... وغیرہ وغیرہ شہادت جہری (ظاہری) میدان کارزار میں ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کو شہادت سری بھی ملی

بوجہ زہر۔ جو غزوہ خیبر میں ایک یہودیہ نے کھانے میں ملا کر دیا...... ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے بھی وہ گوشت کھایا تھا اُسی وقت شہید ہو گیا۔ آپ ﷺ شہید نہ ہوئے آپ ﷺ کی پوری زندگی کی حفاظت کا ذمہ خدا نے لیا ہے اثر زہر موجود رہا۔ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ''مرضِ وفات میں فرمار ہے تھے۔ میں نے خیبر میں زہر آلود کھانا کھایا تھا اس کی تکلیف ہمیشہ محسوس کرتا رہا مگر اب ایسا لگتا ہے میری رگ جان منقطع ہو گی۔ (مشکوۃ باب وفات النبی ﷺ)

شاہدت جہری:

شہادت جہری کا نقطہ آغاز بھی موجود رہا جس کی تکمیل میدان کربلا میں ہوئی۔ غزوہ احد میں کفار نے پتھروں تیروں اور تلواروں سے حملے کیے دانت مبارک شہید ہوئے خون نکلا ضرب کاری لگی صرف روح کا پرواز ہونا باقی رہا۔

اللہ تعالیٰ نے سید الانبیاء ﷺ کی سیرت طیبہ میں باب شہادت مکمل کرنے کے لئے دو افراد (حسن و حسین رضی اللہ عنہما) کو منتخب فرمایا کیونکہ سیرت و حیات پاک میں اس وصف کی تکمیل بتایا تھی۔ امام حسن رضی اللہ عنہ شہادت سری میں اور امام حسین رضی اللہ عنہ شہادت جہری میں آئے۔

یہ دونوں حضرات آپ ﷺ کے نواسے خونی رشتہ، بیٹے، ابنائے رسول، اہل بیت اور ظاہری و باطنی مشابہت رکھنے والے تھے مشابہ، شکل پھول جنتی سردار

اور محبوب تھے...... "حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْ حُسَیْنٍ"۔

"حسنین رضی اللہ عنہما جن کی ذوات اقدس قدسیہ میں اولادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کے اجزا کریم پائے جاتے ہیں اور یہ دونوں شہزادے مل کر ایک جسم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ کامل قرار پاتے ہیں اس لئے شہادت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہورِ تام کا مظہر قرار پائے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ زہر سے شہید ہوئے امام حسین رضی اللہ عنہ میدانِ کربلا میں تلواروں سے...... یہ دونوں شہادتیں اس جوہرِ شہادتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور روح شہادتِ مصطفوی کا ظہور تامِ قرار پائیں"۔ (علامہ حضرت سعید احمد کاظمی رحمۃ اللہ علیہ)

شانِ شہید کا اندازہ سورۃ البقرہ آیت ۱۵۷، اور آل عمران آیت ۱۶۹ کلامِ خداوند جل شانہ سے کیجئے۔

"زمین انبیاء شہداء، علمائے ربانی، مؤذنوں اور قرآن کے حافظوں کو نہیں کھاتی"۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد اوّل)

مراتبِ شہید:

شہید کو نبی سے قرب ہوتا ہے؟ نبی کی نیند وضو نہیں توڑتی شہید کی موت غسل نہیں توڑتی نبی کے فضلات امت کے لئے پاک اور شہید کا خون پاک بعد وفات نبی اور شہید زندہ، دونوں کو بعد از وفات رزق ملتا ہے، شہید سوالاتِ قبر سے محفوظ، دونوں کے اجسام زمین نہیں کھاتی، شہید گناہ سے پاک جیسے آج پیدا ہوا ہو، شہید موت سے پہلے جنت دیکھ لیتا ہے ستر آدمیوں کی شفاعت کرے گا۔

(تفسیر نعیمی جلد دوم)

ارشاد خواجہ توکل شاہ انبالوی قدس سرہ:

"امام حسین رضی اللہ عنہ محبت والوں کے پاس تحفے بھیجتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے

تصرفات اب بھی دنیا میں مثل حیاتی کے جاری ہیں" (ذکر خیر مصنف خواجہ محبوب عالم ہاشمی سیددی رحمۃ اللہ علیہ) (حکایت از حضرت خواجہ توکل شاہ انبالوی علیہ الرحمۃ)

نقل ہے ایک درویش ہمیشہ عشرہ محرم میں شربت پلایا کرتا اور کھانا محتاجوں کو کھلاتا دونوں کا ثواب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی روح مبارک کو پہنچاتا۔ مدت تک اسی طرح کرتا رہا۔ ایک دفعہ وہ درویش سفر کے دوران رستہ بھول گیا۔ جنگل میں حیران و پریشان پھر رہا تھا کہ یکا یک دور سے سواروں کا ایک گروہ نظر پڑا۔ اور نزدیک آ گیا۔ ایک آدمی نے اس درویش کا ہاتھ پکڑ کر تھوڑی دور راستے پر لے جا کر کھڑا کر دیا فرمایا جا یہ سیدھا راستہ ہے اُس نے عرض کیا" آپ کون ہیں؟ فرمایا" تو ہمیشہ ہماری فاتحہ دلاتا وہ سب ہمیشہ ہمارے پاس پہنچتے رہے ہیں ہم امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ ہمارا لشکر ہے۔" حضرت انبالوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا" امام حسین رضی اللہ عنہ زندہ ہیں دنیا میں سیر کرتے ہیں جو شخص آپ کی فاتحہ وغیرہ دلائے اس کو پہچانتے ہیں اور اس کی امداد فرماتے ہیں مگر یہ تصرفات اور زندگی روحی ہے"۔

(ذکرِ خیر مصنف حضرت خواجہ سید محبوب عالم سیدی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں۔"

• تمام حق پرستوں کے لئے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی سیرۃ طیبہ ایک بے مثال دستورِ حیات ہے جب حق گم ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بڑی سی بڑی قربانی سے دریغ نہ کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام گھٹنوں کے بَل چلتے تھے امام حسین رضی اللہ عنہ پشت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ حسین رضی اللہ عنہ بطور سوار سواری کو چلاتے ہیں میں نے کہا" نعم الجمل یا ابا عبداللہ" "تیرا اونٹ تمام اونٹوں سے بہتر ہے" پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اے عمر رضی اللہ عنہ یہ سواری بھی تمام سواروں سے بہتر ہے"۔

حکایت متعلقہ سخاوت:

''ایک دن ایک آدمی آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اور کہا'' میں آپ سے خوراک چاہتا ہوں'' فرمایا'' بیٹھ جاؤ میرا رزق چلا آ رہا ہے'' اتنے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے پانچ تھیلیاں بھری ہوئی آئیں ہر تھیلی میں ہزار دینار تھے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے پانچوں تھیلیاں اٹھا لے جانے کا حکم دیا اور ساتھ ہی عذر خواہی کی کہ میں نے آپ کو بہت دیر بٹھایا آپ مجھے معاف کریں اگر مجھے معلوم ہوتا کہ پانچ تھیلیاں آئیں گی تو میں ہرگز نہ بٹھاتا ہم نے اپنی زندگی حاجت مندوں کی مرادیں پوری کرنے کے لئے وقف کر رکھی ہے''۔ (کشف المحجوب)

حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں'' حقیقت و طریقت پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ارشادات نہایت عمدہ معمورِ حکمت ہیں'' ارشادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ تیرے بھائیوں میں سے سب سے مشفق بھائی تیرا دین ہے مومن کی نجات دین کی پیروی میں ہے۔

خواجہ خواجگان غریب نواز حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شاہ است حسینؓ بادشاہ است حسینؓ
دیں است حسینؓ دین پناہ است حسینؓ
سرنداد نداد دست در دستِ یزید
حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؓ

مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے فلسفہ شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ یوں بیان کیا:

کرتی رہے گی پیش شہادت حسینؓ کی
آزادیٔ حیات کا یہ سرمدی اصول

چڑھ جائے سر تیرا نیزے کی نوک پر
لیکن یزیدیوں کی اطاعت نہ کر قبول

مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ:

قتلِ حسینؓ اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

کیونکہ قربانی کے بغیر اسلام نہ پھیلا اور نہ پھیلے گا۔

غیر مسلم مصنف کار لائل لکھتا ہے: امام حسین رضی اللہ عنہ مع احباب رضی اللہ عنہم کا خدا تعالیٰ پر محکم یقین تھا۔ ایک مغربی دانشور نے لکھا: باطل کے آگے جھکنے کی بجائے سر کٹوانا قبول کر لیا۔

ظلم و جبر کے بڑھتے ہوئے طوفانوں سے
زعمِ باطل کے بنائے ہوئے ایوانوں سے
قہرِ نمرود و شداد کے ستم خانوں سے
یعنی ہر دور کے فرعونوں سے ہامانوں سے
کربلا اک ابدی جنگ ہے سلطانوں سے

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

جس کام کو آئے ہیں وہ کام نہ بگڑے
سر دینے کو آئے ہیں اسلام نہ بگڑے

ایک ہندو شاعر کا نظریہ:

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؓ

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی عشیہ:

امام حسین رضی اللہ عنہ نے اسلام کی بنیادوں کو مضبوط کیا۔ شجرِ اسلام کو تازگی بخشی۔ میدانِ کربلا جنتی پھولوں سے مہک رہا ہے۔ آسمان وفا کے چاند تارے چمک رہے ہیں ...... راکبِ دوشِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گھوڑے سے گرا کر خاک و خون میں تڑپایا گیا۔

زمین کربلا پر فاطمہؓ کے پھول بکھرے ہیں
شہیدوں کی یہ خوشبو ہے کہ جنگل مہک رہا ہے

جوش ملیح آبادی عشیہ فرماتے ہیں:

اے زمین خوش ہو کہ تیری زیب و زینت ہے حسینؓ
تیرے سناٹے میں محوِ خوابِ راحت ہے حسینؓ
مرتبہ اسلام کا جس نے دوبالا کر دیا
خون نے جس کے دو عالم میں اجالا کر دیا
لاکھ پر بھاری ہوئے جس کے بہتر وہ حسینؓ
جس نے رکھ لی نوع انساں کی عزت وہ حسینؓ
کسی طرح نورِ عینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کرتے ہیں طے جادۂ صبر و رضا

(راحت از پندرہ روزہ الفاروق)

میدانِ کربلا کی پکار:

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر تو مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

دسویں محرم ۶۱ھ تک زمین و آسمان نے اس دل گروہ کا آدمی نہ دیکھا تھا دھوپ کی شدت سے ریگستانی ذرے چنگاریاں بن کر اُڑ رہے تھے۔ آفتاب قیامت کا نقشہ پیش کر رہا تھا۔ یزیدیوں نے ساقی کوثر ﷺ کے جگر گوشوں پر پانی کا ایک قطرہ بھی حرام کر دیا تھا سیدنا امام حسینؓ (استعینوا بالصبر والصلوٰۃ کی عملی تفسیر تھے۔...... و تواصو بالحق و تواصو بالصبر...... کی بھی کی ظاہری ناکامی دین کی کامیابی کی بنیاد ہے۔

سپرد کر دے جو بہرِ دین ملت سر بھی سینہ بھی
مبارک اس کا مرنا مبارک اس کا جینا بھی

میدانِ کربلا آج بھی دلوں میں ایمانی جذبہ پیدا کرنے کی دعوت دے رہا ہے یہ دور بھی یزیدی دور سے کم نہیں ہر طرف اسلام پر حملے ہو رہے ہیں دنیا کی باگ دوڑ شیطانِ اعظم کے ہاتھ میں ہے۔ ہر طرف فرعونیت اپنا تسلط جما رہی ہے آج دنیا کو مردِ مجاہد کی ضرورت ہے۔ عزمِ حسین رضی اللہ عنہ لے کر اٹھنے کی ضرورت ہے۔ قلت او ور تنگ دستی سے نہ گھبراؤ...... غزوہ بدر...... کی مثال سامنے رکھو۔

اُسے دیتا ہے دریا آج بھی درمیان سے رستہ
ہو جس کے بازوؤں میں قوتِ ضربِ کلیمانہ
ضرورت ہے پھر کوئی موسیٰؑ دریا شگاف آئے
ابھی فرعون زندہ ہے عبورِ نیل باقی ہے

آج اسلام بے بسی کے عالم میں ہچکیاں لے رہا ہے نورِ عرفان وایمان غائب ہو چکا ہے۔ آج حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کی سخت ضرورت ہے۔ تاکہ دنیا اسلامی پرچم کے سائے میں دورِ فاروقی کی تصویر دیکھ سکے۔

ادائے فرض کے لئے مرنے کے ارماں ہیں
رضائے حق طلب کرتا ہوا نکلا میداں میں
خدا اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں پر موت برسا کر
وہ گرِ جائے اگر میدان میں تیر جل کھا کر
سمجھ لو اس نے اپنی منزلِ مقصود پالی ہے
یہ اسی کے خون کی لالی نہیں چہرے کی لالی ہے

(حفیظ جالندھری)

(از جناب عنایت اللہ گجراتی پندرہ روزہ الفاروق ۱۵ جولائی ۱۹۵۹ء)

امام حسین رضی اللہ عنہ نے کیا سبق دیا

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی کی آخری سانس تک یزیدی اقتدار کو تسلیم نہ کر کے ثابت کر دیا کہ مردِ مومن کو صراطِ مستقیم پر اس چٹان کی طرح جمے رہنا چاہیے جس کے دامن سے دریا کی موجیں ٹکراتی ہوں۔ اور خود پیچھے ہٹ جاتی ہوں...... کربلا میں شہادت نوشتۂ دیوار تھی۔

(مولانا احمد شاہ بخاری سرگودھا الفاروق ۱۹۵۹ء)

نذرانہ عقیدت:

ابن حیدر رضی اللہ عنہ کی عظمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزمِ شہادت پہ لاکھوں سلام
جن کا مرکب بنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ختم الرسل
ان کی بے مثل عزت پہ لاکھوں سلام
پنجتن حضرت جو بیٹھا وقتِ نماز

اس کی شانِ محبت پہ لاکھوں سلام
کر کے خون سے وضو جس نے سجدہ کیا
اس کی شانِ عبادت پہ لاکھوں سلام
جس نے کربل میں زندہ کیا دین کو
اس کی شانِ شجاعت پہ لاکھوں سلام

(اشعار نتیجہ فکر عنایت اللہ عنایت ایڈیٹر الفاروق ۱۵ جولائی ۱۹۵۹ء)

بہارِ گلشنِ ایمان حسین ابنِ علی تم ہو
مقامِ عظمت انسان حسین ابن علی تم ہو
بجھایا جا نہیں سکتا جسے روز قیامت تک
چراغِ منزل عرفان حسین ابنِ علی تم ہو
جہانِ عشق و مستی میں رضائے یار کی خاطر
دیارِ ظلم کے مہمان حسین ابن علیؓ تم ہو
تمہارے خون کے قطروں سے روشن ہے جہاں سارا
مثالِ جلوۂ تابان حسینؓ ابن علیؓ تم ہو
شجاعت دیکھ کر تیری فرشتے بھی پکار اٹھے
علیؓ کی شان کے شایان حسینؓ ابن علیؓ تم ہو
جو دیکھا چہرہ انور تو زینبؓ نے کہا رو کر
شبیہ صاحبِ قرآں حسینؓ ابن علیؓ تم ہو
شہادت سے سبق ہم نے لیا ہے صبر و ایمان کا
ہمارے درد کا درمان حسین ابن علیؓ تم ہو

اٹھا کر گود میں تجھ کو حبیبِ حق ﷺ یہ کہتے تھے
سکونِ قلب کا سامان حسینؓ ابن علیؓ تم ہو

منقبت

علیؓ بابا نبی ﷺ نانا شرافت ہو تو ایسی ہو
پڑھو ہر دم درود ان پر شجاعت ہو تو ایسی ہو
لہو کی موج میں ڈوبے بچایا سب کو طوفان سے
گنہ گاروں کی کشتی کی حمایت ہو تو ایسی ہو
تیمم خاک سے ہووے لہو سے غسل سیدؓ کو
لبِ دریا کے پیاسوں کی شہادت ہو تو ایسی ہو
سر نیزے پر حضرتؓ نے سنایا یوں کلام اللہ
پیغمبر ﷺ ہوئے حیران تلاوت ہو تو ایسی ہو
نماز عصر کی سب کو پڑھائی جا کے جنت میں
شہیدوں کی جماعت کی امامت ہو تو ایسی ہو

اشعار الفاروق ۱۵ جولائی ۱۹۵۹ء محمد یوسف آزاد سرگودھا)

حق پرستوں کی زباں میں کیا اثر اتنا نہیں؟
چاہتے اگر آپؓ آتے جام کوثر کے وہیں
مارتے ٹھوکر تو پانی اگل دیتی سب زمین
آہ گر کرتے تو جل کر خاک ہو جاتے لعین
مرضئی معبود میں شکرِ خدا! کرتے رہے

اس کو کہتے ہیں عبادت یہ ہے سچی بندگی
کٹ گیا سجدے میں سر سجدہ ادا کرتے رہے

جو نوکِ نیزہ پر حسینؓ نے دیا جہاں کو
وہی نصابِ زندگی جہاں کا نظام ہے
(پرفیسر ریاض احمد قادری)

خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے

محمد گل است و علیؓ برگِ گل
بود فاطمہؓ درمیان بوئے گل
جو عطرش برآمد حسینؓ و حسنؓ ازان شد معطر زمین زمن
الٰہی بحق بنی فاطمہؓ کہ بر قولِ ایمان کنی خاتمہ
گر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و من و دست و دامانِ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جامی رحمۃ اللہ علیہ
غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسینؓ ابتدا ہے اسماعیل
(اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

منقبت

شہسوارِ کربلا کی شہسواری کو سلام
نیزے پر قرآن پڑھنے والے قاری کو سلام

بشر تو کیا فرشتوں سے نہ ایسی بندگی ہو گی
حسینؓ ابنِ علیؓ آئیں گے دنیا دیکھتی ہوگی
ہمارے خون کے بدلے میں امت بخش دے یار رب
خدا سے حشر میں التجا شبیرؓ کی ہو گی
حسینؓ گھوڑے کی زین پہ وفا کا غازی
حسینؓ تلواروں کے سائے تلے عشق کا غازی
حسینؓ نیزے کی نوک پہ قرآن کا قاری
حسینؓ کا روندا ہوا لاشہ بھی رضا پہ راضی

(تقویم وارلاحسان جناب صوفی برکت علی علیہ الرحمۃ)

منقبت

کونین میں بلند ہے مرتبہ حسینؓ کا
فرشِ زمین سے عرش تک شہرہ حسینؓ کا
بے مثل ہے جہاں میں کنبہ حسینؓ کا
سلطانِ دوجہاں ﷺ ہے نانا حسینؓ کا
اس نواسے پر محمد مصطفیٰ ﷺ کو ناز ہے
اس کی ہمت پہ علی شیرِ خداؑ کو ناز ہے
دشتِ کربلا کو عرش کا زینہ بنا دیا
جنگل کو مصطفیٰ ﷺ کا مدینہ بنا دیا
ہر ذرّے کو نجف کا نگینہ بنا دیا
تُو نے حسینؓ مرنے کو جینا بنا دیا

(الخطیب از علامہ محمد دین رضوی)

امام حسین رضی اللہ عنہ نے ظالموں کی اولاد کو یتیم نہ کیا۔ اپنی اولاد کو یتیم کروالیا اور عشق و مستی میں سب کچھ لٹا دیا"۔

(قبلہ ام خواجہ صدیق احمد شاہ سیدوی رحمۃ اللہ علیہ)

سوال کون حسین؟

جواب سلطنتِ لازوال کے شہنشاہ (قبلہ ام خواجہ صدیق احمد شاہ علیہ الرحمۃ)

حسین رضی اللہ عنہ اصولوں کا نام ہے۔

انصاف کا نام ہے

ظالم کے خلاف جہاد کرنے کا نام ہے

امام حسین رضی اللہ عنہ تقویٰ کا نام ہے

احسان کا نام ہے

دین کی امامت کا نام ہے

روحانی طاقت کا نام ہے

فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لال کا نام ہے

شیر خدا رضی اللہ عنہ کے فرزند کا نام ہے

سرچشمۂ ولایت کا نام ہے

جود و کرم کرنے والے کا نام ہے

کون حسین رضی اللہ عنہ؟

جان اسلام پر دینے کی بنا ڈال گیا
عشق کی راہ میں تاریخ کا معمار حسینؓ
سر کٹانے چلا منشائے خداوند کے تحت
اپنے نانا کی شفاعت کا خریدار حسینؓ

ہرزمانے کے مصائب کو ضرورت اس کی
ہر زمانے کے لئے دعوتِ ایثار حسین

شورش کشمیری مرحوم۔روزنامہ ایکسپریس سنڈے ایڈیشن ۱۰ محرم ۱۴۲۶ھ)

میاں محمد بخش سیف الملوک:

ہوندی قوت زور نہ لایا بیٹھے من رضائیں
پانی باہجہ پیاسے چلّے دین دنیا دے سائیں

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ:

آں امامِ عاشقاں پورِ بتولؓ
سرو بے آزار زِبستانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدرؓ
معنیٔ ذبح عظیم آمد پسرؓ
درمیاں آمد آں کیواں جناب
ہمچو حرف قل ھو اللہ درکتاب

دیگر:

بہرِ حق درخاک و خون غلطیدہ است
پسَ بنائے لا الٰہ گردیدہ است
ماسوئ اللہ را مسلمان بندہ نیست
پیشِ فرعونے سرش افگندہ نیست
خونِ اوُتفسیر ایں اسرار کرد
ملتِ خوابیدہ رابیدار کرد

زمزِ قرآن از حسینؓ آموختیم
زِآتشِ اُوشعلہ راہا آموختیم
موسیٰ و فرعون شبیرؓ و یزید
ایں دو طاقت ازحیات آمد پدید
حقیقتِ ابدی ہے مقامِ شبیری
بدلتے رہتے ہیں انداز کوفی و شامی
در نوائے زندگی سوزاز حسینؓ
اہل حق حریت آموز از حسینؓ
صدقِ خلیلؑ بھی ہے عشق صبرِ حسینؓ بھی ہے عشق
معرکہ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق
عصر کا وقت آگیا وعدہ وفا ہونے کو ہے
زیرِ خنجر آج سبطِ مصطفیٰ ﷺ ہونے کو ہے
آج آثارِ قیامت ہیں نمایاں دہر میں
سجدۂ خدا میں کسِ کا سر جدا ہونے کو ہے

اعلانِ شہدائے کربلا:

وہ بولے یہ شیوہ ہے مشہور ہمارا
سر دینا عبادت میں ہے دستور ہمارا
سرخروئی اس کو کہتے ہیں کہ راہِ حق میں
سر کو دینے میں ذرا تونے تامّل نہ کیا

شجاعت پر:

علیؑ کا گھر بھی کیا گھر ہے جس گھر کا ہر ایک بچہ
جسے دیکھو وہی شیرِ خدا معلوم ہوتا ہے

ایک حقیقت:

سبق ملتا ہے یہ بدر و اُحد کی داستانوں سے
نبی والے کبھی ڈرتے نہیں امتحانوں سے
یزیدی شکل میں جب چھا گیا طاغوت کا سایہ
تو دشتِ نینوا میں نورِ محبوب خدا آیا
یزیدیت کا جب بھی دہر میں گرد و غبار اٹھا
تو بن کے وارثِ شبیر کوئی شہسوار اٹھا

(علامہ پرفیسر محمد حسین آسی)

ع اک دوسِ دائمی سے شہادت حسینؑ کی

ایک غیر مسلم شاعر:

زندہ اسلام کو کیا تونے
حق و باطل دکھایا تونے
جی کے مرنا تو سب کو آتا تھا
مر کے جینا سکھایا تونے

جناب دائم:

روشنی ہے دائم ہے جس کی وہ ستارے ہیں حسینؑ
عالمِ انسانیت میں سب کے پیارے ہیں حسینؑ

ہر سمت ہر گھڑی بجے ڈنکا حسینؓ کا
از فرش تا عرش ہے چرچا حسینؓ کا
مولا کے ہر صحابیؓ کو پیارا ہے حسینؓ ہے
مولاؐ کا ہر صحابیؓ ہے پیارا حسینؓ کا

☆☆☆☆

حسینؓ ابن علیؓ نے کی ہے قائم ایک مثال ایسی
کہ تقلید اس کی تقدیر حیاتِ جادوانی ہے
جھکانا چاہا تھا جس سر کو شام والوں نے
شکست دیکھئے اُسی سر کو خود اٹھا کر چلے
پیدا ہر اک دور میں ہوتے رہے یزید
لیکن کسی حسینؓ کی گردن میں خم نہیں

قبل از شہادت سیدنا امام حسین کی فرمودہ دعا:

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابا جان رضی اللہ عنہ خیام میں ملنے آئے تو اس وقت دامنِ اقدس خون آلود تھا۔ فرمایا بیٹا یہ دعا یاد کر لو جو ہر مصیبت مشکل کی کنجی ہے۔ میری امّی جانؓ نے مجھے بتائی اور نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم نے امّی جان کو بتائی۔

بِحَقِّ یٰسٓ وَالْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ وَبِحَقِ طٰهٰ وَالْقُرْآنِ الْعَظِیْمِ یَامَنْ یَقْدِرُ عَلٰی حَوَائِجِ السَّائِلِیْنَ یَامَنْ یَعْلَمُ مَافِی الضَّمِیْرِ یَا مُنَفِّسُ عَنِ الْمَکْرُوْبِیْنَ یَامُفَرِّجُ عَنِ الْمَغْمُوْمِیْنَ یَا رَاحِمَ الشَّیْخِ الْکَبِیْرِ یَا رَازِقَ الطِّفْلِ یَامَنْ لَّا یَحْتَاجُ اِلَی التَّفْسِیْرِ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِ

سیدنا محمدٍ (وَافْعِلْ بِیْ کذا وکذا)

بچوں کے لئے واقعات کربلا کا مختصر ترین خاکہ:

شاید بڑوں کو بھی کوئی بات پسند آ جائے!

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دمشق میں ۲۲ رجب ۶۰ھ کو انتقال فرمایا۔ ان کے بعد ان کا بیٹا یزید تخت پر بیٹھا۔ یزید نے باپ کی وصیت چاک کر کے پھینک دی امام حسین رضی اللہ عنہ اس وقت مدینہ منورہ میں تھے۔ سرکاری آرڈر ہوا ان سے یزید کی بیعت لی جائے اور کسی قسم کی کوئی رعائت نہ کی جائے احترامِ مدینہ اور رضا وقضا وتقدیر کے فیصلہ کے مطابق حضرت امام رضی اللہ عنہ نے مدینہ شریف کو چھوڑا۔

قیامت ہے مدینہ سے امام پاک جاتے ہیں
علی کے لال فرزندِ شہہ لولاک جاتے ہیں

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ میں حج کے دنوں میں پہنچے مگر آپ کو کوفہ کی طرف روانہ ہونا پڑا۔ کوفہ میں حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے۔ ان کے صاحزادوں محمد اور ابراہیم رضی اللہ عنہ کو بھی بے دردی سے شہید کر دیا گیا

مہمان بلا کے آپ کو مہمان نوازی خوب کی
اُلٹا ظلم و ستم کیا پھیری تھی حلق پہ چھری
وہ ایک گرم اور دھوپ اور وہ پیاس کی شدت
کریں صبر و تحمل میرِ کوثر ایسے ہوتے ہیں

مکہ معظمہ سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کوچ فرمایا اور دو محرم ۶۱ھ کو کربلا میں ڈیرے ڈال دیئے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے سینۂ مبارک پر ہاتھ مبارک رکھ کر یہ دعا فرمائی تھی:

اَللّٰھُمَّ اَعْطِ الْحُسَیْنَ صَبْرًا وَّ اَجْرًا۔

یزید نے ظالم ابنِ زیادہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ ابنِ زیاد نے ہزاروں کی تعداد میں افواج کربلا میں بھیج دیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اگر لڑنے کے لئے آتے تو بچے بچیاں خواتین ساتھ نہ لاتے عمرو بن سعد یزیدی لشکر کا سپہ سالار تھا۔

۹ محرم کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے احباب رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔ یزیدی لشکر میرے قتل کے درپے ہے تم یہاں سے چلے جاؤ ساتھیوں نے جواب دیا اگر ہم ستر مرتبہ قتل کیے جائیں یعنی ایک مرتبہ قتل ہوں پھر زندہ ہوں...... تب بھی آپ کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے خواہ زندہ جلائے جائیں بعض کتب میں ہزار بار قتل کا ذکر ہے۔

زمینِ کربلا کہہ رہی ہے برملا
اہل وفا زندہ باد اہل جفا مردہ باد
اے کربلا کی خاک تو اس احسان کو نہ بھول
تڑپی ہے تجھ پر نعش جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

واقعہ کربلا کلمہ طیبہ کی عملی تفسیر ہے...... لَا مَطْلُوبَ اِلَّاھُوْ...... اطاعت سخاوت اخوت کی عملی تفسیر ہے۔ کربلا ایمان و کفر کی میزان ہے۔

نہ کربلا ختم ہوئی ہے اور نہ عاشورہ ختم ہوا ہے
آج بھی یزید ہے اور افواجِ یزید بھی

قابلِ توجہ؟

نہ پوچھ کیسے کوئی شاہِ مشرقین بنا
بشر کا ناز نبوت کا نورِ عین بنا
علیؓ کا خون لعابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم شیرِ بتولؓ
ملے ہیں جب یہ عناصر تو پھر حسینؓ بنا

دسویں محرم کا قیامت نما دن آیا۔ جمعہ کا دن۔ تین دن کے بھوکے پیاسے مسافر اور بے وطن۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے میدانِ کارزار میں خطبہ ارشاد فرمایا۔ یزیدی لشکر کی طرف سے یہ جواب ملا۔ جنگ کے لئے کسی کو بھیجئے۔ (یا یزید کی بیعت کر لیجئے) لڑائی سے قبل حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی کئی حسی کرامتیں بھی ظاہر ہوئیں۔ مختلف کتب مثلاً سوانح کربلا، اوراق غم خاکِ کربلا وغیرہ میں آپ دیکھ سکتے ہیں.......... بالآخر جنگ شروع ہوئی۔

محبانِ اہل بیت نبوت رضی اللہ عنہم میں سے حضرت دہب کلبی رضی اللہ عنہ، حضرت حربن رضی اللہ عنہ زیاد کی شہادت ہوئی فرزندانِ امام حسن رضی اللہ عنہ نے دشمنوں کے ہوش اڑادئے۔ ان میں حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی ہے حضرت عباس علمبردار رضی اللہ عنہ، عون رضی اللہ عنہ محمد رضی اللہ عنہ، شبیہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم علی اکبر رضی اللہ عنہ اور علی اصغر رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے سوائے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے کوئی بھی نہ بچا۔ آخر پر امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی محرم کی ۱۰ تاریخ جمعہ کے روز ۵۶ سال ۵ ماہ ۵ دن کی عمر میں شہادت پائی۔

دو کردار:

حق و باطل کی جنگ ازل سے جاری ہے اور ابد تک رہے گی۔ دو کردار سامنے ائے۔ یزیدی کردار اور حسینی کردار۔ دو قومی نظریہ۔

صدمہ:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو صدمہ پہنچا اندازہ و قیاس سے باہر ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ ایک روز میں

دوپہر کے وقت خواب میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ میں نے دیکھا گیسوئے معطر بکھرے ہوئے اور غبار آلودہ ہیں دستِ مبارک میں خون بھرا شیشہ ہے۔ میں نے عرض کیا۔ یہ کیا حال ہے فرمایا۔ حسین رضی اللہ عنہ اور اس کے رفقاء رضی اللہ عنہم کا خون ہے۔ میں اسے آج صبح سے اٹھاتا رہا ہوں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے اس تاریخ اور وقت کو یاد رکھا۔ جب خبر آئی تو معلوم ہوا کہ حضرت امام رضی اللہ عنہ اس دن اُسی وقت شہید کئے گئے۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث روایت کی انہوں نے بھی اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا...... مشکوٰۃ شریف میں بھی یہ حدیث ہے۔

سرِ اقدس حضرت امام حسینؓ کی کرامات

۱) امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں منہال بن عمرو کہتے ہیں۔ میں دمشق میں تھا جب سر مبارک کو نیزے پر لٹکائے لئے جاتے تھے سر مبارک کے سامنے ایک شخص دورانِ تلاوت سورۃ کہف کی اس آیت پر پہنچا......

اِنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا

اس وقت اللہ تعالیٰ نے سر مبارک کو گویائی دی بزبانِ فصیح فرمایا

اَعْجَبُ مِنْ اَصْحَابِ الْكَهْفِ قَتْلِيْ وَ حَمْلِيْ

بے شمار کتب مستند میں یہ روایت موجود ہے اور صحیح ہے۔

۲) امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ سر مبارک کو لیکر پہلی منزل پہ ایک پڑاؤ پر بیٹھ کر خرما پینے لگے۔ ایک لوہے کا قلم نمودار ہوا اس نے خون سے یہ شعر لکھا۔

اَتَرْجُوْا اُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَيْنًا

شَفَاعَةَ جَدِّهٖ يَوْمَ الْحِسَابِ

ترجمہ: ''کیا ہے قتل جنہوں نے حسین رضی اللہ عنہ پیارے کو ہے کیا امید شفاعت انہیں بھی محشر میں۔(بحوالہ ذکر خیر الوری صلی اللہ علیہ وسلم المعروف بہ خصائص الکبریٰ جلد ا مصنف حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مترجم حضرت خواجہ صدیق احمد شاہ سیددی رحمۃ اللہ علیہ)

۳) راہب مسلمان ہوا۔

منقول ہے ایک منزل میں جب اس قافلہ نے قیام کیا وہاں ایک دیر تھا (گرجا گھر) دیر کے راہب نے ان لوگوں کو اسّی زہد درہم دیکر سر مبارک کو ایک شب اپنے پاس رکھا غسل دیا عطر لگایا۔ادب سے تعظیم سے تمام شب زیارت کرتا رہا اور روتا رہا اور انورات جو سر مبارک پر نازل ہو رہے تھے ان کا مشاہدہ کرتا رہا۔ یہی اس کے اسلام کا باعث ہوا اشقیاء نے جب درہم تقسیم کرنے کے لئے تھیلیوں کو کھولا تو دیکھا سارے درہم ٹھیکریاں بنی ہوئی ہیں اوران کے ایک طرف لکھا ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلاً عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوا!

خدا کو ظالموں کے کردار سے غافل نہ جانو اور دوسری طرف یہ آیت مکتوب تھی

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلِبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

ترجمہ: اور ظالم کرنے والے عنقریب جان لیں گے کہ کس کردٹ بیٹھتے ہیں۔

۴) خولی بن یزید کربلا سے سر مبارک لے کر پہلے اپنے گھر پہنچا سر مبارک تنور میں چھپا دیا بیوی نے پوچھا تو کہاں تھا؟ ...... بیوی محبہ اہلبیت اور عفیفہ تھی۔ تہجد کے لئے اٹھی دیکھا تنور نور افگن ہے دیکھا ایک خاتون

مو چند خواتین آئیں۔سر نکالا۔ چوما سینہ سے لگایا پھر غائب ہو گئیں۔ خولی کی بیوی تنور پر آئیں سر مبارک کو دیکھ کر پہچان لیا...... پھر اس نے چند بزرگ دیکھے پوچھا وہ خواتین کون تھیں؟ فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا، خدیجہ رضی اللہ عنہا، عائشہ رضی اللہ عنہا مریم رضی اللہ عنہا...... بیوی نے خولی کو جگایا اور کہا مردود! یہ کیا کیا؟ یہاں تو ملائکہ زیارت کو آرہے ہیں۔ (والنہایہ والبدایہ) انبیاء علیہم السلام بھی آتے رہے۔اوراق غم مصنف سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ)

یزید کون تھا؟

یزید بد نصیب اس کی پیشانی پر اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کے بے گناہ قتل کا دھبہ ہے جس پر تا قیامت ملامت ہوتی رہے گی۔ یزید کا نام تحقیر سے لیا جائے گا۔ یہ الگ بات ہے اس دور میں مسلمانوں میں ایک قلیل گروہ (فرقہ) ایسا بھی ہے جو یزید کا بہت معتقد ہے۔ اسے آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قطعی جنتی کہتا ہے حق پر جانتا ہے اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی قرار دیتا ہے۔ کتاب رشید ابن رشید دیکھئے اور خاکِ کربلا مصنف جناب مولانا افتخار الحسن زیدی رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ فرمالیں۔

یزید بد باطن سیاہ دل؟ تنگِ خاندان موٹا، بدنما، کثیر الشعر، بدخلق، تند خو، فاسق، فاجز شرابی بدکار بے ادب گستاخ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے والا، مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کی بے حرمتی کروانے والا، علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ روح المعانی میں لکھتے ہیں۔ یزید کہا کرتا تھا ہم نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو مع رفقاء قتل کر کے بدری مظلوم کفار کا بدلہ لے لیا ہے۔ اعلانیہ شراب پیتا۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ واقدی میں لکھتے ہیں یزید اپنی اولاد کی ماؤں بہنوں سے نکاح کرتا تارکِ نماز، ناچ گانے، کتوں بندوں کا دلدادہ...... علامہ خلدون لکھتے ہیں یزید کا ظلم نمایاں ہو گیا تھا۔ (شہادت نواسہ سید الابرار از مولانا عبد السلام قادری) صواعق محرقہ مصنف

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ میں بھی مذکورہ بیان ہے۔ یزید کو امیر المومنین کہنے والے کو حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے بیس کوڑے لگوائے تھے۔

(تاریخ الخلفاء مصنف علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

یزیدی قبر:

علاقہ دمشق میں یزید کی قبر پر لوہا کانچ گلانے کی بھٹی لگی ہوئی ہے۔ قبر پر ہر وقت آگ جلتی رہتی ہے۔ قبر کا نام ونشان نہیں۔

(راہِ عقیدت مصنف مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ)

واقعہ حرہ:

حرہ بمعنی جلا ہوا سیاہ پتھر۔ آتشین سیادہ مادہ۔ بے ترتیب سخت نوکیلے ترچھے پتھر سانح کربلا کے بعد یزید پلید نے بائیس ہزار کا لشکر مدینہ شریف کو تباہ کرنے کے لئے بھیجا ایک نہیں ہزاروں لاکھوں محدثین، مفسرین، محققین مورخین اور مصنفین نے اس واقعہ کو لکھا ہے۔ اس کے باوجود کوئی صاحب انکار فرمائیں تو ان کی اپنی پسند!

حرہ مدینہ منورہ میں ایک جگہ کا نام ہے دس ہزار اصحاب رضی اللہ عنہم ناحق شہید کیئے گئے جنہوں نے یزید کی بیعت نہ کی تھی۔ مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے گئے تین دن اذان اور اقامت نہ ہوئی سعید بن میتب رضی اللہ عنہ (مشہور تابعی اور محدث) مسجد نبوی شریف کے ایک کونے میں چھپے رہے۔ فرماتے ہیں جب نماز کا وقت آتا روضہ شریف کے اندر سے اذان واقامت کی آواز آتی "میں نے تین دن نماز اسی اذان اور اقامت کے ساتھ پڑی"۔

متفرق بیان از جلد سوم شرح صحیح مسلم شریف مصنف علامہ غلام رسول

سعیدی صاحب ص ۶۱۰ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں سانحہ کربلا کے بعد اہل مدینہ نے یزید کی بیعت توڑ دی تھی۔ مدینہ منورہ کے گورنر عثمان بن محمد ابی سفیان کو مدینہ شریف سے نکال دیا۔ جو یزید کا عم زاد تھا۔ بنو امیہ مروان بن الحکم کے گھر جمع ہوئے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ابن عمر رضی اللہ عنہ الگ رہے محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ نے بیعت نہ توڑی اور بنو عبد المطلب نے بھی نہ توڑی۔

مسلم بن عقبہ (اللہ اس کو خراب کر) نے اشرف مدینہ رضی اللہ عنہ قراء حضرات رضی اللہ عنہ کی خواتین کی عصمت دری کروائی۔ ایک ہزار عورتیں بغیر زوج کے حاملہ ہو گئیں اکابر صحابہ رضی اللہ عنہ روپوش تھے۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ایک غار میں تھے اہل مدینہ سے ظلماً غلامی کی شرط پر بیعت لی گئی۔

(تین دن اذان واقامت نہ ہونے والی روایت مشکوٰۃ میں بھی ہے)

مسلم بن عقبہ کی ذلت وعبرت ناک انجام:

ایک مقتول شہید کی ماں نے قسم اٹھائی کہ وہ مسلم بن عقبہ کو جلا دے گی خواہ زندہ یا مردہ۔ یہ مردود مدینہ شریف سے واپسی پر مر گیا۔ قرشی نوجوان کی ماں قبر پر گئی کھدوائی۔ کہا سر کی جانب سے لاش نکالو۔ لوگوں نے دیکھا اژدہا گردن سے لپٹا ہے ناک کی ہڈی کو چوس رہا ہے۔ لوگ پیچھے ہٹ گئے۔ اور کہا اے مالکہ! اس کو چھوڑ دیں۔ اس (لعین) نے برائی کا مزہ چکھ لیا۔ خاتون رضی اللہ عنہا نے کہا ''اللہ سے کیا ہوا وعدہ ضرور پورا کردوں گی'' کہا پاؤں کی جانب سے نکالو کھود کر دیکھا پاؤں کو اژدہا نے جکڑا ہے عورت رضی اللہ عنہا ایک طرف ہٹی دو رکعت نماز پڑھ کر دعا فرمائی ''اے اللہ تو جانتا ہے میں آج تک مسلم پر غضب ناک ہوں اس پر قدرت دے خاتون رضی اللہ عنہا نے اژدھے کی دُم پر لکڑی ماری۔ اژدھا ایک طرف ہٹ گیا قبر سے نکالا گیا اور جلا دیا گیا۔ (علامہ نور الدین علی بن احمد سمہودی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ

وفاء الوفاء ج ۱ ص ۱۳۵، ۱۳۶ مطبوع دار احیاء التراث الوبی ۱۴۰۱ھ)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ مدینہ میں علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ واقدی میں اسی طرح امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بے شمار محدثین محققین اور مورخین نے واقع حرہ نقل فرمایا ہے۔

مدینہ شریف میں سات سو حفاظ رضی اللہ عنہم ستانوے قریشی حضرات رضی اللہ عنہم بے شمار اصحاب رضی اللہ عنہم و تابعین رضی اللہ عنہم کو بے دردی سے ذبح کیا گیا۔ (بلاوجہ۔ ناحق)

تین دن کے لئے یزید نے اپنے لشکر کو کھلی چھٹی دی تھی کہ جو چاہیں کریں اہل مدینہ و مدینہ ان پر حلال کیا گیا۔ خواتین رضی اللہ عنہن کی آبرو ریزی کی گئی۔ خواتین بیوہ ہوئیں بچے یتیم ہوئے حرم شریف مدینہ منورہ کی بے حرمتی کی گئی۔ زنا کو جائز سمجھا گیا...... یہ یزید کا سیاہ ترین کا نامہ ہے واقعہ حرہ شہدائے حرہ کی قبور جنت البقیع شریف میں ہیں پھر یہی لشکر مسلم بن عقبہ کی سرداری میں مکہ معظمہ پر حملہ آور ہوا۔ یزید لشکر نے کعبہ شریف پر سنگباری کی غلاف جل گیا۔ دیواریں جل گئیں آگ کے گولے برسائے گئے۔ کعبہ شریف میں درودِ ابراہیم علیہ السلام کے مینڈھے کے دو سینگ بھی جل گئے جو کہ اس دنبہ کے سینگ تھے جو سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کی بجائے ذبح ہوا تھا۔

یزیدی لشکر کے سردار مسلم بن عقبہ کا عبرت ناک انجام:

اسے دوران سفر فالج ہوا۔ مرا۔ قبر بنا دی گئی ایک خاتون نے قسم کھائی تھی کہ اس مردود کی لاش کو وہ جلائے گی۔ قبر کھدوائی تو دیکھا مسلم بن عقبہ پر سانپ مسلط تھا۔ اس خاتون نے دو نفل پڑھے اور قسم پوری کرنے کے لئے دعا کی۔ چنانچہ سانپ ہٹ گیا اور لاش کو خاتون نے جلا دیا۔

یزید کی حکومت بلاشبہ غیر اسلامی غیر صالح غیر عادل تھی۔ اگر سیدنا امام

حسین علیہ السلام اعلان جنگ کرتے تو اموی ہاشمی عراقی شامی جنگ بن جاتی امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے یزید کے خلاف خروج بالکل نہیں کیا جنہوں نے خروج لکھا ہے وہ سراسر غلط ہے بے بنیاد ہے آپ رضی اللہ عنہ نے محفوظ جگہ پر جانے کے لئے مع اہل و عیال واحباب سفر فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو شہادت کا بلاشبہ یقیناً علم تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جانے سے روکا (ہر قدم پر) فرمایا "شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے مجھے جانا ہے۔

(یادِ شہید رضی اللہ عنہ مصنف قاضی عبدالنبی کوکب رحمۃ اللہ علیہ)

ایک اور مسلمہ حقیقت اور نکتہ:

صحیح حدیث "میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی" راوی سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ

واضح رہے یہاں خلافت سے مراد خلافت راشدہ ہے "تیس سال کے بعد بادشاہت ہوگی"۔ (حدیث)

یہ مدت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر ختم ہوتی ہے اب یہاں خلافت راشدہ ختم۔ تو پھر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ خلافت کی تمنا کیسے کر سکتے ہیں؟

خلیفہ اوّل کی خلافت.................۰۔۴۔۲

خلیفہ دوم کی خلات.................۰۔۶۔۱۰

خلیفہ چہارم کی مدتِ خلافت.................۰۔۰۔۱۲

خلیفہ چہارم کی مدتِ خلافت.................۰۔۹۔۴

حضرت امام حسین کی خلافت.................۰۔۵۔۰

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے بعد ملوکیت ہے۔ خلافتِ راشدہ باقی نہ رہی تو اس کی طلب منجانب امام عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ عنہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ اس لئے بھی علیحدہ ہوئے کہ مدتِ خلافت راشدہ ختم ہو چکی تھی۔

یزید مطلق العنان اور ڈکٹیٹر تھا اس کی حکومت غیر اسلامی تھی۔ شاہ

عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خلافت راشدہ کی عمر تیس سال ہونے پر امام حسین رضی اللہ عنہ نے خلافت ترک فرمادی۔

یزید پر لعنت کی بحث از شرح مسلم شریف جلد سوم مصنف مدظلہ علامہ سعیدی متفرق بیان مختصراً احادیث صحیحہ میں اہل مدینہ کو ایذا پہنچانے پر سخت عذاب کی وعید سنائی گئی ہے اور ایذا پہنچانے والے پر اللہ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے بخاری جلد ا مسلم ج ا مجمع الزوائد ج ۳ میں تین مقامات پر روایات ہیں۔ بے شمار احادیث میں اہل مدینہ کو ایذ دینے والے پر لعنت حدیث نمبر ۳۲۱۵ اللہ اسے آگ میں پگھلائے گا۔ صرف ارادۂ تکلیف رسانی پر بھی لعنت کی وعید ہے بے شمار احادیث میں واقعہ حرہ کا بیان ہے (اب یزید کے بارے میں کیا شک رہا جب کہ مدینہ شریف اور اہل مدینہ مکہ شریف اور اہل مکہ پر ظلم وتشدد خون ریزی وغیرہ اس کے حکم سے کی گئی الراقم) واقعہ حرہ ۶۳ھ میں ہوا۔

طویل حدیث نمبر ۳۱۴۱ راوی عطاء رضی اللہ عنہ خلاصہ ومفہوم یزید کے دور میں خانہ کعبہ کو جلانے کا پس منظر وپیش منظر شامی فوجوں نے حملہ کیا بیت اللہ جل گیا۔
انا اللہ و انا الیہ راجعون ط

ایک بڑے علامہ اور بیاسی مورخین کا بیان: یزید نے گورنر مدینہ کو لکھا حضرت حسین رضی اللہ عنہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرلو۔ فوراً بیعت لے لو اس حکم میں کوئی رخصت نہیں ہے۔

قابلِ غور:

جب یزید نے عمرو بن سعید بن عاص کو مدینہ شریف پر حملہ کرنے کا کہا انہوں نے معذرت کرلی ضحاک بن قیس فہری کو بلایا اور حملہ کے لئے کہا انہوں نے بھی معذرت کرلی۔ (مسلم بن عقبہ) بکھرے ہوئے بالوں والا کانا لنگڑا۔ فوراً تیار

ہو گیا بارہ ہزار کا لشکر لیا جب اہل مدینہ منورہ پر فتح پالی تو ''تین دن تک لشکر یزید پر اہل مدینہ مباح ہیں'' کا اعلانِ عام کر دیا۔ حرہ میں جنگ برپا ہوئی تھی۔ اہل مدینہ کو شکست ہوئی یزید کی غلامی کی شرط پر لوگوں سے بیعت لی اہل مدینہ سے بنو حارثہ مسلم بن عقبہ کے ساتھ مل گئے تھے قریش اور انصار شہید ہوئے دس ہزار عورتوں بچیوں اور غلاموں کو یہ لشکر اپنے ساتھ لے گیا۔ پھر کعبہ شریف رخ کیا۔ بیت اللہ شریف کے محاصرہ کے ۶۴ دن بعد یزید مرا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت نہ کرنے کا فیصلہ فکرِ صائب سے جو کیا تھا صحیح فیصلہ تھا کیونکہ یزید کے عقاید و اعمال قرآن و حدیث کے خلاف تھے۔ (مفہوم مختصراً)

ص ۶۰۳ شرح مسلم جلد ۳ راوی انس بن مالک رضی اللہ عنہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہم پر ایسے حاکم مسلط ہوں جو آپ کی سنت پر عمل نہ کریں۔ آپ کے احکام پر نہ چلیں تو آپ ان کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا ''جو اللہ کی اطاعت نہ کرے اس کی کوئی اطاعت نہیں''۔

(مجمع الزوائد جلد ۵ راوی صحیح ہیں)

مذکورہ مضمون کی اور بھی حدیث ہیں راوی ابن عباس رضی اللہ عنہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں صحیح لکھا ہے ایک اور حدیث بعنوان بالا کنز العمال جلد ۶ میں ہے ایسی بے شمار احادیث ہیں متوفی ۴۰۵ھ المستدرک جلد ۴)

نوٹ: از شرح مذکورہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے زندگی میں یزید کی بیعت لے لی تھی وہ گذشتہ جنگوں سے جان چکے تھے اگر خلافت امارت کو یونہی مسلمانوں پر چھوڑا یا مجلس شوریٰ مقرر کی تو لوگ کبھی ایک شخص پر متفق نہ ہوں گے اور خون ریزی ہو گی بوجہ اختلاف بنو ہاشم کی خلافت بنو امیہ تسلیم نہ کریں گے۔ یزید تخت پر بیٹھتے ہی

فسق و فجور میں مبتلا ہوا تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیعت توڑ کر جنگ کا ارادہ کیا۔ بعض خون ریزی کے باعث باز رہے۔ یزید کا مقابلہ آسان نہ تھا۔ i، ii گروہ مجتہد تھے۔ علماء نے واقعہ حرّہ کی بنا پر یزید کی تکفیر کی ہے۔ بعض علماء نے بوجہ سانحہ کربلا یزید کی تکفیر کی ہے۔ (بحوالہ شرح مسلم شریف از علامہ سعیدی مدظلہ) کفر پر بیعت توڑنا واجب ہے۔ حدیث مسلم جلد دوم (کئی احادیث)

قاتلین شہدائے کربلا کا انجام بد:

عبدالملک کے عہد میں مختار بن عبید ثقفی نے عمرو بن سعد (سپہ سالارِ لشکرِ یزیدی) اور شمرِ لعین کے سر کٹوا کر حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ (برادر امام حسین رضی اللہ عنہ) کے پاس بھیج دیئے۔ ابنِ زیادہ ظالم گورنر کوفہ کو ابراہیم بن مالک اشتر نے ہلاک کر دیا۔

ترمذی شریف جلد دوم کی صحیح حدیث ہے۔ جس وقت ابنِ زیادہ اور اس کے ساتھیوں کے سَر مختار کے سامنے رکھے گئے بڑا سانپ نمودار ہوا۔ لوگ ڈرے لوگوں کے سروں پر پھرا ابنِ زیاد کے نتھنوں میں گھس گیا۔ منہ سے نکلا غائب ہو گیا۔ تین بار ایسا ہوا اور یہ نمونہ تھا۔ عذاب کا اس نابکار کے واسطے۔

حدیث کے راوی عُمارَہ بن عُمَیر رضی اللہ عنہ امام ترمذی نے اس حدیث کو لکھا ہے یہ حدیث حسنؔ ہے صحیح ہے۔ (مناقب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ وامام حسین رضی اللہ عنہ) مترجم علامۂ دوراں بدیع الزمان رحمۃ اللہ علیہ برادر علامہ وحید الزّماں رحمۃ اللہ علیہ تمام قاتلوں کی لاشوں کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال کرایا گیا۔

حدیث شریف میں ہے ”خون امام حسین رضی اللہ عنہ کے بدلے ستّر ہزار شقی (دوزخی) مارے جائیں گے“ وعدہ پورا ہوا۔

(سوانح کربلا مصنف مفسر نعیم الدین مراد آباد رحمۃ اللہ علیہ)

نوٹ: (۱) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ حجاج بن یوسف کے وقت دوبارہ قید کئے گئے ایک بزرگ دیکھ کر رو پڑے اس پر حضرت امام رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اگر میں چاہوں تو یہ سب کچھ نیست و نابود ہو جائے مگر اسی میں اجر ہے''۔

۲) ''بلاشبہ امام حسین رضی اللہ عنہ حق و صداقت کی علامت اور یزید باطل کی نشانی ہے'' (خلیفہ فرزند علی قادری خبر نامہ خلافت مارچ ۲۰۰۴ء)

سرِ اقدس حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟

۱) دمشق مسجد اموی کے مشرقی سمت ایک مقام پر مشہد امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہے۔

۲) دوسری روایت سر مبارک مدینہ منورہ میں بھیجا گیا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور امام حسن رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

۳) بحکم یزید لطراف میں گشت کرایا گیا۔ حاکم عسقلان نے عسقلان میں دفن کرایا جب عسقلان پر نصاریٰ کا تسلط ہوا تو امیر طلائع بن زربک نے تیس ہزار سرخ دینار دے کر سر مبارک برآمد کرایا اور مصر لایا مصر میں دفن کیا گیا۔ مشہد امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہے یہ واقعہ ۵۴۸ھ کا ہے۔ (۸ جمادی الآخر ۵۴۸ھ بروز اتوار)

۴) ایک روایت یہ بھی ہے سلطان صلاح الدین ایوبی نے قراط کو ہلاک کرنے کے بعد سر اقدس کو نکالنے کا فتویٰ پوچھا عطاء نے کہا بار بار کھودنے اور نکالنے سے بے ادبی ہوتی ہے اکثر صوفیائے کرام نے لکھا ہے سر مبارک مصر ہی میں ہے۔ یہیں انوار و برکات دیکھے جاتے ہیں۔

(حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا مزار مبارک دمشق کے قریب بنایا جاتا ہے)

(حضرت علی کرم اللہ وجہ سے منسوب ایک عظیم الشان مزار مبارک افغانستان کے شہر مزار شریف میں مرجعٔ خلاق عالم ہے) بحوالہ ماہنامہ خبرنامہ آئینۂ خلافت مارچ ۲۰۰۴ء)

بیانِ دگر:

ایک روایت ہے کہ سر اقدس کربلا میں مدفون ہے۔ دوسری روایت بقیع شریف میں تیسری روایت دمشق میں چوتھی روایت عسقلان میں۔ جب انگریز نے اس پر قبضہ کیا حکومت مصر کے وزر صالح طلائع نے انگریز حکومت سے سر اقدس حاصل کرنے کی اجازت لی جیسا کہ اوپر بھی درج ہے) قاھرہ میں درگاہ الحسین ایک آبادی جامعہ ازہر کے بالمقابل اور فندق الحسین کے بالکل قریب ہے یہاں نہایت عالی شان مسجد ہے ساتھ امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر اقدس کا روضہ مبارک ہے۔

علامہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے نور الابصار میں امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی طبقات الاولیاء" اور المنن سے اور دیگر کئی مشائخ کے حوالہ سے لکھا ہے۔...... مشہد شریف مصر ہی میں ہے۔

جب عسقلان کے مشہد پسے سر مبارک نکالا گیا تو تر و تازہ تھا ابھی خون خشک نہیں ہوا تھا کستوری کی سی خوشبو آ رہی تھی۔ یہ کرامت ہے کہ شہید کربلا زندہ ہے۔ دورِ حاضر کے عظیم مفکر، مفسر، نامور صوفی علامہ شعرادی مصری کی بھی یہی تحقیق ہے مسجد کے ایک ہال کمرہ میں تبرکات ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قمیض مبارک ریش مبارک کے موئے مبارک، سرمہ ڈالنے کی سلائی، تلوار، عصا، مصحفِ عثمان رضی اللہ عنہ (جو بوقت شہادت آپ رضی اللہ عنہ تلاوت فرما رہے تھے) تبرکات (مخلفات) محفوظ ہیں یہ مقام مصر میں کعبہ کی مانند ہے۔ جنت عدن کی طرح ہے زائر کی ہر تمنا پوری ہوگی (یہ لکھا ہے) بحوالہ چند روز مصر میں از حضرت محب اللہ نوری بصیر پور شریف)

سیدنا امام حسینؓ کی ازواج واولادؓ اور عزیز واقارب

ازدواجؓ:

۱) حضرت آمنہ بنت ابی مرّہ بن عدہ ثقفی رحمۃ اللہ علیہ اولاد حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ شبیہہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا حضرت ابو سفیان کی نواسی اور یزید بن معاویہ کی پھوپھی زاد ہمشیرہ۔

۲) حضرت شہر بانو رضی اللہ عنہا (امّ ولد) اولاد امام علی زین العابدین رضی اللہ عنہ۔

۳) حضرت امّ اسحٰق بنت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ (اوّل نکاح حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے دوسرا نکاح حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے)

۴) حضرت رباب بنت امراء القیس اولاد عبداللہ طفیل رضی اللہ عنہ (علی اصغر رضی اللہ عنہ) سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا حضر رباب رضی اللہ عنہا کی والدہ ہند بنت ربیع بن مسعود۔

۵) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ اولاد محمد رضی اللہ عنہ۔

۶) دختر ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ اولاد فاطمہ صغریٰ رضی اللہ عنہا۔

۷) خاتونِ از قبیلہ بنی قضاعہ۔ اولاد جعفر رضی اللہ عنہ۔ پانچ بیٹے رضی اللہ عنہم تین بیٹیاں رضی اللہ عنہن۔

(بحوالہ خاندانِ نبوت مؤلف حاجی محمد ادریس بھوجیانی سابق امیر جمعیت اہلحدیث ٹوبہ ٹیک سنگھ اشاعت ۱۹۸۵ء)

سیدہ زینبؓ (امام حسینؓ کی بہن):

نہایت دانا، عقلمند، زیرک، متقی، عابدہ، بہادر، فصیح اللسان، نکاح چچا زاد بھائی عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے ہوا اولاد میں علی رضی اللہ عنہ وعون الاکبر رضی اللہ عنہ؟ عباس رضی اللہ عنہ اور محمد (چار صاجزادے) اور ایک صاحزادی امّ کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں۔ کربلا

کے نازک موقع پر قدم قدم پر بھائی کی مدد کی۔ اسیران کے ساتھ دمشق لے جایا گیا۔ کوفہ میں نہایت جرأت و فصاحت و بلاغت سے اظہار حقیقت کیا، فرمایا" خدا کرے تم ہمیشہ روتے رہو" تم پر اللہ کا غضب اور عذاب ہو۔ آخرت میں کوئی تمہارا مددگار نہ ہوگا"۔ روضہ مبارک (مزید حال سیدہ فاطمہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کے ہمراہ لکھا ہے) سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا روضۂ اقدس دمشق میں بھی ہے جو دنیا کی چند قیمتی خوبصورت عمارات میں سے ایک ہے ممکن ہے آپ کے قیام کے باعث روضہ تعمیر کیا گیا ہو یا سادات میں سے کوئی اور زینب ہوں۔ کیونکہ اہل تحقیق کے مطابق روضہ اطہر قاہرہ میں ہے امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "بلاشبہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اسی مقام پر آسودہ ہیں قریب ہی حضرت محمد انور رضی اللہ عنہ کا مزار اور مسجد ہے آپ حضرت زید بن ابلج رضی اللہ عنہ بن امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کے عم محترم ہیں۔ (بحوالہ "چند روز مصر میں")

سیدہ سکینہؓ بنت امام حسینؓ:

مذکورہ مقامات کے قریب ہی امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کا مزار اقدس ہے ان سے اور ان کی والدہ رباب رضی اللہ عنہا سے حضرت امام رضی اللہ عنہ کو خاص الفت تھی لفظ سُکَینہ ہے۔ یہ لقب ہے اور نام آمنہ ہے۔ خوبصورت، خوب سیرت، مہمان نواز، شعر و ادب کے ساتھ گہرا تعلق نہایت فصیحہ و بلیغہ۔ نکاح امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا جو کہ رخصتی سے قبل ہی میدان کربلا میں شہید ہوئے بعد ازاں ان کی شادی مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوئی ۶ ربیع الاول ۱۲۶ھ بروز جمعرات مصر میں وصال فرمایا۔ اور سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کے روضہ کے قریب تدفین ہوئی۔ اہل مصر حاضری دیتے ہیں قدرے بلند آواز سے عرض کرتے ہیں۔

المدد یا سیدنا سکینہ سلام اللہ علیک

آگے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے بیٹے سیدی علی جعفر رضی اللہ عنہ کا روضہ مبارک ہے انہوں نے احادیث روایت کی ہیں وصال ۲۱۰ھ آگے سیدہ عاتیقہ رضی اللہ عنہا عمہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے۔

قریب ہی امام ابن سیرین رضی اللہ عنہ کا مقام ہے۔ اصحاب رضی اللہ عنہم سے احادیث لیں۔ تقویٰ میں بے مثل تھے خواب کی تعبیر میں مکمل مہارت رکھتے تھے وصال ۹ شوال ۱۱۰ھ کتاب خوابوں کی تعبیر بہت مشہور اور صحیح ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بوقت وصال وصیت فرمائی کہ محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ مجھے غسل دیں اور نماز جنازہ پڑھائیں۔ اس وقت جیل میں تھے۔ حاکم شہر سے اجازت لے کر تشریف لائے غسل اور تجہیز و تکفین کے بعد جنازہ کی نماز پڑھائی اور اہل خانہ سے ملے بغیر واپس چلے گئے۔

محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ:

آپ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ والدہ خولہ بنت جعفر کا تعلق قبیلہ بنی حنفیہ سے تھا اسی نسبت سے محمد بن حنفیہ کے نام سے مشہور ہوئے نہایت سربرآوردہ شخصیت فصیح و بلیغ اور کتاب و سنت کے ممتاز عالم تھے بہادر اور صاحب قوت تھے۔ مدینہ منورہ میں بعمر ۶۵ برس ۸۰ھ یا ۸۱ھ میں وصال فرمایا۔ رافضیوں کے ایک گروہ کا عقیدہ ہے کہ آپ ابھی زندہ ہیں اور آخری زمانہ میں ظاہر ہوں گے۔

ان کا مختصر حال اولاد امجاد حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے ضمن میں بھی لکھا ہے اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے دیگر برادران رضی اللہ عنہم کا حال بھی اسی مقام پر ذکر خیر 3/4 میں درج ہے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا مختصر ذکر بطور تبرک:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے فیصلے میں آپ معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حکم مقرر ہوئے تھے وصیت فرمائی "جب دفن کر چکو تو قبر کے گرد اتنی دیر ٹھہرنا جتنی دیر اونٹ کے ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے تا کہ تمہارے قرب سے مجھے اُنس ہو۔...... (مسلم شریف جلد ۱) ۴۳ھ میں شب عید الفطر بعمر ۹۰ سال مصر میں فوت ہوئے جبلِ مقطم میں تدفین ہوئی کتب سابقہ میں اس پہاڑ کی فضیلت آئی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم سے اس پہاڑ کو مسلمانوں کا قبرستان بنا دیا گیا۔ اس میں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن حارث زبیدی رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن خدافہ سہمی رضی اللہ عنہ، ابو بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ، عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے مزارات ہیں۔

(مصر میں چند روز۔ از حضرت محمد محب اللہ نوری)

سیدنا امام زین العابدینؓ (چوتھے امامِ طریقت)

اسم مبارک علی رضی اللہ عنہ بوجہ کثرت عبادت زین العابدین، سجاد، ذوثفنات لقب پڑ گئے تھے۔ واقعہ کربلا میں عمر مبارک ۲۲ یا ۲۳ سال تھی۔ ۵ شعبان ۳۸ھ میں ولادت طیبہ ۹۴ھ یا ۹۵ھ میں وصال۔ والدہ بنت یزدجرد نام سلافہ المعروف بہ شہر بانو جو عہد عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں اسیر ہو کر آئی تھیں۔

نسلِ پاک چھ فرزندوں سے باقی ہے محمد باقرؒ، عبد اللہ الباہرؒ، زید الشہیدؒ، عمرؒ الاشرف حسین الاصغر رضی اللہ عنہم دو بیٹیاں ام کلثوم اور خدیجہ رضی اللہ عنہما۔

تعداد اولاد میں مختلف روایات ہیں۔ (۱۱ بیٹے اور چار بیٹیاں بمطابق بعض کتب)

اپنے والد ماجد امام حسین رضی اللہ عنہ سے تعلیم و تربیت پائی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سیدہ

عائشہ رضی اللہ عنہا، سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا، ابن عباس رضی اللہ عنہ، جابر رضی اللہ عنہ، امام حسن رضی اللہ عنہ، امام حسین رضی اللہ عنہ، سیدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے احادیث حاصل کیں روزانہ ایک ہزار رکعت نفل ادا کرتے۔ ارشادِ سعید بن میتب رضی اللہ عنہ ''میں نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے زیادہ خشیت الٰہی رکھنے والا کوئی انسان نہیں دیکھا''۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ آپ رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے تو رو پڑتے...... وضو کے دوران رنگ زرد ہو جاتا نماز میں کانپتے تھے بوجہ خوف۔ ''تم کیا جانو! کس کے حضور پیش ہوتا ہوں''

دعا فرماتے ''تیرا بند تیری بارگاہ میں حاضر ہے تیرا سائل تیری بارگاہ میں حاضر ہے تیرا فقیر تیری بارگاہ میں حاضر ہے''۔

صدقہ وخیرات اور جود وعطا میں بھی اپنے والد گرامیؓ اور نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کے مظہر اتم تھے۔

حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم سے کمال درجہ کی محبت تھی فرماتے ''ان دونوں حضرات رضی اللہ عنہم کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہر حیات میں جو مقام و مرتبہ تھا۔ وصال کے بعد بھی وہی درجہ ہے''۔

ایک بار چند عراقی آپ کی خدمت میں آئے خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازیبا کلمات کہے۔ فرمایا ''تم اسلام کا تمسخر اڑاتے ہو یہاں سے نکل جاؤ اللہ تعالیٰ تم سے سمجھے''۔

ایک خاص واقعہ:

ہشام بن عبد الملک ایک سال حج کے لئے آیا ہجوم کی وجہ سے حجرِ اسود کو بوسہ نہ دے سکا۔ ممبر پر خطبہ کے لئے کھڑا ہوا۔ اس وقت حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ طواف کے بعد حجرِ اسود کی طرف ہوئے تمام لوگوں

نے ازراہِ تعظیم حجرِ اسود کا گرد چھوڑ دیا۔ پیچھے ہٹ گئے اہل شام سے ایک آدمی نے ہشام کو ورغلایا۔ ہشام نے کہا میں اسے نہیں جانتا۔ فرزدق رحمۃ اللہ علیہ شاعر وہاں کھڑا تھا۔ کہا میں جانتا ہوں۔ پوچھا وہ کون ہے؟ فرزدق نے کہا غور سے سنو۔ شعر کہنے شروع کیے۔ ''یہ محترم ہستی ہے بہترین بندے کا فرزند ہے۔ پاکیزہ سیرت ہے تو اس ذات وصفات سے جاہل ہے وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا فرزند ہے۔ اس کی ذات میں تمام فضائل حمیدہ اور جود وسخا کا خاتمہ ہو گیا ہے۔

جد امجد افضل الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کی صفات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفات سے پھیل رہی ہیں اس کے ہاتھ موسلا دھار بارش ہیں جن کے فیوض عام ہیں...... اس کی محبت عین دین ہے اس کا بغض کفر ہے روئے زمین پر سب سے افضل ہے''۔

یہ سن کر ہشام غضبناک ہوا۔ فرزدق کی گرفتاری اور قید کا حکم دیا۔ امام رحمۃ اللہ علیہ نے بارہ ہزار دینار فرزدق کو بھجوائے جب کہ وہ قید میں تھا۔ فرزدق نے واپس کر دیئے میں نے مدح سرائی طلبِ زر کے لئے نہیں کی۔ فقط رضائے الٰہی کے لئے امام رضی اللہ عنہ نے وہ روپے پھر بھیجے فرمایا'' اگر تجھے ہم سے محبت تو بطور تحفہ قبول کرو۔ تب فرزدق رحمۃ اللہ علیہ نے رکھ لئے۔ (کشف المحجوب)

زمانہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں جب استیصال مملکت ایران ہوا تو حضرت شہر بانوں یزدجرد شاہ ایران کی صاحزادی مدینہ منورہ میں لائی گئیں اور ان کے ہمراہ سو ۱۰۰ کنیز تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مع سو کنیزوں کے شہر بانو کو بہ پاس وقار خاندن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ جب شہر بانو رضی اللہ عنہا دولتِ مواصلت امام رضی اللہ عنہ سے مشرف ہوئیں تو آپ نے اپنی پچاس لونڈیاں اسی خوشی میں آزاد فرما دیں۔ پھر جناب امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی ولادتِ طیبہ ہوئی تو چالیس کنیزیں آزاد کیں۔ اب صرف دس لونڈیاں آپ کے پاس تھیں جن میں شیرین

بھی تھیں۔ جو نہایت حسین جمیل عاقلہ فرزانہ تھیں۔ حضرت شہر بانو رضی اللہ عنہا نے شیرین کو حضرت امام کی خدمت میں پیش کیا۔اور عرض کی یہ حضور کی نذر ہے اور آپ کی ملک ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قبول فرما کر شیریں کو کو آزاد فرما دیا۔ اس وقت شہر بانو نے خلعت فاخرہ شیریں کو پہنایا۔ بعد آزادی بھی یہ شہر بانو کی خدمت میں رہیں۔ کربلا میں خواتین حرم کے ساتھ تھیں۔

اسیرانِ کربلا رضی اللہ عنہ کا قافلہ جب حلب کے علاقہ میں کوہِ معمورہ ایک موضع میں پہنچا اسی شہر کا رئیس عزیز نامی یہودی تھا۔ اس نے شب کو خواب میں دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام اشکبار تشریف فرما ہیں۔ فرمایا عزیز! نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے ہیں اور ان کے رفقا کے سر مع امام رضی اللہ عنہ کے سروں کے تیرے موضع کے قریب ہیں۔ تو جا ہمارا اسلام پہنچا۔ اس صلہ میں امام رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ کنیز شریں تیرے نکاح میں آئے گی۔

جب قافلہ معمورہ کے پاس تھا۔ شیریں یہ سوچ کر کہ حریم عفت پناہ کے کپڑے میلے اور پھٹ چکے ہیں ارادہ کیا کہ معمورہ میں جا کر زیور فروخت کروں اور کپڑے لاؤں دروازہ معمورہ پر آئیں۔ عزیز دروازے پر آیا۔ اور رات والا واقعہ متعلقہ زیارت و پیغام بشارت سنایا۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عزیز آیا سلام پہنچایا۔

مشرف بہ اسلام ہوا۔ امام رضی اللہ عنہ نے شیریں رضی اللہ عنہا سے عزیز کا عقد فرمایا۔ اس واقعہ سے تمام اہالیانِ معمورہ مسلمان ہوئے۔ (بس واقعہ صرف اتنا ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ ہے سراسر غلط ہے۔ جو غلط مراثی خوانوں سے لیا گیا ہے)

(ماخوذ۔ اختصار شدہ۔ از ''اوراقِ غم'' مصنف جناب ابو الحسنات سید محمد احمد قادری رضوی اشرفی چشتی نثاروی شہدی الوری لاہور خلف امام ابو محمد دیدار علی

شاہ صاحب نقشبندی قادری چشتی مشہدی عِشِیہ)

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی شہزبانو رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہیں اور وہ حضرت مثنّٰی بن امام حسن رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ عوام و خواص اور دوست دشمن کسی کو بھی آپ کے کمالات وفضائل میں شک نہیں۔

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ وارث نبوت اور ہادیٔ امت ہیں۔ بہت زیادہ عبادت و ریاضت کرنے والے ہیں کشف وکرامت میں آپ کا مرتبہ بہت بلند۔ راست بازی کے مجسمہ تھے۔ فرماتے تھے "روایاتِ خاندانِ نبوت کی حفاظت ہمارا نصب العین ہے" (کشف المحجوب)

واقعہ: خلق عظیم:

قاتلین شہدائے کربلا میں سے ایک شخص اشتہاری مجرم تھا۔ بھگوڑا ہوا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کئی دن رہا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خاطر تواضع اور مہمان نوازی خوب فرمائی۔ جب جانے لگا تو کہا آپ نے مجھے پہچانا نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا پہچانا ہے۔ کربلا میں تمہارا کردار تھا اور یہاں ہمارا کردار ہے۔

حضرت زید بن امام زین العابدین رضی اللہ عنہما ان کا مزار بمطابق امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ مصر میں ہے۔ سیرت طیبہ میں اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ کے مظہر اتم تھے۔ ولادتِ پاک مدینہ شریف میں حضرت ابان رضی اللہ عنہ اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے احادیث لیں امام زہری رحمۃ اللہ علیہ ایسے امام المحدثین کا شمار آپ رضی اللہ عنہ کے تلامذہ میں ہوتا ہے۔ کتب صحاح ستہ میں ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں آپ کی مرویات موجود ہیں۔ بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے زید رضی اللہ عنہ کو ان کے خاندان کی عظیم روایات کا حامل پایا۔

بنوامیہ کے حکمران ہشام بن عبدالملک کی پالیسیوں سے آپ کو اتفاق نہ تھا۔ اس کے خلاف خروج کا رادہ فرمایا بہت لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ عراق کے گورنر یوسف بن عمر ثقفی کو خبر ہو گئی اسی نے جامع مسجد کوفہ میں لوگوں کو جمع کر لیا۔ اور محصور کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا گیا[1] تیر پیشانی پر لگا وصال ہو گیا عقیدت مندوں نے ایک جگہ آپ کو دفن کیا۔ یوسف نے لاش نکلوا کر سر کٹوایا سر مبارک ہشام کے پاس بھیجا جسم مبارک سولی پر لٹکایا گیا۔ چار سال تک جسم مصلوب رہا۔ لٹکانے سے قبل جسم اطہر برہنہ کر دیا گیا۔ اللہ کے حکم سے اسی رات ان پر مکڑی نے جالا تن دیا ستر لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو گیا۔ (روفتۃ الشہداء جلد دوم)

چہرہ قبلہ کی مخالف سمت رکھا مگر ستون فوراً پھر گیا۔ ہشام نے سرِ انور مصر بھجوایا جامع مسجد کے ممبر پر رکھوایا تاکہ حکومت کا رعب قائم ہو۔ اہل بیت رضی اللہ عنہم کے عقیدت مندوں نے موقع پا کر سر مبارک کو دفن کر دیا۔ بعد ازاں مسجد اور روضہ تعمیر ہوا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کی محبت حضرت شیخین رضی اللہ عنہ سے بے حد زیادہ تھی فرماتے اصحابِ ثلاثہ رضی اللہ عنہ کا دشمن حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دشمن ہے حافظ ابن عساکر علیہ رحمۃ اللہ روایت کرتے ہیں حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا" خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہ سے دشمنی اور اظہار برأت حضرات ثلاثہ رضی اللہ عنہ سے اظہار برأت ہے آدم بن عبد اللہ خثمی علیہ رحمۃ اللہ نے پوچھا...... السّابقون السّابقون اولٰئك المقربون ٥ سے کیا مراد ہے؟۔

فرمایا: اس سے مراد حضرات ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہم ہیں فرمایا گر شیخین رضی اللہ عنہ کی اوّلیت کو تسلیم نہ کروں تو مجھے اپنے جدّ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت

---

[1] یوسف ثقفی آپ کے مقابلہ کیلئے لشکر لایا۔ سب لوگ آپ کو چھوڑ کر بھاگ گئے فرمایا فَقَضُوْنَا الْیَوْمَ۔ اس دن سے رافضی کا لفظ نکلا۔

نصیب نہ ہو" (مختصر تاریخ ابن عساکر جلد ۹)

قاتلین حضرت زیدؓ کا انجام:

قاتل جلدی انجام بد کو پہنچے چنانچہ جب بنو عباس نے دمشق پر قبضہ کیا تو دمشق کے ہر دروازے پر یوسف بن عمر کے جسم کے ٹکڑے پڑے تھے۔ بنو عباس کے پہلے خلیفہ سفاح نے ہشام بن عبدالملک کو قبر سے نکلوا کر اس کی لاش کو کوڑے لگوائے اور پھر آگ میں جلایا۔ مزار شریف مصر (قاہرہ) ہی میں ہے مگر روضہ پر امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا نام مبارک لکھا ہے حالانکہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک مدینہ شریف جنت البقیع شریف میں ہے متصل مزارِ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا۔ (چند روز مصر میں مصنف حضرت صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری بصیر پور شریف اکاڑہ اشاعت محرم الحرام ۱۴۲۰ھ اپریل ۱۹۹۹ء)

بحوالہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد دوم: زید الشہید رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ اُمّ ولد تھیں (امّ ولد: وہ کنیز جس کی اولاد اس کے آقا سے پیدا ہوئی ہو)

شہادت حضرت زید رضی اللہ عنہ ۵ اصفر ۱۲۱ھ ان کے چار فرزند تھے۔ یحیٰ رضی اللہ عنہ اٹھارہ سال کی عمر میں شہید ہوئے ان کی ایک دختر تھی۔ باقی تین فرزندوں حسین ذی الدمعہ رحمۃ اللہ علیہ۔ عیسیٰ موتم الاشیال محمد سے نسل جاری ہے۔ حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد ترمذی کہلاتی ہے۔ عیسیٰ رضی اللہ عنہ کی نسل چار فرزندوں سے جاری ہے۔

(احمد رضی اللہ عنہ زید رضی اللہ عنہ محمد رضی اللہ عنہ حسین رضی اللہ عنہ)

دوسرے بیٹے عمر الاشرف بن امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ان کی نسل علی الاصغر سے جاری ہے نسل کثیر باقی ہے۔

تیسرے صاحبزادے حسین الاصغر بن امام زین العابدین رضی اللہ عنہ: ایک بیٹے سے نسل جاری ہے ایک بیٹے کے آگے پانچ بیٹیوں سے نسل جاری ہے۔ عبداللہ

الباہر رضی اللہ عنہ۔

پانچویں بیٹے عبد اللہ الباہرین امام زین العابدین رضی اللہ عنہ (یہ دراصل دوسرے صاحبزادے ہیں) نسل جاری ہے۔

چھٹے لخت جگر حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ

حضرات اہل بیتؓ جو ائمہ طریقت ہوئے ہیں

سیدنا امام زین العابدین کے صاحبزادے سیدنا امام باقرؒ پانچویں امام:

ولادت مدینہ شریف ۳۰ صفر ۵۷ھ نام محمد کنیت ابو جعفر لقب باقر۔ ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ بن حسین بن علی ابی طالب رضی اللہ عنہم آپ علوم کی باریکیوں اور کتاب اللہ کے نکات بیان کرنے میں مخصوص تھے۔ کرامات مشہور و روشنؓ ہیں ایک بار خلیفہ نے آپ کو مار ڈالنے کے ارادے سے طلب کیا لیکن جب آپ فرستادہ کے ساتھ دربار میں گئے تو خلیفہ نے آپ کی بے حد تعظیم و تکریم کی۔ اور تکلیف کے لئے عذر خواہی کے بعد آپ کو تحفہ و ہدیہ دیا اور حسنِ سلوک سے رخصتکیا بعد میں درباریوں نے کہا ''آپ نے تو انہیں ہلاک کرنے کے ارادے سے بلایا تھا؟''

• خلیفہ نے کہا امام موصوف جب میرے قریب پہنچے تو آپ کے ساتھ آپ کی دونوں جانب ایک ایک شیر تھا شیر مجھے کہہ رہے تھے اگر تو نے آپ کے ساتھ کوئی برا سلوک کیا تو ہم فی الفور تجھے ہلاک کر دیں گے۔

ایک آیت کریمہ کی تفسیر آپ اس طرح فرمایا کرتے تھے ''دنیا کی کوئی بھی ہستی یا کوئی چیز جو تجھے اللہ تعالیٰ کے عشق و تعلق سے غافل و بیگانہ کر دے وہ تیرا شیطان ہے''۔ آیت کریمہ یہ ہے......

فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْ بِاللّٰہ............

ساری ساری رات یادِ الٰہی میں گزارتے (خلاصہ ومفہوم) عربی زبان میں مناجات فرماتے۔(بحوالہ کشف المحجوب شریف)

باقر العلوم، وافر الحلم، جلیل القدر تھے۔صحیح مسلم میں ان کی حدیث عن جابر رضی اللہ عنہ دربارۂ حج موجود ہے جس سے دوسو کے قریب مسائل مستخرج ہوتے ہیں صحاح وسنن میں ان کی مرویات ملتی ہیں۔

وصال ۱۱۴ھ میں ہوا۔جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ان کی نسل صرف امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے جاری ہے۔ ان کی والدہ امّ عبد اللہ بنت امام حسن رضی اللہ عنہ ہیں۔

والدہ کا اسم گرام فاطمہ (امّ عبداللہ)۔ ''باقر'' بمعنی چیرنا پھاڑنا آپ علوم کے حقائق کھول کر بیان فرماتے تھے (خاندانِ مصطفیٰ)

فرمایا ''میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس ملاقات کے لئے گیا۔ یہ صحابی تھے اور آنکھیں نظر سے محروم ہو چکی تھیں۔ میں نے السلام علیکم کہا۔انہوں نے جواب دیا۔ اور پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا '' محمد بن علی رضی اللہ عنہ بن امام حسین رضی اللہ عنہ بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ''۔فرمایا ''بیٹا میرے پاس آؤ'' میرا ہاتھ پکڑا اور چوم لیا۔ان پر رقت طاری ہوگئی انہوں نے مجھے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے نام سلام بھیجا ہے میں نے کہا '' السلام عَلَی الرَّسول اللہ و برکاۃ'' ۔اور کہا '' میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' جابر شاید تم اس دن تک زندہ رہو جب میرے فرزندوں میں سے ایک فرزند تمہارے پاس آئے گا۔جس کا نام محمد بن علی رضی اللہ عنہ بن حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ ہو گا۔اللہ تعالیٰ اس بیٹے کو انوارِ حکمت سے نوازے گا اسے میرا اسلام پہنچانا''۔

ہشام بن عبد الملک کا محل زیر تعمیر تھا۔ امام باقر رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ کر فرمایا ''واللہ یہ محل برباد ہونے کے لئے بن رہا ہے'' ہشام کی وفات کے بعد ولید بن ہشام نے حکم دیا اس محل کو مسمار کر کے اس کے ملبہ کو یہاں سے اٹھالیا جائے۔ ایسا ہی کیا گیا۔

امام کا غسل امام ہی دیا کرتا ہے۔ حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کو غسل آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی نے دیا حسب وصیت۔

ابو بصیر رحمۃ اللہ علیہ نابینا خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے اپنا ہاتھ ان کی آنکھوں پر پھیرا تو ابو بصیر رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ (خلاصہ ومفہوم)

فرمایا ''بتاؤ دینا میں آنکھیں بینا رکھنا چاہتے ہو یا محشر میں'' ابو بصیر نے حشر کو ترجیح دی دوبارہ ہاتھ پھیرا وہ نابینا ہو گئے۔ اور جنت کے لئے دعا کرائی۔

ابن عکاشہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے حکم سے ستر دینار میں ایک کنیز (خوبصورت) خریدی جو کنواری تھی اور امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے نکاح کر دیا۔ امام باقر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ لونڈی برکت کی کان ہے چنانچہ اسی سے امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ (طویل واقعہ مختصراً لکھا۔ ہے)

اولاد امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ' قاسم رحمۃ اللہ علیہ' حسن رحمۃ اللہ علیہ' ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ، ابو تراب رحمۃ اللہ علیہ، سید زید رحمۃ اللہ علیہ، ثابت رحمۃ اللہ علیہ۔ (ریاض الانساب)

نوٹ: چوتھے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی والدہ شہر بانو رضی اللہ عنہا، تھیں۔ شہر بانو رضی اللہ عنہا، کی بہن محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہما، کے نکاح میں تھیں اور ایک بہن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت سالم رضی اللہ عنہ تھے۔

(بحوالہ خاندانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مصنف سید سعید الحسن صاحب مدظلہ)

چھٹے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حال ذکر خیر ۵ باب پنجم میں لکھا ہے یہاں صرف برائے حصولِ برکات مزید چند جملے:

ان کی والدہ ام فردہ رضی اللہ عنہا، جو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے قاسم الفقیہ کی بیٹی ہیں۔ ام فردہ رضی اللہ عنہا کی والدہ اسماء بنت عبدالرحمٰن بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم ہیں۔ اسی لئے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فخر سے فرمایا کرتے تھے وَلَدَنِي أَبُوبَكْر مَرَّتَيْنِ مجھے ولادت میں ابوبکر سے دوہرے واسطے ہیں۔ (یعنی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پوتے اور پوتی دونوں سے نسب ملتا ہے) کثیر الفیوض تھے۔ احادیث وسنن میں ان کی مرویات اور فتاویٰ موجود ہیں۔ ولادت ۱۳ ربیع الاول ۸۳ھ وصال ۱۴۸ھ مزار بقیع شریف میں ہے۔ ان کے پانچ فرزند جن سے نسل جاری ہے۔ موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ اسمٰعیل، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ محمد المامون رضی اللہ عنہ، اسحٰق رضی اللہ عنہ۔

(رحمۃ للعلمین جلد دوم)

"صاحب حال، نیک سیرت، ظاہری وباطنی خصائل نہایت پسندیدہ وحمیدہ، ان کی کتب مشہور ہیں، داؤد طائی علیہ الرحمۃ آپ کے پاس تشریف لائے اور کہا مجھے نصیحت فرمایئے۔ فرمایا: تو اپنے زمانے کا یکتا زاہد ہے۔ مجھ سے نصیحت طلب کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا "اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند! آپ کو تمام مخلوقات پر بزرگی اور فضیلت ہے۔" فرمایا "مجھے خوف ہے کہ قیامت کے دن میرے جد بزرگوار صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس پر گرفت نہ کریں کہ تو نے میرے اسوہ حسنہ کی پیروی پوری طرح کیوں نہ کی تھی۔ اس فرض کی تعمیل محض حسب ونسب سے نہیں ہوسکتی روشن کردار سے ہوتی ہے۔ طائی رحمۃ اللہ علیہ نے رونا

شروع کر دیا۔

ایک دن غلاموں سے فرمایا "آؤ باہم عہد کریں جو بخشا جائے وہ دوسروں کی شفاعت کرے۔" غلاموں نے عرض کی" آپ کو ہماری شفاعت کی کیا ضرورت ہے؟" فرمایا:

"میں اپنے اعمال کے باعث شرم وندامت کی وجہ سے قیامت کے روز اپنے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہیں سکوں گا شفاعت تو بعید کی چیز ہے۔"

(کشف المحجوب)

ایک دن خلیفہ عباسی المنصور ابو جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب نے آپ کو دربار میں طلب کیا اور اپنے حاجب کو حکم دیا جونہی وہ داخل ہوں قتل کر دیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ آکر خلیفہ کے پاس بیٹھ گئے پھر واپس چلے گئے۔ خلیفہ نے حاجب سے پوچھا تم نے اپنا کام کیوں نہیں کیا۔ کہا خدا کی قسم "مجھے قطعاً علم نہیں ہے کہ حضرت امام رضی اللہ عنہ کب دربار میں آئے اور کب واپس گئے۔"

ایک خاص واقعہ:

ایک بار خلیفہ المنصور کا ایک قریبی دوست آیا۔ خلیفہ کو متفکر پایا۔ وجہ دریافت کی، خلیفہ نے بتایا میں نے سینکڑوں علویوں کے موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ مگر امام جعفر صاحب رضی اللہ عنہ ابھی تک زندہ ہیں۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا۔ اور حکم دیا کہ جب آئیں قتل کر دیا جائے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ تشریف لائے منصور کا محل کانپنے لگا۔ زلزلہ آیا۔ المنصور پابرہنہ آپ رضی اللہ عنہ کے استقبال کو دوڑا۔ تخت پر بٹھایا خود دست بستہ نیچے بیٹھا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ باہر آگئے خلیفہ آدھی رات تک بے ہوش رہا۔ ہوش آنے پر قریبی دوست نے وجہ پوچھی کہا جب امام رضی اللہ عنہ تشریف

لائے میں نے ایک اژدھا دیکھا، جس کی زبان کا ایک سرا محل کے فرش پر تھا دوسرا چھت پر وہ زبان سے کہہ رہا تھا۔ اگر امام رضی اللہ عنہ کو تکلیف پہنچی تو تمہیں اور تمہارے محل کو تباہ کر دیا جائے گا۔"

ساتویں امام طریقت حضرت امام موسیٰ کاظمؒ:

نام موسیٰ رضی اللہ عنہ کنیت ابوالحسنؒ لقب کاظمؒ ولادت باسعادت ۱۰ صفر اتوار ۱۲۸ھ مقام ابواء جو مابین مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ، والدہ ماجدہ ام ولد حمیدہ بربری رضی اللہ عنہا خلیفہ المہدی بن منصور نے آپ کو بغداد شریف طلب کیا۔ گرفتار کر کے جیل بند کر دیا۔ خواب میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ نے فرمایا: مہدی!

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اَنْ تَوَلَّيْتُمْ فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ ط

ربیع کہتے ہیں خلیفہ نے مجھے آدھی رات طلب کیا اور کہا ابھی امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ جیل سے لاؤ۔ میں لایا تو خلیفہ نے گلے لگا کر پاس بٹھا لیا۔ اور خواب کا واقعہ پیش کیا اور کہ آپ خروج نہ کریں۔ تاکہ میری خلافت قائم رہے فرمایا: "واللہ میں نے ہرگز خروج نہیں کیا اور نہ کروں گا" مجھے اس دنیا کی خلافت سے کوئی مطلب نہیں ہے" خلیفہ نے دس ہزار دینار دے کر مدینہ منورہ کی تیاری کروادی۔

دوسری بار پھر دشمنانِ اہل بیت نے ہارون رشید بن المہدی کے کان بھرے اس پر خلیفہ ہارون رشید نے امام رضی اللہ عنہ کو بغداد بلا لیا۔ اور جیل میں ڈالا۔ آخر کار خلیفہ کے حکم سے یحییٰ بن خالد نے زہر کھجوروں میں ملا کر امام رضی اللہ عنہ کو دیں آپ نے کھانے کے بعد فرمایا: "آج اہل بیت کے دشمن نے مجھ کو زہر دیا ہے۔ ۶ رجب ۸۳ھ کو بمقام بغداد وفات پائی۔

اولاد ۲۲ یا ۲۳ بیٹے اور ۳۷ بیٹیاں تھیں۔ (سیرۃ رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم اور خاندانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم)

امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ زاہد متقی شب بیدار مجسم، خشیت الٰہی پیکر صبر ورضا اور مستجاب الدعا حلیم بردبار میں یکتا ہے۔ امام رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ابوعبداللہ تواب رضی اللہ عنہ کے ۱۲۰ بچے تھے۔

سلطان الہند خواجہ بزرگ سید معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ اجمیری المتوفی ۶ رجب ۶۳۲ھ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ ہی کی اولاد ہیں۔

(رحمۃ للعٰلمین جلد دوم اور خاندانِ نبوت)

آٹھویں امام علی الرضاؒ:

علی نام رضا لقب ابوالحسن کنیت بروز بدھ ولادت ۱۴۸ھ وفات ماہ صفر ۲۰۳ھ ان کی نسل صرف محمد الجواد رضی اللہ عنہ سے جاری ہے۔

خواب: ایک رات حضرت حمیدہ بربری رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی کنیز تخمینہ کو اپنے بیٹے موسیٰ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دے دو اس سے بیٹا (علی رضا) پیدا ہوگا جو روئے زمین کے بہتر انسانوں سے ہوگا۔

خلیفہ مامون الرشید عباس نے امام علی رضا رضی اللہ عنہ کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ کچھ عرصہ بعد درباریوں نے بغض وحسد کا طوفان برپا کر دیا۔ اور متفق ہو گئے کہ امام علی رضا کا استقبال نہ کیا جائے...... مگر آپ کی کرامت دیکھ کر قائل ہو گئے۔

ایک عرصہ تک بارش نہ ہوئی...... حضرت امام رضی اللہ عنہ اتوار کے روز ایک صحرا میں نکلے بارش کیلئے دعا فرمائی بہت بارش ہوئی۔ مامون الرشید کا ایک مقرب دلی عہدی کی تمنا دل میں اور حسد کا بوجھ لئے کہنے لگا آپ نے خلافت بنوعباس سے حضرت علی رضا رضی اللہ عنہ کے گھر بھیج دی ہے حالانکہ یہ لوگ بنوعباس کے بدخواہ میں۔ خلیفہ نے کہا امام رضی اللہ عنہ کے عقیدت مندوں کو میں آہستہ آہستہ علیحدہ کر دوں گا اور کسی عباسی کے ہاتھوں قتل کرادوں گا۔ ایک درباری حاسد نے کہا خلیفہ کے دربار میں

قالین پر شیروں کی تصویر زندہ کر کے دکھاؤ...... حضرت امام رضی اللہ عنہ جلال میں آ گئے۔ شیر بن گئے (تصاویر) فرمایا کہ اہلبیت کے دشمن کو پکڑ لو۔ شیروں نے اس کی ہڈیاں توڑ ڈالیں۔ خلیفہ ماموں سہم گیا۔ اور شیروں نے عرض کیا اگر آپ حکم دیں اس منافق غدار خلیفہ کو ختم کر دیں۔ فرمایا اللہ کو اس کی زندگی مطلوب ہے۔

بالآخر حضرت امام رضی اللہ عنہ کو انگوروں میں زہر ملا کر دی گئی۔

مشہد ایران میں ہے:

''خواب میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: امام علی رضا رضی اللہ عنہ بہترین مولود، مزار ایران میں ہے''
(خاندانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مصنف علامہ شیخ لافقہ سید سعید الحسن شاہ)

نویں امام محمد الجواد علیہ السلام (مزار عراق میں):

اسم گرامی محمد، کنیت: ابوجعفر، لقب: تقی اور جواد تھا۔

ولادت سعید رجب ۱۹۵ھ مدینہ طیبہ میں۔ والدہ ماجدہ خیرزان یا ریحانہ رضی اللہ عنہا یہ ام المؤمنین ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے تعلق رکھتی تھی۔

آپ کے علم وفضل کا شہرہ دنیائے اسلام میں پھیل گیا۔ خلیفہ مامون الرشید نے اپنی بیٹی ام الفضل کا نکاح آپ سے کر دیا۔ ہر سال ایک ہزار دینار بھی مدینہ شریف بھیجتا تھا۔

مدینہ شریف جاتے ہوئے حضرت امام محمد خواد رضی اللہ عنہ اور اہلیہ چند روز کوفہ میں ٹھہرے۔ ایک مسجد کے صحن میں بیری کا درخت ھا۔ آپ نے پانی کا کوزہ طلب کیا۔ پیا اور بقیہ درخت کی جڑوں میں ڈالا۔ خود نماز میں مشغول ہوئے۔ وہ درخت پھل سے بھر گیا۔ پھل میٹھا اور بغیر گٹھلی کے تھا۔

خلیفہ مامون کی وفات کے بعد اس کا بھائی معتصم باللہ خلیفہ بنا اس کے حکم پر امام محمد الجواد رضی اللہ عنہ کو زہر دیا گیا۔ ذوالحجہ ۲۲۱ھ میں بوجہ زہر شہادت پائی۔

مرقد مبارک سر من رای اولاد: امام علی الہادی رضی اللہ عنہ موسیٰ المبرقع رضی اللہ عنہ سے نسل جاری ...... سرّ مَنْ رائی ...... ہے۔ عظیم ترین اخلاق حسنہ کے حامل تھے رضی اللہ عنہ لکھنو، پانی پت، سامانہ، میں نسل پائی جاتی ہے۔

دسویں امام طریقت از اہلبیت نبوت امام علی النقیؒ:

علی نام عسکری لقب، ہادی ونقی علَم، ابوالحسن کنیت سر من رَائی میں بعمر ۴۱ سال ۶ ماہ وفات پائی۔ ولادت نصف ذی الحجہ ۲۱۲ھ وفات ۲۶ جمادی الآخر ۲۵۴ھ دو فرزندوں ابوعبداللہ جعفر کذاب رضی اللہ عنہ اور حسن عسکری رضی اللہ عنہ سے نسل جاری ہے۔ ان کی اولاد میں سے ایک صاحب ۱۲۰ بچوں کے والد تھے۔ قطب الاقطاب خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ انہی کی نسل سے ہیں۔ والدہ ماجدہ: شمامۃ ام الفضل رضی اللہ عنہا بنت خلیفہ مامون الرشید۔

بے شمار کمالات واوصاف حمیدہ رکھتے تھے۔

خلیفہ متوکل شدید لا علاج بیمار ہو چکا والدہ نے نذر مانی اگر صحت ہو تو امام علی نقی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مال بھجواؤں گی۔ حضرت امام رضی اللہ عنہ نے دوائی بھیجی۔ پھوڑے پر لگائی شفا ہو گئی۔ خلیفہ نے ایک ہزار دینار بھیجے۔

- چند دنوں کے بعد حاسدوں نے کہا امام رضی اللہ عنہ کے پاس کثیر اسلحہ اور رقم جمع ہے۔ بغاوت کا خطرہ ہے خلیفہ نے چند آدمی، اسلحہ اور مال کے لئے بھیجے۔

سارا مکان چھان مارا کچھ نظر نہ آیا رضی اللہ عنہ

گیارھویں امام حسن عسکریؒ:

ولادت مدینہ شریف میں رمضان المبارک ۲۳۲ھ تمام اوصافِ حمیدہ وعادات پسندیدہ کے مالک، حاکم وقت کے حکم سے کھانے میں زہر دی گئی۔ سر مَن

رای۔ میں ۲۶۰ھ میں شہید ہوئے۔ کنیت ابومحمد، لقب زکی، القاب خالص اور سراج ہیں۔ والدہ، ام ولد، نام سوسن۔

ایک فرزند محمد المہدی نصف شعبان ۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے جو سرمن رای کے غار میں بہ عمر چار سال غائب ہو گئے تھے حضرات اثناء عشریہ ان کو امام منتظر امام زمان۔ ام مہدی دوران کے القاب سے ملقب کرتے ہیں۔ (یہ شیعوں کا عقیدہ ہے) ﴿یہ غلط ہے کیونکہ کتب اہلسنّت وجماعت میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کے والدین تک نام موجود ہیں جن کا ذکر آگے آرہا ہے،﴾

حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ذکر کئی صحیح احادیث میں موجود ہے۔ حجۃ اللہ خاتم لائمہ بھی ان کے القاب ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّ اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَہٗ۔

بارہویں امام مہدی علیہ الرضوان:

حضرت اما مہدی علیہ السلام کے بارے میں بحوالہ مشکوۃ شریف عرض ہے:

علامات قیامت:

راوی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مفہوم حدیث شریف:

''نام محمد ہوگا۔ لقب مہدی، میرے اہل بیت یعنی اولاد فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے ہوں گے حسنی سید ہونگے۔ امام مہدی کی تشریف آوری کا فیصلہ ہو چکا ہے۔''

(بحوالہ ترمذی۔ ابوداؤد)۔

اگلی حدیث بھی اسی مضمون کی ہے۔ ''ان کا نام میرے نام کے موافق اور باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق وہ زمین کو انصاف وعدل سے

بھر دے گا۔"

محمد بن عبداللہ، نہ کہ محمد بن حسن عسکری رضی اللہ عنہ یہ غلط ہے کہ محمد بن حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ ۔وہ پیدا ہونگے نام محمد ابن عبداللہ ہوگا۔ آگے حدیث جو کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: "میری اولاد سے اور اولادِ فاطمہ سے ہوگا۔"

(رواہ ابوداؤد)

اگلی حدیث کے راوی ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ: "مہدی مجھ سے ہیں، چوڑی پیشانی والے اونچی ناک والے" (ابوداؤد) حضرت مہدی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل بھی ہونگے۔ آگے ایک اور حدیث بحوالہ ترمذی شریف اگلی حدیث شریف بھی۔ راوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضرت مہدی رضی اللہ عنہ سلطان ہونگے اور عیسیٰ علیہ السلام وزیر اعظم۔ حضرت امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ سیرت و اخلاق میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشابہ ہوں گے۔ "امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ بننے کے بعد سات سال خلافت کریں گے۔" شیعوں کا عقیدہ غلط ہے کہ امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہو چکے ہیں اور غائب ہو گئے ہیں۔

امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ سے دنیا کے لوگ اور آسمانوں کے ملائکہ خوش ہوں گے۔ (راوی ابی سعیدؓ، مرآۃ ج ۷ شرح مشکوٰۃ مع اصل متن و ترجمہ، از شارح مصنف مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ)

مکتوب شریف ۱۲۳ دفتر سوم میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے بارہ اماموں کا حوالہ دیا ہے۔ اسی مکتوب شریف میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ذکر ہے۔

حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور حضرت مہدی علیہ الرضوان راہ اوّل سے واصل میں جیسے کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تبعیت کے ضمن میں راہ اوّل سے واصل ہوئے ہیں۔

مکتوب شریف ۱۰۶ دفتر سوم میں ہے "شاید حضرت مہدی علیہ الرضوان خلافت ظاہر کی تائید پا کر اس کو رواج دیں گے۔"

اور بھی کئی مقامات پر حضرت امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر حضور جناب مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔ حضرت امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات مجددی کا مطالعہ بھی فرمائیں گے۔

سیدنا امام ربانی مکتوب شریف ۶۷ دفتر دوم بعنوان عقائد اہل سنت و جماعت عقیدہ نمبر ۲۵ میں تحریر فرماتے ہیں "حدیث شریف میں ہے تمام زمین کے مالک چار شخص ہوئے ہیں۔ دو مومن دو کافر، ذوالقرنین علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام مومنوں میں سے ہوئے ہیں، نمرود اور بخت نصر کافر ہیں۔ اس زمین کا پانچواں مالک میری اہل بیتؓ سے ایک شخص ہوگا یعنی حضرت مہدی علیہ الرضوان۔"

حدیث شریف میں ہے۔ "اصحاب کہفؓ حضرت مہدیؓ کے مددگار ہوں گے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ان کے زمانے میں نزول فرمائیں گے۔ دجال کے قتل کرنے میں ان کے ساتھ موافقت کریں گے۔

حضرت ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے مہدی منتظر کی علامات میں ایک رسالہ لکھا ہے جس میں دو سو تک علامات لکھی ہیں۔

علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تشریف لائیں گے ایک جماعت مقام ابراہیم اور حجر اسود کے درمیان ان سے بیعت کرے گی آپ کا اسم گرامی محمد باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ ہوگا۔ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد پاک سے ہوں گے۔

ایک ظالم حاکم اپنا لشکر آپ کے مقابلہ کے لئے بھیجے گا مگر شکست کھائے گا اس کے بعد وہ ظالم حاکم سفیان اپنا لشکر لے کر خود مقابلہ کے لئے آئے گا اور

مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مقام بیداء میں لشکر سمیت زمین میں دھنس جائے گا۔ صرف ایک شخص بچے گا جو اس واقعہ کی خبر حضرت امام کو دے گا۔ امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ بغرض زیارت مدینہ شریف جائیں گے اور وہاں سے ملک شام میں پہنچے گے...... عیسائیوں سے زبردست مقابلہ ہوگا۔ پھر حضرت امام نظم ونسق میں مشغول ہوں گے اور دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔

دجال لعین:

جب اہل اسلام غنائم قسطنطنیہ تقسیم کر رہے ہوں گے۔ شیطان دجال کا اعلان کرے گا۔ یہ سن کر دس سوار خبر لانے کے لئے بھیجے جائیں گے جن کی نسبت حضور مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''میں ان کے نام ان کے باپوں کے نام ان کے گھوڑوں کے رنگ پہچانتا ہوں'' دجال شام اور عراق کے ایک راستے سے ظاہر ہوگا اس کی ایک آنکھ اور ایک ابرو بالکل نہ ہوگی۔ بڑے گدھے پر سوار ہوگا۔ پیشانی کے درمیان ک۔ا۔ف۔ر ''کافر'' لکھا ہوگا۔

نوٹ: ''علامات قیامت اور حضرت امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ'' مصنف علامہ سید سعید الحسن شاہ مہتمم ادارہ حزب الاسلام ۲۰۱ ر۔ب فیصل آباد میں بھی امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ کا تفصیلی بیان ہے۔

- دجال...... (دجال کے ساتھ لشکر ہوگا)

اس کے ساتھ ایک باغ ہوگا اور ایک آگ جسے وہ جنت دوزخ کہے گا حقیقت میں بہشت ودوزخ کی خاصیت ہوگی۔ اشیائے خوردنی کا ذخیرہ دجال کے پاس ہوگا۔ خارقِ عادت امور اس سے ظاہر ہونگے۔ (بے شمار)

اصفہان میں ستر ہزار یہودی اس کے پیرو بن جائیں گے۔ براستہ یمن مکہ معظّمہ کا قصد کرے گا۔ فرشتوں کی محافظت کے باعث داخل نہ ہو سکے گا۔ پھر

۔۔۔نہ منورہ پہنچے گا۔ ساتوں دروازوں پر دو دو فرشتے ہونگے شہر کے اندر داخل نہ ہو سکے گا۔ یہاں سے لوگوں کو گمراہ کرتا ہوا شام کی طرف روانہ ہوگا۔

یہ ناکارہ نہایت مختصراً لکھ رہا ہے:

حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ السلام حضرت امام مہدی علیہ الرضوان دمشق پہنچ کر اس کے ساتھ جنگ کی تیاری کر چکے ہونگے۔ اسی اثنا میں اچانک اللہ تعالیٰ حضرت مسیح بن مریم علیہما السلام کو آسمان سے بھیجے گا۔ دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے زرد رنگ کا جوڑا زیب تن کئے ہوئے جامع دمشق کے مشرقی جانب سفید منارہ پر اتریں گے۔ پھر لشکر اسلام دجال پر حملہ کرے گا گھمسان کا معرکہ ہوگا۔ اس وقت دمِ عیسیٰ علیہ السلام کی یہ خاصیت ہوگی۔ کہ نظر کی رسائی تک سانس مبارک پہنچے گا ہر کافر ہلاک ہوتا جائے گا۔ دجال بھاگ جائے گا مگر عیسیٰ علیہ السلام اس کو بیت المقدس کے قریب موضع لد کے دروازے پر جالیں گے اور تیر سے اس کا کام تمام کر دیں گے۔ لشکر دجال بھی نیست و نابود کر دیں گے۔ دجال کا فتنہ چالیس دن رہے گا جن میں سے ایک دن ایک سال کی مثل ایک دن ایک مہینہ کی مانند ایک ہفتہ کی مثل ہوگا۔ باقی دن اور دنوں کا مانند ہونگے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا جو ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا کیا اس میں ایک دن کی نمازیں کافی ہونگی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا سنیں ایک سال کی نمازیں اس دن میں تخمینہ سے ادا کرنی ہونگی سوائے قبولِ اسلام اور قتل کے دوسرا حکم نہ ہوگا۔ سب کافر مسلمان ہو جائیں گے۔

امام مہدی علیہ السلام کے خلافت ۷ یا ۸ یا ۹ سال ہو گی (مشکوٰۃ شریف)

حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا جنازہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پڑھائیں گے۔

واضح رہے یہ تمام خبریں علامات قیامت مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں۔ چونکہ

ہے اس لئے علاماتِ کبریٰ میں سے چند ایک کا مختصراً ذکر لکھا گیا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تمام فتنوں سے محفوظ فرمادے اور حضور سید المرسلین ﷺ کی امت کے مومنوں اور مسلمانوں کی مغفرت فرمادے اور الراقم کی شب وروز کی محنت بابت ذکر خیرا تا ۵ سیرت طیبہ پر قبول فرمائیے۔ آمین ثم آمین

آخری التجا:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا محمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَوْلَادِہٖ واحفادہٖ وازواجہٖ وذریاتہٖ واصحابہٖ واختانہٖ واحبابہٖ واتباعہٖ واشیاعہٖ وانصارہٖ وازواجہٖ وذریاتہٖ واصحارہٖ واختانہٖ واحبابہٖ واتباعہٖ واشیاعہٖ وانصارہٖ خزنۃ اسرارہٖ ومعادن انوارہٖ کُنُوز الحقائق، ھداۃ الخلائق نجومِ الاھتدا لِمَنِ اقْتَدٰی بِھِمْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا اَبَدًا اَبَداً وَارْضِ عَنْ کُلِّ الصَّحَابَۃِ رَضِیَ سَرْمَدًا اَعْدد خَلْقِکَ وَزِنَۃَ عَرْشِکَ وَرِضَاءَ نَفْسِکَ وَمِدَادِ کَلِمَاتِکَ کُلَّمَا ذَکَرَکَ الذاکرون وغفل عَنْ ذکرك الغافلونo

ورق تمام ہوا مدح باقی ہے
سفینہ چاہئے اس بحرِ بیکراں کیلئے



فہرست کتب جن سے استفادہ کیا

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف
1	قرآن مجید	اللہ تعالیٰ
2	صحیح بخاری	امام بخاری قدس سرّہ
3	شرح صحیح مسلم جل ۱ تا ۷	علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ
4	مراۃ جلد ۱ تا ۸	مفتی احمد یار خان گجراتی رحمۃ اللہ علیہ
5	ریاض الصالحین ج ۱، ۲	امام نووی رحمۃ اللہ علیہ
6	ترمذی شریف ج ۱، ۲	مترجم مولانا بدیع الزمان
7	خصائص الکبریٰ جز ۱، ۲	علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ۔
8	ذکرِ خیر الوریٰ	خواجہ صدیق احمد سیدی رحمۃ اللہ علیہ
9	تفسیر ضیاء القرآن ج ۱ تا ۵	پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ۔
10	ضیاء النبی ج ۱ تا ۷	ایضاً
11	تفسیر عزیزی	عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
12	شفا شریف ج ۱، ۲	قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ
13	تفسیر ابن کثیر ۱ تا ۸	علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
14	تفسیر معارف القرآن ج ۱ تا ۸	علامہ مفتی محمد سمیع (مرحوم)
15	تفسیر نعیمی جبد ۱ تا ۱۳	مفتی احمد یار خان گجراتی رحمۃ اللہ علیہ
16	تفسیری حاشیہ	مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ
17	تفسیر نور العرفان	مفتی احمد یا خان رحمۃ اللہ علیہ

18	تفسیری نوٹس	مولانا احمد علی لاہور (مرحوم)
19	تاریخ الخلفاء	حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
20	نزھۃ المجالس ج ۱،۲	علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ
21	تفسیر قادری ج ۱،۲	علامہ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ
22	مدارج النبوۃ ج ۱،۲	شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ
23	سیرۃ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم	علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ
24	رحمۃ للعلمین ج ۱ تا ۳	سلیمان سلمان منصور پوری
25	مکتوبات شریف مجددی	شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ
26	اصح السیر	علامہ عبدالرؤف داناپوری
27	الضیاء سہ ماہی ۱۴۲۷ھ	سمندری فیصل آباد
28	شان حبیب الرحمٰن،	مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ
29	معارف الحدیث ج ۱ تا ۸	علامہ منظور نعمانی
30	ماہنامہ بنات عائشہؓ (معدد)	کراچی۔
31	ماہنامہ انوار الاثانی	متعدد علی پور شریف
32	پندرہ روزہ الفاروق	سرگودھا
33	احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	ناشر پاکستان سٹیٹ آئل
34	صحابیات	سعید محمد زکریا بنوری
35	اوراق غم	ابوالحسنات محمد احمد قادری
36	سوانح کربلا	مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

37	خاکِ کربلا	صاحبزادہ افتخار الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ
38	قولِ سدید	ضیاء احمد بدایونی
39	شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم	سید محمود احمد قادری
40	شواہد النبوۃ	مولانا جامی قدس سرہ
41	معارج النبوۃ ج ۱ تا ۳	معین الواعظ الہردی رحمۃ اللہ علیہ
42	شاہنامہ اسلام	حفیظ جالندھری (مرحوم)
43	کشف المحجوب	داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ
44	ذکرِ خیر	خواجہ محبوب عالم ہاشمی سیدی رحمۃ اللہ علیہ
45	صحابیات رضی اللہ عنہن	نیاز فتح پوری
46	شہاب نامہ	قدرت اللہ شہاب (مرحوم)
47	سیرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا	سید سلیمان ندوی (مرحوم)
48	یادِ شہید	قاضی عبدالنبی کوکب (مرحوم)
49	خاندان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	علامہ سعید الحسن شاہ مدظلہ
50	انوار قمریہ	خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ
51	خدام الدین رسالے	لاہور
52	محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	شیخ محمد رضا قاہرہ
53	امہات المومنین رضی اللہ عنہن نمبر	سیارہ ڈائجسٹ
54	سیدہ خاتونِ جنت	علامہ طالب الہاشمی
55	حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا	علامہ طاہر القادری

56	الرحیق المختوم	علامہ صفی الدین مبارکپوری
57	کنز الخطیب	علامہ دین محمد
58	روضۃ الشہداء	علامہ حسین بن علی
58	رہبر زندگی	علامہ سید سعید الحسن شاہ
59	علاماتِ قیامت	حضرت سید الحسن شاہ
60	تقویم دار الاحسان	خانقاہ دار الاحسان
61	خاندانِ نبوت	حاصی محمد ادریس بھوجیانی
62	نواسۂ سید الابرار	علامہ عبد السلام قادری
63	روزنامہ ایکسپریس	سنڈے ایڈیشن
64	مثنوی رموز بے خودی	علامہ اقبال ؒ
65	ماہنامہ خبرنامہ آئینہ خلافت	میاں فرزند علی
66	راہ عقیدت	مولانا محمد شفیع اوکاڑوی ؒ
67	حدائق بخشش	فاضل بریلوی ؒ
68	فلسفہ شہادت	ڈاکٹر علامہ طاہر القادری
69	السعید جریدے	بانی علامہ سعید احمد کاظمی ؒ
70	اٹلس سیرۃ نبوی ﷺ	ڈاکٹر شوقی ابو الخلیل دمشقی
71	مکاشفۃ القلوب	امام غزالی ؒ
72	سیرۃ النبی ﷺ	علامہ شبلی نعمانی ؒ
73	رحمتِ عالم ﷺ	سید سلیمان ندوی ؒ

74	حصن حصین	امام جزری رحمۃ اللہ علیہ
75	دلائل الخیرات	امام الجزدلی رحمۃ اللہ علیہ
76	سچیاں سرکاراں صلی اللہ علیہ وسلم	صوفی احمد علی اعوان ایم۔اے فیصل آباد
77	ماہنامہ نور اسلام (بے شمار)	شرقپور شریف
78	ماہنامہ سلسبیل متعدد	ادارہ تصوف لاہور
79	ماہنامہ دین فطرت	فیصل آباد
80	تاریخ اقوام عالم ایام اسلام ج ا	مرتضیٰ احمد خان
81	تاریخ اسلام	پرفیسر حمید الدین
82	مصر میں چند روز	علامہ محب اللہ نوری مدظلہ
83	شانِ خدیجہ رضی اللہ عنہا	روبینہ کوثر صاحبہ
84	سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم	شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ
85	فیوض الحرمین	علامہ دل محمد رحمۃ اللہ علیہ



اظہار تشکر و التجا

الراقم نے جن حضرت کی کتب سے مدد لی ہے ان کا شکر گزار ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو دین و دنیا و آخرت میں عافیت عطا فرمائے سارا کام برائے حصول رضائے الٰہی کیا ہے۔

محمد عبد الخالق توکلی



سلسلہ عالیہ توکلیہ محبوبیہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اور دیگر اسلامی
کتب کے لئے مکتبہ محبوبیہ پر تشریف لائیں۔

☆ حضرت خواجہ سائیں توکل شاہ مست ابنالوی رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت خواجہ محبوب عالم سیدوی رحمۃ اللہ علیہ۔

☆ حضرت خواجہ صدیق احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تمام کتب سید اشریف کے نرخوں پر دستاب ہیں۔

۱) **ذکرِ خیر**: (سوانح حیات خواجہ توکل شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور اسلامی طریقت پر بے مثل کتاب

۲) **خیر الخیر**: سلوکِ مجدّدی پر بے نظیر کتاب

۳) **تنویر الابصار**: ذکر اور ذاکرین کی فضیلت میں بحوالہ قرآن و حدیث۔

۴) **شب حسین بر عرش بریں**: معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آج تک اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔

۵) **ذکر کثیر**: (مجموعہ وظائف وہدایات برائے طالبینِ طریقت)

۶) **اسلامی تصوف**: تصوف پر مستند مواد اعلیٰ ڈگریاں حاصل کرنے والوں کے لئے بہت مفید۔

۷) **آدبُ الطالبین**: از حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۸) **ذکرِ محبوب** رحمۃ اللہ علیہ: حضرت خواجہ محبوب عالم سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح حیات اور اسلامی طریقت پر گراں مایہ معلومات۔

۹) **ذکرِ خیر الوریٰ** صلی اللہ علیہ وسلم: (ترجمہ) خصائص الکبریٰ از علامہ

سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مشتمل بہ خصوصیات سراجاً منیراً صلی اللہ علیہ وسلم

۱۰) دیگر تمام اسلامی کتب نئی و پرانی سٹیشنری و جنرل اشیاء کی خریداری کے لئے تشریف لائیے۔

نوٹ: ہر کتاب کا کاغذ جلد، ٹائٹل اور کتابت دیدہ زیب اور شاندار ہے۔

محمد احمد عبدالخالق توکلی

مکتبہ محبوبیہ نزد بس سٹاپ ملک پور

بالمقابل گرڈ نشاط آباد فیصل آباد



کتب ذکر خیر ۱تا۵
المعروف بہ سیرت طیبہ و بے مثل ولادت

۱) حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم،

۲) امہات المومنین و اولادِ پاک و دیگر جملہ متعلقین کرام رضی اللہ عنہما۔

۳) خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور خصوصی بیان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔

۴) امام ربّانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ

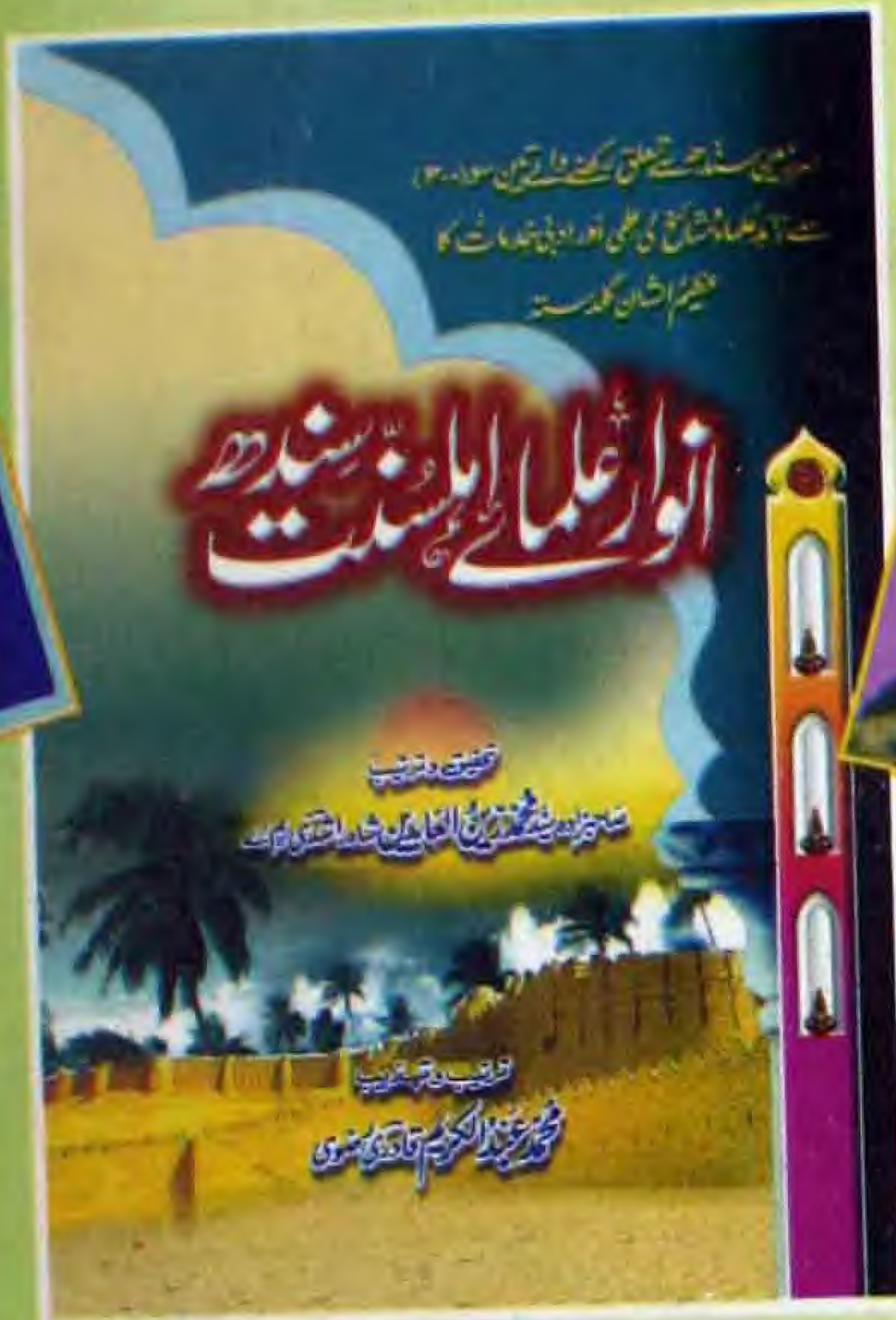
...........اور...........

۵) تعلیمات اربابِ سیرت۔توحید، رسالت، صحابہ رضی اللہ عنہم و انبیاء علیہم السلام گلشنِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہکتے دو سو پھول، محدثین، ائمہ کرام رضی اللہ عنہم اور امراض جسمانی روحانی کا علاج از قرآن کید و احادیث مبارکہ اور ارشادات فرمودات اولیاء اللہ۔

بلاشبہ اسلامی معلومات و مسائل و تعلیمات کا مخزن ہے اور ان کا مطالعہ یقیناً نجاتِ اخروی کا موجب ہے۔

تنگِ خلائق

محمد عبدالخالق توکلی



انوار علمائے اہلسنت سندھ


قصص الانبیاء

محبتِ اہلِ بیت

شریعتِ محمدی
کے ہزار مسائل

شاہراہِ ہدایت
ترجمہ
کیمیائے سعادت

عجائب القرآن
غرائب القرآن

کامیاب ماں